خطباتِ تحفظ ختمِ نبوت

جلد اول

تقریظ

شاہینِ ختمِ نبوت مناظرِ اسلام حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مرتب

محمد رضوان قاسمی

فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ (علامہ بنوری ٹاؤن)

خطیب جامع مسجد محمدی (کلفٹن) امام جامع مسجد سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

نام کتاب	خطباتِ تحفظ ختم نبوت
مؤلف	مولانا محمد رضوان قاسمی
ضخامت	496 صفحات
طبع اول	فروری 2022ء
ناشر	مکتبہ فیض القرآن
	سیکٹر B منظور کالونی کراچی
برائے رابطہ	0333-8164488
قیمت فی جلد	-/400 روپے

تمام مشہور کتب خانوں اور دفاتر ختم نبوت سے طلب فرمائیں

استدعا: اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے انسانی طاقت وبساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح وجلد سازی میں پوری احتیاط کی گئی ہے، تاہم انسان تو انسان ہے، سہواً اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو از راہ کرم مطلع فرمادیں، تاکہ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کی جاسکے۔

مکتبہ فیض القرآن

0333-8164488

انتساب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ و کفی و سلام علی سیدالرسل و خاتم الانبیاء۔ امابعد!

الحمدللہ! یہ امت احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ سرانجام دیتی آئی ہے اور دیتی رہے گی۔ میں خطبات تحفظ ختم نبوت کا انتساب خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اول حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر قیامت کے برپا ہونے تک، دفاع ناموس رسالت، عقیدۂ ختم نبوت کی سربلندی کی سعادت حاصل کرنے والی پاکیزہ شخصیات اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ہر ایک خوش نصیب اور سعادت مند کارکن بالخصوص مجاہد ختم نبوت، شمشیر بے نیام، عاشق رسول حضرت مولانا **حافظ محمد اکرم طوفانی** رحمۃ اللہ علیہ کے نام کرتا ہوں۔

رب کریم اس عظیم ہدیہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت نصیب فرما کر عوام و خواص کے لئے انتہائی نافع بنائے۔ آمین۔

بحرمت النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

خاکپائے غلامانِ خاتم النبیین

محمد رضوان قاسمی

خادم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

اجمالی فہرست خطباتِ ختم نبوت جلد اول

تفصیلی فہرست

تقریظ

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفی و سلام علی سید الرسل و خاتم الانبیاء۔ امابعد!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام ۲۰۱۰ء سے مختلف مقامات پر باقاعدہ سہ ماہی تحفظ ختم نبوت سیمینار منعقد ہو رہے ہیں۔ ان سیمیناروں میں تحفظ ختم نبوت کے عنوان پر ہونے والے بیانات کو ریکارڈ کیا جاتا رہا، جس سے ایک وقیع ذخیرہ جمع ہوگیا۔

حضرت مولانا محمد رضوان قاسمی فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی نگران بھی ہیں، حق تعالیٰ نے ان کے دل میں ڈالا۔ آپ نے پہلے ان تمام بیانات کو کمپیوٹر سے کاغذ پر منتقل کرایا۔ پھر ان کی ترتیب قائم کی، یوں مختلف حضرات کے تحفظ ختم نبوت کے عنوانات پر پینتیس بیانات کا مجموعہ تیار ہوگیا۔ ان کی کمپوزنگ کرائی، پروف ریڈنگ کے جانگسل مراحل سے گزرے، لیکن اپنی مراد کی کشتی کو ساحل منزل پر کامیابی کے ساتھ جا اتارا۔

اس سے قبل بھی ان کی ایک تصنیف لطیف ''برکاتِ تحفظ ختم نبوت'' کے نام پر منصہ شہود پر آچکی ہے۔ اس کے کئی ایڈیشن یکے بعد دیگرے شائع ہوئے اور اس نے عوام و خواص میں بھرپور مقبولیت حاصل کی۔

اب یہ دوسری کاوش جو دو جلدوں پر محیط ہے، بہت جلد بازار میں آیا چاہتی ہے۔ ان کی اس محنت پر دلی خوشی ہوئی۔ حق تعالیٰ شانہ اس محنت کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ آپ نے اس کتاب کے ذریعہ جہاں مختلف النوع مواد کو جمع کر دیا ہے، وہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک انتہائی اہم ریکارڈ کو بھی محفوظ کر دیا ہے۔ اس محنت پر آپ قابل تقلید و لائق تبریک ہیں۔ ان پر ان کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے دعا ہے حق تعالیٰ ان کے ذوق عالی کو مزید سدابہار فرمائیں۔ آمین۔

والسلام

محتاج دعا: فقیر اللہ وسایا، ملتان

فروری ۲۰۲۲ء

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا وجود امت مسلمہ کے لئے ایک نعمت عظمیٰ کا درجہ رکھتا ہے۔ رب کریم نے جن نامور اکابر علماء کرام، زعماء ملت سے اس کی بنیاد اٹھائی وہ بلاشبہ اپنے وقت کی نامور علمی، روحانی، سماجی شخصیات تھیں۔ جن کا وجود ہی قادیانیت کے استیصال کے لئے درۂ فاروقی کی حیثیت رکھتا تھا، فتنۂ قادیانیت کے مقابلہ میں ہر محاذ پر کامیابی وکامرانی اس جماعت کے ماتھے کا جھومر بنی الحمدللہ!

آج بھی اساطین علم وفضل اس جماعت کی سرپرستی، راہبری وراہنمائی کو اپنا طرۂ امتیاز سمجھتے ہیں۔ یہ رب کریم کا انعام اور فضل واحسان ہے، فلحمدللہ علی ذالک۔

ملک عزیز فتنوں کی آماجگاہ ہے، آئے روز نئے سے نیا فتنہ جنم لیتا ہے۔ اہل حق فتنوں کی سرکوبی میں روز اول سے کوشاں ہیں اور اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر ایمان کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے ہدایت کی طرف بلایا اس کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا جتنا ہدایت کی پیروی کرنے والے کو ملے گا اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور جس نے گمراہی کی طرف بلایا اس کو بھی اتنا ہی گناہ ہوگا جو گمراہی کی طرف آنے والے کو ہوگا اور ان کے گناہوں سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔“

اسی طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد مبارک ہے جسے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”میری امت میں ایک جماعت مسلسل حق کے لئے لڑتی رہے گی، وہ ان پر غالب ہوگی جو ان کا مقابلہ کریں گے، یہاں تک کہ اس جماعت کا آخری حصہ دجال سے لڑے گا۔“

آنے والے صفحات ایمان کی سربلندی، وقار اور حفاظت کا بیش بہا خزانہ اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔ فتنۂ قادیانیت کی تردید، احقاق حق اور ابطال باطل علماء ربانیین کی زندگی کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ نامور علماء کرام، خطباء عزیز کے وقیع، جاندار بیانات کا بے مثال خزانہ ہے۔ ''خطبات تحفظ ختم نبوت'' کے عنوان پر راقم الحروف کی دوسری تالیف و ترتیب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ فضل وکرم اور احسان ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ختم نبوت کے محاذ پر مجھ جیسے گناہگار کو بھی قبول کیا ہوا ہے۔ دعا ہے کہ رب العزت زندگی کے آخری سانس تک قبول کئے رکھیں، آمین۔

''خطبات تحفظ ختم نبوت'' میں امت مسلمہ کے دین وایمان کی حفاظت، مرتدین و ملحدین، مشرکین ومبتدعین کے افکار ونظریات کا رد کافی ووافی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ انہی عشاق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عاشقانہ زندگی مسلمانوں کے ایمان کے تحفظ کا سبب ہے، رب کریم اس کتاب کو مکمل نافع بنائیں مؤلف اور قارئین کے لئے یکساں مفید بنائے۔ آمین۔

(مولانا) محمد رضوان قاسمی

خادم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

۲۴ر جنوری ۲۰۲۲ء

''فتنہ قادیانیت اور علمائے کرام کی ذمہ داری''

شیخ الحدیث حضرت **مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر** رحمۃ اللہ علیہ

مہتمم جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی،

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت

گل بہار لان، بہادر آباد کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ دو آدمیوں کی زندگیاں قابلِ رشک ہیں:

❶ وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اُس نے مال کو حق کی راہ میں خرچ کیا۔ مال کوئی قابل رشک چیز نہیں ہے، قارون کے پاس بھی بہت زیادہ مال تھا، لیکن اُس کا حشر کیا ہوا؟ آپ سب جانتے ہیں۔ لیکن اللہ اگر کسی کو مال دے اور پھر وہ اِس فکر میں رہے کہ کہاں نیک کام ہو رہا ہے کہ وہاں میں خرچ کروں؟ کوئی مسجد بن رہی ہے تو وہاں خرچ کر رہا ہے، کوئی مدرسہ ہے تو وہاں خرچ کر رہا ہے، فقراء اور مساکین کو دے رہا ہے۔

❷ دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا، اب وہ علم پھیلا رہا ہے، اور اُس کے مطابق عمل کر رہا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۳۲، ج ۱)

ہمارے بزرگ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ اِس کے مصداق تھے۔ اللہ نے اُن کو علم دیا اور اُنہوں نے پوری زندگی اِس کی نشر و اشاعت میں صرف فرمائی۔ ایک جگہ میں اُن کے بارے میں پڑھ رہا تھا کہ جب وہ دورۂ حدیث سے فارغ ہوئے تو اُس رات کو پوری رات عبادت کی اور رو رو کے دعائیں کیں کہ اے اللہ! اب حدیث کا یہ تعلق مجھ سے منقطع نہ ہو۔ اور اُنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس حکم کی تعمیل کی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حَجَّةُ الْوِدَاع میں خطبہ دینے کے بعد آخر میں فرمایا تھا: اَلَا فَلْیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْکُمُ الْغَائِبَ (مسند احمد: حدیث ۶۵) جو بھی سننے والے ہیں وہ آئندہ آنے والوں تک میری یہ باتیں پہنچا دیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو یہی توفیق دی اور اُنہوں نے اِس کو خوب پھیلایا۔ آج اُن کے ہزاروں شاگرد جگہ جگہ پھیلے ہوئے ہیں اور اُن کے لیے صدقۂ جاریہ ہیں، اِس کے علاوہ جب عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کی مجلس شوریٰ نے اپنی امارت آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سونپی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تحفظِ ختم نبوت کے لیے بہترین خدمات اَنجام دیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے اور جنت میں اُونچے سے اُونچا درجہ عطا فرمائے۔ (آمین)

ختم نبوت کا عقیدہ بیان کیا کریں

میرے بزرگو اور بھائیو! خاص طور پر علماء کرام سے مخاطب ہوں کہ ہر عالم جس کو اللہ تعالیٰ نے ایک مقام دیا ہے یا ہر وہ عالم جو کہیں اِمام ہے، کہیں خطیب ہے، ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اپنے اپنے دائرے میں خاص طور پر عقیدۂ ختم نبوت کو اِس طرح بیان کریں کہ ہمارے مقتدی اور اُن کے ذریعے اُن کے گھر والوں کو معلوم ہو کہ ختم نبوت کا مسئلہ کیا ہے؟ اور ہمیں کیا عقیدہ رکھنا اور اِیمان لانا ہے؟ اور منکرین ختم نبوت کے بارے میں ہمیں کیا سوچنا ہے؟ اللہ جزائے خیر دے، اَکابر علماء کرام نے اِس موضوع پر اِتنی کتابیں لکھی ہیں کہ اب ہمارا کام یہی ہے کہ ہم اُن کو پڑھیں اور معلومات حاصل کریں اور اُس کو آگے تک پہنچائیں۔ اگر آپ اِمام ہیں، خطیب ہیں تو پانچ نمازوں میں سے کسی ایک نماز کے بعد، جس میں مقتدی زیادہ ہوں، آپ کا درس ضرور ہونا چاہیے، اُس درس کے اندر، ضمنی طور پر سہی، یہ مسائل بھی ہونے چاہئیں۔ اور جیسا کہ شرعی قاعدہ ہے: كَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ لوگوں کی جو ذہنی سطح ہے اُس کے مطابق آپ گفتگو کریں، جو اُن کی سمجھ میں آئے۔ باریک مسائل نہیں، کھلے کھلے مسائل۔

عوام کی ذہنی سطح کے مطابق اُن سے مخاطب ہوں

مجھے اپنے بچپن کا ایک واقعہ یاد ہے۔ میں اُس وقت طالبِ علم تھا، اسکول چھوڑ کر ایک دینی مدرسے میں داخل ہوا تو ایک روز اپنے والد مرحوم کے ساتھ ایبٹ آباد گیا ہوا تھا، اُس زمانے میں یہ لاؤڈ اسپیکر نہیں آیا تھا، کوئی خاص بات ہو تو منادی بازار میں پھرتا تھا، اُس کے گلے میں ڈھول پڑا ہوتا تھا وہ اسے بجاتا: ڈھب، ڈھب ڈھب۔ اب لوگ متوجہ ہو جاتے کہ کوئی خاص بات ہے تو وہ آواز لگاتا کہ آ گیا وہی منادی آ گیا، پہلے سنا اُس کی بات پھر کرنا کوئی اور بات۔ میں نے سنا تو وہ اِعلان یہ کر رہا تھا کہ آج اِتنے بجے کمپنی باغ میں حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہوگا۔ وہاں ایک بہت بڑا میدان تھا، یہ وقت وہاں کے اسکول، کالج کے لڑکوں کی چھٹی کا وقت تھا۔ خیر! میں بھی چلا گیا وہاں،

دیکھا کہ تمام اسکول، کالج کے لڑکے جمع ہیں اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسٹیج کے اُوپر بیٹھے ہوئے ہیں، جیسے شیر بیٹھا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ایسا اُن کو رُعب دیا تھا اور ہاتھ میں کلہاڑی بھی ہوتی تھی، خیر ہم بیٹھ گئے تو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چوں کہ اسکول کالج کے لڑکے تھے، اِس لیے اُن کو آسان زبان میں یعنی اُن کی ذہنی سطح کے مطابق لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ کا مفہوم سمجھایا تو فرمایا کہ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ ایسے ہی ہے جیسے ایک بہت بڑا مکان ہے، کوٹھی ہے، اُس کے دروازے پر ایک آدمی پہرہ دے رہا ہے اور نہایت ہی شریف اور سچا اِنسان ہے، تو اب آپ اُس سے پوچھتے ہیں کہ بھئی! اندر کون ہے؟ تو جواب میں وہ کہتا ہے: لَا "No Man in the House" اِس گھر کے اندر کوئی آدمی نہیں ہے۔ تو سچا آدمی ہے۔ اُس نے اِنسان کے وجود کی نفی کر دی، اب اگر تم دیکھو کہ کوئی چیز اندر سے نکل رہی ہے، تو یقینی بات ہے کہ اُس نے تو سچی بات کہی تھی کہ اِنسان نہیں ہے۔ اب آنے والا کوئی گدھا ہوگا، کتا ہوگا، کوئی خنزیر ہوگا، کوئی جانور ہوگا! کوئی اِنسان تو نہیں ہوگا، اِس لیے کہ اُس سچے آدمی نے کہہ دیا کہ "No Man in the House" اب اُن اسکول کے لڑکوں کو یہ بات سمجھ میں آئی، یہی معنیٰ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ کا کہ میرے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔

علمائے کرام کے کرنے والے کام

تو اب علماء کا یہ فرض ہے کہ ہمارے بڑے اگر تشریف لے گئے ہیں اور ہر ایک کو جانا ہے تو اب ہمیں وہ کام کرنے ہیں جو اُنہوں نے کیے تھے۔ عوام الناس تک اِن مسائل کو پہنچانا، اُن کو سمجھانا یہ ہمارا فرض ہے اور ساتھ ساتھ اِسی حدیث میں جو میں نے ابھی پڑھی ہے کہ ایک تو وہ آدمی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور خوب خرچ کر رہا ہے اللہ کی راہ میں۔ فرمایا کہ: ایک وہ آدمی ہے جس کے پاس مال نہیں ہے، غریب ہے، لیکن اُس کا جذبہ یہ ہے کہ اے کاش! میرے پاس بھی اگر مال ہوتا تو میں بھی اِسی طرح خرچ کرتا۔ تو فرمایا: اُس کا اِتنا ہی اجر ہے جتنا خرچ کرنے والے کا۔ (سنن ترمذی حدیث نمبر 2325)۔

اِسی طرح ایک مسلمان جو عالم نہیں ہے لیکن اُس کا جذبہ یہ ہے کہ یا اللہ! اگر میں عالم ہوتا تو میں بھی اِسی طرح کام کرتا، تیرے دِین کی خدمت کرتا تو اُس کو اس نیت پر پورا پورا اَجر ملے گا اِنْ شَآءَ اللہ! ہر مسلمان کو وہی اَجر ملے گا جو اِن حضرات کو ملتا ہے۔ بہر حال! میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں اپنے فریضے کو ادا کرنا ہے اور اُس کے ساتھ ساتھ آپ سے یہ بھی گزارش ہے کہ مجھ جیسے کمزور اور ناتواں کے کندھے پر ایک ذمہ داری ڈال دی گئی ہے جس کا میں اہل نہیں ہوں، پیرانہ سالی اور ضعف و کمزوری ہے، اِس لیے آپ حضرات کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر کام لینا چاہے تو مُردوں سے بھی کام لیتا ہے تو اِس لیے میں آپ کی دعاؤں کا بہت زیادہ محتاج ہوں۔ (عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کی مجلس شوریٰ نے آپ کو مرکزی امیر منتخب کیا ہے، اِس کی طرف اِشارہ ہے۔) ہم اِس مسئلے کو دوسروں تک پہنچائیں گے اور عوام الناس کو اِیمان اور عقائد سے آگاہ کریں گے۔

قادیانی فتنہ کی سرکوبی کیلئے حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا جذبہ

ہمارے حضرت علامہ سیّد محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ، کے دَورِ امارت میں قادیانی مسئلہ حل ہوا اور پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اَقلیت قرار دیا، اِتفاق کی بات ہے کہ میں اُس وقت مصر میں پی ایچ ڈی کر رہا تھا، چند دنوں کے بعد ہی میں چھٹیوں میں کراچی آ گیا تو اب حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جذبہ تھا کہ پوری دُنیا میں جہاں بھی قادیانی فتنہ ہے، وہاں تک پہنچا جائے، وہاں کے علماء کو بتایا جائے کہ یہ قادیانیت کیا ہے؟ اور پاکستان میں اِس کے بارے میں کیا فیصلہ ہوا ہے؟ پارلیمنٹ میں بحث کے دَوران ''ملتِ اِسلامیہ کا مؤقف'' ایک کتاب اردو میں تیار کی گئی جس میں قادیانیوں کے عقائد اور اُمتِ مسلمہ کے خلاف جو اُن کے عزائم تھے درج ہیں۔ وہ پارلیمنٹ کے ہر رکن کو پیش کی گئی تھی اور پوری کتاب اسمبلی میں پڑھ کر سنائی گئی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پارلیمنٹ کے تمام اراکین کو یقین ہو گیا کہ یہ شخص تو ایک شریف اِنسان بھی نہیں ہے، نبوّت تو بڑی چیز ہے! تو حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا کہ بھئی! تم ایسا کرو کہ اِس کتاب کا عربی میں ترجمہ

کروتا کہ علمائے عرب کو پیش کیا جائے اور اُنہیں معلوم ہو کہ یہ کیا فتنہ ہے؟ اور اِس کے بارے میں کیا فیصلہ ہوا ہے؟

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ عرب ممالک کے دورے پر

آج بھی میں حیران ہوں کہ وہ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت تھی کہ چند دنوں میں ترجمہ بھی ہوگیا، عربی میں کتاب چھپ بھی گئی اور اُس کے بعد سینکڑوں نسخے لے کر حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ عرب ممالک کے دورے پر تشریف لے گئے۔ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ میں اور مولانا محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم بھی تھے۔ پہلے حرمین شریفین میں حاضری ہوئی اور وہاں علماء کرام سے ملے، اُن کو وہ کتابیں دیں اور وہاں سے ہمارا پہلا قیام مشرقی افریقہ نیروبی میں رہا، وہاں اِطلاع ملی کہ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ شدید بیمار ہیں، اِس لیے مولانا محمد تقی عثمانی واپس کراچی آئے، تو اب حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ میں ہی ایک خادم رِہ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جس جگہ بھی تشریف لے جاتے تو وہاں پر علماء کرام کو جمع کرتے، اُن کو قادیانی مسئلہ سمجھاتے، یہ کتابیں تقسیم ہوتیں اور وہاں ایک مجلس بنا دیتے، چند لوگوں کو تیار کرتے کہ: بھئی! آپ نے یہ کام کرنا ہے۔

مرزے کی تصویر دیکھ کر قادیانی مسلمان ہوگیا

ایک لطیفہ بھی ہوا کہ نیروبی کے اندر قادیانیوں نے ایک نوجوان کو گمراہ کیا، وہ مقامی تھا، اُس کے بعد قادیانیوں کی بدقسمتی کہ اُنہوں نے ایک پمفلٹ اپنی تبلیغ کے لیے مقامی زبان میں چھاپا اور اُس کے سرورق پر مرزا کی تصویر چھاپ دی، وہی سکھوں والی پگڑی اور بھینگی آنکھوں والی۔ اُس نوجوان نے تو انبیاء کرام علیہم السلام کے قصے پڑھے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کا مطالعہ بھی کیا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ ہر نبی اپنی قوم میں سب سے زیادہ خوبصورت ہوتا ہے، بدقسمتی سے قادیانیوں نے وہ پمفلٹ اُس نوجوان کو بھی دے دیا کہ یہ دیکھو! اب اُس نے لیتے ہی جب اُس کی تصویر دیکھی تو غصہ میں زمین پر پٹخ دی کہ یہ خبیث پیغمبر ہے؟؟ توبہ کر کے پھر اِسلام کی طرف لوٹا۔

ختم نبوت کا تحفظ اپنا مقصد بنالیں

میں عرض کررہا تھا کہ ہمارے بزرگوں نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ! ختم نبوت کو مقصد بنایا اور وہاں مشرقی افریقہ کے کئی ملکوں میں حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے، وہاں اُن کے بیان ہوتے تھے بلکہ بعض جگہ تو وہاں کی اِنتظامیہ نے باقاعدہ سرکاری طور پر اِس کی نشرواِشاعت کا اہتمام کیا۔ میں آپ حضرات سے کہنا چاہتا ہوں کہ جمعہ کے بیان میں تیاری کرکے ہمیں جانا چاہیے۔ ہمیں اپنی نسل کو اِس فتنہ سے بچانا ہے اور یہی بات پچھلے سال برمنگھم انگلینڈ میں جہاں ہماری سالانہ کانفرنس ہوتی ہے، وہاں میں نے عرض کی تھی کہ بھئی !اگر کوئی قادیانی، مرزائی آپ کو گمراہ کرتا ہے، مذہبی بحث میں آپ کو اُلجھاتا ہے، دلائل سے اپنے مذہب کی تبلیغ کرتا ہے تو اُس سے بانیٔ مذہب کے کریکٹر پر بات کریں۔ لاجواب ہوکر فرار ہوجائے گا۔

ایک عام سے نوجوان نے قادیانی کو لاجواب کردیا

کراچی میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک نوجوان آیا اور عرض کیا کہ حضرت! ہم فلاں محلے میں رہتے ہیں اور ہمارے یہاں چھوٹا سا کھیل کا میدان ہے جہاں ہم عصر کے بعد کھیلتے ہیں۔ ایک قادیانی آتا ہے اور وہ ہمیں تبلیغ کرتا ہے، ہمیں کوئی جواب بتادیں؟ تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دیکھو! اگر وہ قادیانی آئے اور تمہیں تبلیغ کرے تو تم کھڑے ہوکر صرف اِتنا کہو کہ بھئی ! پہلے ہمارے ایک سوال کا جواب دو، اور وہ یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی اَندھیری راتوں میں جو ایک اجنبی عورت سے ٹانگیں دبواتے تھے، اُس عورت کا نام کیا ہے؟ چنانچہ دوسرے دن جب وہ آیا تو یہ نوجوان کھڑا ہوگیا اور اُس سے مخاطب ہوا کہ بھئی ! پہلے ہمارے اِس سوال کا جواب دو کہ وہ عورت جو رات کو مرزا صاحب کی ٹانگیں دباتی تھی، اُس کا نام کیا ہے؟ بس یہ سوال کرنا تھا کہ وہ وہاں سے بھاگا اور پھر کبھی اُس نے شکل نہیں دکھائی۔ بہرحال ! کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے بزرگ جو ہیں اللہ تعالیٰ نے اُن کو ایسی صلاحیتیں دی تھیں کہ کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ۔

جیسے اِنسان ہیں ویسی اُن سے بات کریں تاکہ اُن کے دل میں اُتر جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اِس فتنے سے ہماری اور پوری اُمتِ مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔(آمین)

’’مقامِ نبوت‘‘

حضرت مولانا حافظ پیر ناصر الدین خاکوانی دامت برکاتہم
(امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ○

اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ ○ (سُوْرَۃُ الْکَوْثَر)

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَآءِ بِسِتٍّ: اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَ طَھُوْرًا وَاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّۃً وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ۔ (مسلم، ج:۱، ص:۱۹۹)

امت کیلئے موت وحیات کا مسئلہ

میرے محترم المقام علماء کرام، معزز حاضرینِ مجلس اور اہلِ ایمان بھائیو! جن اکابر نے جو بھی گفتگو کی ختم نبوت کے حوالہ سے یا دِین کے کسی بھی گوشہ اور کسی بھی موضوع کے حوالہ سے، یہ فقیر اُن کی تصدیق کرتا ہے۔ چوں کہ مجھے حکم ہوا ہے اور میرے دل میں بھی ایک سوال آتا ہے۔ وہ سوال یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ خَاتَمُ النَّبِیّٖن ہیں، آخری نبی ہیں۔ اِس میں کوئی شک نہیں! اور یہ بات اَدِلّہ کاملہ سے بھی ثابت ہو چکی ہے اور یہ نظری مسئلہ علماء کی محنتِ شاقہ اور مسلسل بیانات سے اُمّت کے عام افراد کو بھی معلوم ہے کہ: حضور اکرم ﷺ ''خَاتَمُ النَّبِیّٖن'' ہیں اور ختم نبوت ہمارا اَساسی مسئلہ ہے۔ نہیں! بلکہ اِس فقیر کے نزدیک اُمت کے لیے موت وحیات کا مسئلہ ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیوں؟ بات اِتنی ہے کہ حضور اکرم ﷺ آخری نبی ہیں۔ نبوت نے حضور اکرم ﷺ کی شان میں وہ کیا بات پیدا کردی یا اُمّت کے لیے کیا اہمیت آگئی کہ ہمارے لیے موت وحیات کا مسئلہ بن گیا؟

نبوت ختم - کیا اب عقل کی بادشاہی ہوگی؟

ایک بات یہ ہے کہ کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے اور آخر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے۔ بس! اور یہ بات پہلے بھی تھی، اب بھی ہے۔ اکبر بادشاہ نے بھی اِسی ''ختم نبوت'' کی بات کو سامنے رکھ کر دِینِ شاہی ''دینِ اکبری'' ایجاد کیا تھا۔ اُس نے ''ختم نبوت'' کا ایک معنیٰ سمجھا تھا کہ اب نبوّت ختم ہوگئی، اب تقلیدِ دِین کی ضرورت نہیں رہی، اب اِنسان کی عقل کامل ہوگئی، لہٰذا اب مسائل، شرعی نقول اور فتاوٰی جات سے حل کرنے کی ضرورت نہیں! وہ ایک مدّت تھی ایک ہزار سالہ دِین کی تبلیغ کی، وہ ختم ہوگئی۔ اب ہزارہ دوم شروع ہونے والا ہے، اب عقل کی بادشاہی ہوگی۔ چلو بھئی! مان لیتے ہیں کہ عقل کی بادشاہی ہوگی، لیکن جب بات چلی تو ہر ایک کی عقل الگ الگ، یہاں جتنے بیٹھے ہیں سب کی اپنی اپنی عقلیں۔ عقل کے نتیجہ میں اِختلاف کے سوا اور کچھ نہیں، دو آدمیوں کی سوچ برابر نہیں ہوسکتی۔ پھر مسئلہ کھڑا ہوا، پھر وہی اِختلاف کہ بھئی! اِس کو کیسے حل کیا جائے؟ تو اُنہوں نے حل نکالا اِس بات کا اِس طور طریقہ پر اور یہ مسئلہ ابوالفضل نے اکبر کو پڑھایا کہ بادشاہ کو بادشاہت اللہ کی طرف سے ملتی ہے اور یہ ظِلُّ اللّٰہِ فِی الْاَرْض ہے، زمین پر اللہ کا سایہ ہے، مخلوق کی مصلحتیں اُس سے وابستہ ہیں، کام اُس سے وابستہ ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے اُس کو خاص عقل دی ہے، لہٰذا اُس کی عقل کو عقلِ کُل سمجھا جائے! اور ابتداً یہ بات اور یہ منشور تیار کیا گیا کہ دِین کے اِختلافی اُمور میں، علماء و ائمہ و مجتہدین کے اِختلافی اُمور میں اور مختلف مذاہب کے اِختلافی اُمور میں ترجیحی رائے بادشاہ کی ہوگی۔ جو بادشاہ فیصلہ کرے گا وہی درست ہوگا! نتیجہ جو نکلنا تھا، نکلا! جو ستم ہونا تھا، ہوا! اور ساری مشقِ ستم اُمّتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ہوئی۔

زندگی کے مسائل کا حل علمِ وحی میں ہے

تو میرے دوستو! پہلے اِس بات کو سمجھ لیں، یہ مقدمہ ہے۔ اگر یہ سمجھ میں آجائے تو پھر ''ختم نبوت'' کی اہمیت سمجھ میں آئے گی۔ بات یہ ہے کہ اِنسان کیوں پیدا کیا گیا؟ کس

نے پیدا کیا؟ کس نے بھیجا؟ کیا ایجنڈا دے کر بھیجا؟ پھر اُس نے جانا کہاں ہے؟ اور اُس کے بعد کیا ہوگا؟ یہ وہ مسائل ہیں جو کسی نے حل نہیں کیے۔ لوگوں نے مختلف تدبیریں کیں، فلاسفہ نے عقل کا زور مارا مگر عقل میں اِختلاف آیا، لوگوں نے محنت اور مجاہدہ کو اِختیار کیا کہ نفس کو مشقت میں ڈالا جائے تو اُس میں قوت اور بصیرت پیدا ہوجاتی ہے، لہٰذا اُس کو آزمایا، مگر نتیجہ؟ پانچ آدمیوں کی محنت سے نتیجہ ایک نہ ہوا۔ پھر اشراقیین آئے، اُنہوں نے مشائیین کے نظریہ کو غلط ثابت کرتے ہوئے یہ کہا کہ اپنے قلب پر محنت کرو اور توجہ کے ذریعہ سے سمجھو! عالم بالا تک پہنچو! مگر پھر بھی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکے، خدا کی ذات اور اُس کی صفات کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکے۔ اس زندگی کے لَایَنْحَل مسائل کو حل کرنے کا صرف ایک ذریعہ تھا، جس نے ایسا حل پیش کیا کہ اُس میں کوئی اِختلاف نہیں اور وہ حقیقت تک پہنچا، وہ ہے: ''علمِ وحی۔''

علمِ وحی انبیاءِ کرام علیہم السلام کے ذریعے آئے گا

''علمِ وحی'' ایسا علم ہے جس کے بارہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے شروع سے اِنسان کو ایک ہدایت دی تھی، وہ کیا؟ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۔الآیۃ (سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ ۳۸) کہ ''تم اُترو!'' جنت میں کچھ عرصہ رکھ کر، پھر ایک آزمائش میں مبتلا کرکے بات سمجھادی۔ آدم علیہ السلام ممنوعہ درخت کے کھانے سے تائب ہوئے، اللہ نے توبہ قبول فرمائی۔ شیطان مَردود ہوا، دونوں کو اُترنے کا حکم ہوا۔ اُترتے وقت اللہ نے ایک حقیقت بتلادی کہ: تم اُتروگے، زمین پر جاؤگے، یہاں تمہاری دشمنی ہے، وہاں بھی رہے گی۔ شیطان نے اِختیار لے لیا کہ اے اللہ! مجھے مہلت دے! جس کے سبب تو نے مجھے راندۂ درگاہ کیا ہے، مجھے مہلت دے کہ میں اُس سے بدلہ لوں گا۔ مجھے قیامت تک کے لیے موت نہ دے! اللہ نے مہلت دے دی۔ پھر کہا کہ مجھے اِس کے خون تک رسائی دے دے، اللہ نے دے دی۔ کہا کہ: مجھے وسوسہ القاء کرنے کی ایسی قوت دے دے کہ میں بُرے اَعمال کو اچھا کرکے دکھاؤں اور یہ مان لے، یہ قوت بھی دے دی۔ کہا کہ میں اُسے نظر نہ آؤں، یہ مجھے نظر آئے، یہ بھی دے دی۔ اب رِہ کیا گیا؟ خوش ہوا کہ میں اب کسی کو جنت میں نہیں جانے دوں گا، میں بھی خوب بدلہ

لوں گا: لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ (سُورَۃُ بَنِیٓ اِسْرَآءِیْل. ۶۲) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تجھے جو کچھ کرنا ہے، کرلے! اپنے لاؤلشکر سمیت کرلے۔ لیکن ایک دن جب تو میرے پاس آئے گا تو تیرے لیے جہنم ہوگی اور میرے بندے تیرے داؤ میں نہیں آئیں گے، میں بھی اُنہیں ایک ہتھیار دے دوں گا۔ وہ ہتھیار کیا ہے؟ میں اُنہیں توبہ کا ہتھیار دے دوں گا۔ سو سال تک شرک کرتا رہے گا، صدقِ دل سے معافی مانگ کر آئندہ نہ کرنے کا عہد کرے گا تو میں سارا معاف کردوں گا۔ یہ سن کر وہ چیخا۔ لیکن ساتھ ہی اللہ نے ایک اور ہدایت دی جس کے بارہ میں مَیں عرض کرنا چاہتا ہوں، وہ سمجھیں! اللہ نے فرمایا: قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا --- الآیۃ (سُورَۃُ البَقَرۃ. ۳۸) تم وہاں جاؤ گے، یہ کشمکش رہے گی اور اِس کے نتیجہ میں اولادِ آدم بھٹکے گی۔ کوئی کسی راستہ پر چلے گا، کوئی کسی راستہ پر۔ اللہ تک پہنچنے کا راستہ ایک ہے، تم نے میرے ہی پاس آنا ہے۔ تو میں وقتاً فوقتاً ہدایت بھیجوں گا یہاں سے: فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ --- الآیۃ (سُورَۃُ البَقَرۃ. ۳۸) پس جو شخص میری بھیجی ہوئی ہدایت کی پیروی کرے گا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (سُورَۃُ البَقَرۃ. ۳۸) اُسے کوئی خوف نہیں ہوگا۔ ماضی میں کوئی غلط کام کیا اُس کے نتیجہ میں اور مستقبل کے اندیشہ میں کوئی ڈر نہیں ہوگا۔ تو معلوم ہوا کہ عَاصِمٌ عَنِ الْخَطَا یعنی آدمی کے ذہن کو خطا سے بچانے والی چیز اور مَعْصُوْمٌ عَنِ الْخَطَا یعنی خود غلطی سے بچی ہوئی چیز وہ ایک ہی علم ہے اور وہ علمِ وحی ہے جو قیامت تک کے لیے۔ ٹھیک ہے؟ اور وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعہ سے آئے گا۔ ایک جگہ پر فرمایا: فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (سُورَۃُ البَقَرۃ. ۳۸) اور دوسری جگہ فرمایا: فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ۝ (سُورَۃُ طٰهٰ. ۱۲۳) جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا نہ گمراہ ہوگا نہ بدبخت ہوگا۔ تو معلوم ہوا کہ اِنسان کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ہدایت بھیجنے کا ایک وعدہ کیا تھا کہ جو اُس کی اتباع کرے گا وہ جنّت والوں میں سے ہوگا اور جو اُسے جھٹلائے گا وہ جہنمی ہوگا۔ تو گویا دُنیا میں دو طبقے ہوگئے:

❶ حِزْبُ اللہ۔ ❷ حِزْبُ الشَّيْطَان۔

علمِ وحی نے خدا کی ذات اور اس کی صفات کی معرفت کرائی

حِزْبُ الله کی قیادت وسیادت انبیاءکرام علیہم السلام کے ذمہ رہے گی۔ اِس سلسلہ میں ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے اور کسی نے آپس میں اِختلاف نہیں کیا۔ یہ بات غور سے سن لو! کسی نے آپس میں اِختلاف نہیں کیا، اِس معاملہ میں جس میں اِنسانیت کبھی متفق نہیں ہوئی تھی وہ ہے: ''معرفتِ خداوندی''۔ اللہ کی ذات اور اُس کی صفات کے معاملہ میں اِنسان شش وپنج میں مبتلا تھا، اُسے سمجھ نہیں آتی تھی، لیکن انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعہ سے آنے والے علمِ وحی نے یہ معرفت کرائی کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات اُس کی سرشت میں رکھ دی تھی کہ تمام انبیا کرام علیہم السلام سچے ہیں، کوئی نبی جھوٹا نہیں۔ یہ نبی کی شان ہے! اور یہ بھی نبی کی پہچان ہے کہ ایک نبی دوسرے کا مُصَدِّق اور مُؤَیِّد ہوتا ہے۔ جو بھی نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے تشریف لائے، سب کی شان یہ تھی کہ وہ مُصَدِّق بھی تھے، مُبَشِّر بھی تھے، مُنْذِر بھی تھے، جہنم سے ڈرانے والے، جنّت کی خوشخبری دینے والے، پھر جو اُن سے پہلے نبی ہوتا، اُس کی تصدیق کرنے والے ہوتے اور جو اُن کے بعد آنے والا ہوتا، اُس کی بشارت دیتے تھے تاکہ میری اُمت کے جو لوگ مجھ ایک نبی پر اِیمان لائے ہیں، میرے جانے کے بعد۔ کیوں کہ انسان کو جانا ہے۔ گمراہ نہ ہوں۔ جس نے آنا تھا، اُس کا نام بتادیتے تھے، اُس کی صفات بتادیتے تھے۔ اور یہ سلسلہ چل رہا تھا، ایک لاکھ تیئیس ہزار نوسونا نوے یا کم وبیش۔ جو اللہ کے علم میں ہے۔ کسی نے بھی خود یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میں آخری ہوں، میرے بعد کوئی نہیں آئے گا۔ یہ اُن کی صداقت ہے۔ سب نے اپنے بعد آنے والے کی بات کی، خصوصاً نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات بھی کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا علم انسان اور جانور سب کو تھا

مدینہ منورہ میں یہود، تبع بادشاہ کے ساتھ آئے تھے، جو پہلے کبھی گزرا۔ مدینہ منوّرہ میں جب یہ پہنچے تو اُن میں اہلِ کتاب علماء نے درخواست کی کہ ہم یہیں رہنا چاہتے ہیں، ہمیں اِجازت دے دیجیے۔ اُس نے پوچھا: کیوں؟ کہنے لگے: ہم نے اپنی کتابوں

میں پڑھا ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جو نبی آخر الزّ ماں ﷺ کا دَارُ الْھِجْرَۃ ہے۔ یہاں وہ آئیں گے اور یہاں کے لوگ اُن کی مدد کریں گے جو یہاں کے رہنے والے ہوں گے۔ اُس نبی کا بڑا مرتبہ ہوگا! ہم چاہتے ہیں کہ یہ سعادت ہمیں نصیب ہو، آپ ہمارے لیے مکان بھی بنا دیجیے اور ہمیں رہنے کی اِجازت بھی دیجیے۔ وہ نیک دل بادشاہ تھا، بادشاہوں کے لیے کیا مشکل ہے؟ چھ سات سو گھر بنائے اور اُن کے حوالے کیے اور ایک خوبصورت گھر بنایا۔ کس کے لیے؟ بادشاہ نے کہا: یہ اُس آخری نبی کے لیے ہے۔ وہ آئیں گے تو اُن کا قیام اِس گھر میں ہوگا، یہ میں اُن کے لیے بنا رہا ہوں اور اُس نے ایک طویل قصیدہ لکھا۔ اور کہا کہ اگر میں نے وہ زمانہ پالیا تو میں خود حاضری دوں گا اور نہ پاسکا تو میری طرف سے یہ مکان اُن کے لیے ہے۔ یہ وصیت کرتے جانا اور اُنہیں میرا اسلام بھی پہنچا دینا۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ جب تشریف لائے تو ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اُسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے، اب اُس مکان کی تولیت اُنہی کے ذمہ تھی، اُس کی وہی دیکھ بھال کر رہے تھے۔ سب نے کہا کہ آپ (ﷺ) ہمارے ہاں ٹھہریئے! آخر نبیِٔ آخرالزماں تھے! فرمانے لگے کہ نہیں۔ میری یہ اونٹنی مامور ہے، یہ جہاں ٹھہرے گی، میں وہیں قیام کروں گا، وہ اُونٹنی ٹھیک اُسی مکان کے سامنے آکر ٹھہری اور یوں حضور ﷺ اُسی اپنے مکان میں تشریف فرما ہوئے، کسی کا اِحسان نہیں! (روض الانف، ج:۱، ص: ۲۴) تو حضور ﷺ کی ''ختم نبوت'' کا اِعلان پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کرتے آئے اور یہ علم ودیعت کر دیا گیا تھا جانوروں میں بھی، زمین و آسمان میں بھی اور نباتات میں بھی۔

حیوانات اور جمادات کی گواہی

چنانچہ احادیث میں آتا ہے: ایک بدو حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اُس کے ہاتھ میں گوہ تھی۔ حضور ﷺ نے اُسے دعوتِ اِسلام دی، تو کہنے لگا: میں نہیں مانوں گا جب تک یہ گوہ آپ کی نبوّت کی گواہی نہ دے! بخاری شریف میں آتا ہے کہ اُس گوہ نے فصیح عربی زبان میں گفتگو کی۔ آپ ﷺ نے اُس سے پوچھا: تو کس کی بندگی کرتی ہے؟

کہنے لگی: میں اُس خدا کی بندگی کرتی ہوں جس کا تخت آسمان میں ہے اور جس کا حکم زمین کے اندر ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: مجھے پہچانتی ہے؟ کہتی ہے: ''یَا زَیْنَ یَوْمَ الدِّیْنِ'' اے قیامت کے دن کے دولہے! آپ کو کون نہیں پہچانتا؟ اَنْتَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ! یہ اُس گوہ نے کہا۔ (خصائص کبریٰ للسیوطی، ج: ۲، ص: ۶۵) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبل اُحد سے گزرے تو اِرشاد فرمایا: ھٰذَا جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ۔ یہ ہم سے محبت کرتا ہے، ہم اِس سے محبت کرتے ہیں۔ (متفق علیہ، مشکاۃ المصابیح، ص: ۲۴۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فریاد کرنے کے لیے ہرنی آئی کہ: آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اُمت کے ایک آدمی نے مجھے شکار کیا ہوا ہے، میرے بچے بھوکے ہیں، مجھے اِجازت دیجیے! میں جاتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: جاؤ! گئی اور وعدہ کر کے گئی تھی کہ میں بچوں کو دودھ پلا کر واپس آجاؤں گی، پھر اُس کے بعد آ گئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتیازات

میں نے جو حدیث پڑھی ہے، اُس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چھ فضیلتیں بتائی ہیں کہ اُن میں مجھے دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کی بہ نسبت فضیلت دی گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ''ختم نبوت'' کائنات کے اندر اَظْھَرُ مِنَ الشَّمْسِ ہے، تو اِس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اِرشاد فرمایا کہ مجھے چھ فضیلتیں دی گئی ہیں۔

① پہلی یہ ہے کہ: اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ۔ میں ایسی بات کرتا ہوں کہ الفاظ تھوڑے ہوتے ہیں، معانی بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ یاد رکھو! دو آدمیوں کا محبت کا رابطہ ہوتا ہے تو محبت ایک جذبہ ہے، جاذبہ ہے، جو محبوب کی صفات کو کھینچتا ہے۔ اِسی طریقہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو کمالات تھے، وہ کسی حد تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی منتقل ہوتے تھے اور اُمت کے اندر بھی چلے۔ آپ دیکھئے! اِس اُمت میں جَوَامِعُ الْکَلِمِ کی شان آئی ہے۔ اس دَور کے علما ایسے گزرے ہیں، حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مشہور تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مختصر اور مغلق عبارت لکھا کرتے

تھے یعنی ایسے الفاظ لکھتے تھے کہ بہت سے معانی اُس میں پوشیدہ ہوتے تھے۔ اور طالب علموں میں یہ مشہور تھا کہ گویا دریا کو کوزہ میں بند کرتے ہیں۔ ایک طرف یہ شان تھی! اور دوسری طرف علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ شان تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کوزہ میں سے دریا بہاتے تھے، تفصیل سے اِجمال، اِجمال سے تفصیل۔ یہ شان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے علما کے اندر بھی منتقل ہوئی۔

④ اِسی طریقہ سے دوسری صفت دیکھئے! حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ۔ میری رعب سے مدد کی گئی۔ کیا مطلب؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اِس کی شرح فرمائی کہ میرا دشمن مجھ سے مہینا کی مسافت پر رہتا ہے، لیکن اُس کے دل پر میرا رعب ایسا چھا جاتا ہے کہ وہ بزدل ہو جاتا ہے اور میری فتح ہو جاتی ہے۔ حق کا ایک رعب ہوتا ہے اور یہ رعب اُمت کے اندر کسی حد تک، درجہ بدرجہ منتقل ہوا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مدرسہ کے طالب علموں سے لوگوں کو ایٹم بم کی بُو آتی ہے۔ وہ (کفار) بے چارے جھوٹ نہیں بولتے، یہ وہ دہشت ہے جو اُن کے دلوں میں ہے۔ ایک آدمی کا دہشت گرد ہونا اور بات ہے اور ایک آدمی کا دہشت زدہ ہونا اور بات ہے۔ ہم دہشت گرد نہیں، وَاللہ! نہیں! لیکن اہلِ حق جو بھی ہوں، اُن کی ایک دہشت اور ایک رعب ہے، یہ اُسی کی تاثیر ہے۔ کسی مدرسہ میں غیر ملکیوں کی ایک ٹیم معائنہ کے لیے آئی، دیکھا کہ وہ قرآن پڑھ رہے ہیں اور ساتھ ساتھ ہل رہے ہیں۔ قرآن پڑھتے ہوئے آدمی ہلتا ہے۔ بعضوں نے کہا: کیوں ہلتا ہے؟ روح وجد میں آتی ہے! کوئی یوں ہلتا ہے، کوئی یوں ہلتا ہے۔ لطف آتا ہے! گانا سنتے ہوئے بھی لوگ وجد میں آتے ہیں۔ جب دیکھا کہ تین سو آدمی دارالقرآن میں بیٹھے پڑھ رہے ہیں اور سب یوں ہل رہے ہیں تو اُن کے دل میں خیال آیا کہ یہ دہشت گردی کی تربیت دی جارہی ہے کہ میدانِ جنگ میں تھکیں نہیں، یہ ورزش کرائی جارہی ہے۔

تبلیغی جماعت کا اِجتماع جہازوں سے مانیٹر کیا گیا۔ کہا: دیکھو! سب کے پاس بم ہے۔ پوچھا: کہاں بم ہے؟ کہا: سب کے ہاتھ میں کوئی چیز ہے۔ دیکھا گیا تو وہ لوٹے تھے۔ اُن کو یہ بم نظر آئے۔ یہ کیا ہے؟ یہ دل کی کیفیت ظاہر ہو رہی ہے: نُصِرْتُ

بِالرُّعْبِ۔

پھر فرمایا: ③ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ۔ اور میرے لیے مالِ غنیمت حلال کیا گیا ④ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا۔ یہ حضور ﷺ کی شان ہے۔ اگلی بات جو اس کے متعلق ہے، یہ چوں کہ ''ختم نبوت'' کا جلسہ ہے، میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔

ختمِ نبوت کی حقیقت

⑤ حضور ﷺ کے بڑے بلیغ الفاظ ہیں: وَاُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً یہ ''خلق'' کا لفظ کیا ہے؟ اِس کا مصداق کون ہے؟ علمِ کلام والے لکھتے ہیں کہ عالمِ اِمکان کو عالمِ خلق کہتے ہیں۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے کُن کہا تو جو مخلوق پیدا ہوئی وہ ساری کی ساری خلق ہے۔ اِس میں جنّت اور دوزخ بھی شامل ہے، اِس میں عرش اور کرسی بھی شامل ہے، اِس میں ملائکہ بھی شامل ہیں، اِس میں جن واِنس بھی شامل ہیں، جس زمانہ کے اور جس جگہ کے ہوں سب شامل ہیں اور اِس میں جمادات بھی شامل ہیں۔ حضور ﷺ گزرے، اُحد پہاڑ کو دیکھا اور اِرشاد فرمایا: ''هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّه''۔ اور حضور ﷺ کی بات جھوٹ نہیں ہوتی، مبالغہ پر مبنی نہیں ہوتی۔ اللہ کی قسم! صحیح ہے۔ اِسی بات کو دل میں جان لو کہ حضور ﷺ سچے ہیں اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام سچے ہیں اور حضور ﷺ کو سچا جان کر آپ ﷺ کی بات کو مان لینا، یہی اِیمان ہے۔ آج اِس دَور کے اِنکشافات اور اِیجادات نے ہمارے عقیدہ ویقین کو کمزور کر ڈالا، ہم پروپیگنڈے کا شکار ہوگئے کہ جی ٹھیک ہے! وہ حضور ﷺ ہیں، وہ نبی ہیں، ہم مانتے ہیں، لیکن کیا کریں؟ ساڑھے چودہ سو سال کا عرصہ گزر گیا مولوی صاحب! حالات بدل گئے، لوگوں کی عادات بدل گئیں، اِقدار بدل گئیں۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم اُن کو اپنائیں! اِس کا مطلب ہے کہ آپ ہمیں ساڑھے چودہ سو سال پیچھے دھکیلنا چاہتے ہیں؟ یہ تو فرسودہ نظام کو اپنانے کی بات ہوئی۔ یہ بات وہ لوگ کرتے ہیں جنہوں نے ''ختم نبوت'' کی حقیقت کو نہیں سمجھا۔ یاد رکھو! جس چیز کی اِبتدا ہوتی ہے، اُس کی اِنتہا بھی ہوتی ہے۔ اور جس چیز کی اِبتدا نہیں ہوتی، اُس کی اِنتہا بھی نہیں ہوتی۔ نبوّت کی اِبتدا ہے۔

کہاں سے ہے؟ حضرت آدم علیہ السلام سے۔ کسی نبی نے خَاتَمُ النَّبِیِّیْن ہونے کا دعویٰ کیا؟ نہیں کیا! کیوں نہیں کیا؟ کہ سب سچے تھے! اور جس نے کیا وہ بھی سچا۔

ختمِ نبوت کے عنوان کے ساتھ تکمیلِ دین کو جوڑ دیا گیا

اب سوال یہ ہے کہ جب "علمِ وحی" پر ہدایتِ اِنسانی کا مدار ہے اور علمِ وحی کا دروازہ بند ہو گیا مگر ہدایت کا دروازہ تو بند نہیں ہوا! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد جو مخلوق دُنیا میں آئے گی، دُنیا کے عرض میں بھی اور دُنیا کے طول میں بھی ہر زمانہ کا شرق وغرب اور شمال وجنوب ملا کر دُنیا کا عرض ہے، اور ہر زمانہ آگے بڑھ رہا ہے وہ طول ہے۔ وہ طول کہاں تک ہے؟ قیامت تک، قیامت کے بعد تک بھی، جہاں تک اللہ کے علم میں ہے! ہم نہیں جانتے: مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ۔۔۔ الآیۃ (سُوْرَۃُ ھُوْد، ۱۰۷)۔ تو دُنیا کے طول وعرض میں ساری مخلوق جتنی بھی ہے اُس کو ہدایت کی ضرورت ہے کہ نہیں؟ گناہ تو ہو رہے ہیں ناں؟!! اب وحی کا دروازہ بند ہے، بات ذرا غور سے سمجھنا! وحی کا دروازہ بند ہے، نئی وحی نہیں آئے گی اور پُرانی وحیوں کا حشر آپ دیکھ چکے ہیں کہ کیا ہوا؟ اِنسان اپنے نبی کے جانے کے بعد نبی کی تعلیم کو محفوظ نہیں کر سکے مگر تھوڑے عرصہ تک، تحریف در تحریف در تحریف ہوتے ہوتے ناپید ہو گئی، پہلی نبوّت جب محرّف ہو کر ناپید ہوتی تھی تو نئی نبوّت آتی تھی، اب نئی نبوّت کا دروازہ بند ہو گیا تو نتیجہ کیا تھا؟ کہ ہدایت کا دروازہ کھلا ہے، ہدایت کے لیے لوگوں کو نبوّت کے علم کی ضرورت ہے، نبوّت کے علم کی بھی ضرورت ہے، نبوّت کے عمل کی بھی ضرورت ہے، دروازہ نبوّت کا بند ہے، اب اللہ کی حجت بندوں پر کیسے تمام ہو گی؟ اللہ نے اِس اِشکال کو کیسے حل فرمایا؟ اللہ تعالیٰ نے کلامِ الٰہی میں ذکر کیا: اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ كَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ وَّ النَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَ اَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ عِیْسٰی وَ اَیُّوْبَ وَ یُوْنُسَ وَ هٰرُوْنَ وَ سُلَیْمٰنَ ۚ وَ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝ وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَیْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَیْكَ ۔۔۔ الآیۃ (سُوْرَۃُ النِّسَآء، ۱۶۳-۱۶۴)

مِنْ قَبْلُ کا ذکر ہے، مِنْ بَعْدُ کا نہیں ہے۔ جہاں کہیں بھی دیکھیں!

متقین کی علامت کیا ہے؟ اَلَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ۝ وَ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ وَ مَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ ۚ وَ بِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ۝ (سُورَۃُ البَقَرۃ،۳-۴) "ختم نبوت" کے بارے میں کہیں ایک جگہ بھی کوئی شک نہیں۔ ایک جگہ فرمایا: رُسُلًا مُّبَشِّرِیۡنَ وَ مُنۡذِرِیۡنَ کیوں؟ لِئَلَّا یَکُوۡنَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰہِ حُجَّۃٌۢ بَعۡدَ الرُّسُلِ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ عَزِیۡزًا حَکِیۡمًا ۝ (سُورَۃُ النِّسَاء،۱۶۵)۔

اب نبی بھیجے، سب پر وحی آئی، اُنہوں نے لوگوں کو ہدایت دی، وہ دینے کے بعد چلے گئے، لوگ اُن کی تعلیم کو بھول گئے، آخر حضور ﷺ کا زمانہ آیا اور حضور ﷺ کی وحی آئی۔ اب وحی کا دروازہ بند ہے، لیکن میرا سوال یہ ہے کہ ہدایت کا تو دروازہ بند نہیں! ہدایت کی ضرورت ہے۔ اگر اب کوئی گناہ گار گناہ کرتا ہے اور وحی کا دروازہ بند ہے اور پہلی وحی کی حفاظت پر یقین نہیں تو نتیجہ کیا نکلے گا؟ اللہ پوچھے گا کہ میری ہدایت آئی تھی تو تم کیوں ایمان نہیں لے آئے؟ وہ کہیں گے: آپ نے تو وحی کا دروازہ بند کر دیا تھا۔ یہ اِشکال ہے کہ نہیں؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لٰکِنِ اللّٰہُ یَشۡہَدُ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اِلَیۡکَ اَنۡزَلَہٗ بِعِلۡمِہٖ ۚ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ یَشۡہَدُوۡنَ ؕ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیۡدًا ۝ (سُورَۃُ النِّسَاء،۱۶۶) کہ میں نے جو آپ پر وحی نازل کی ہے، وہ دوسری وحیوں کی طرح نہیں ہے، یہ کامل و مکمل ہے۔ اور اِس کی حفاظت کی ذمہ داری میں نے خود لی ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ میں کیا چیز بھیج رہا ہوں! گویا "ختم نبوت" کے عنوان کے ساتھ تکمیل دین کو جوڑ دیا گیا۔ فوراً یہ آیت آئی: اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ۔ الآیۃ (سُورَۃُ المَائِدَۃ،۳) اور حضور ﷺ نے اِس مسئلہ کو کتنا اُجاگر فرمایا! "ختم نبوت" کے مسئلہ پر ایک سو آیاتِ قرآنیہ کا اِستدلال کیا گیا، دو سو سے کچھ اوپر احادیثِ محمدیہ سے "ختم نبوت" کا اعلان کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے وحی محمد ﷺ کی حفاظت اپنے ذمہ لی

اور دین کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے ڈالی، کس پر؟ بتاؤ! اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا التَّوۡرٰىۃَ

فِيهَا هُدًى وَّ نُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَ الرَّبّٰنِيُّونَ وَ الْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَ كَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۔۔۔ الآية (سُورَةُ المَائِدَة.۴۴) پہلوں کی حفاظت علماء کے ذمہ تھی۔لیکن اس وحی کی حفاظت، اِس کے الفاظ کی حفاظت: لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ○ (سُورَةُ القِيٰمة.۱۶) تو اپنی زبان کو جلدی جلدی حرکت نہ دے۔اِس کے اَلفاظ کی حفاظت میری ذمہ داری ہے۔اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ ○ (سُورَةُ القِيٰمة.۱۷) اِس کو جمع ہم نے کرنا ہے اور اِس کو پڑھوانا بھی ہم نے ہے۔ اِس کا جمع کرنا، جمع رکھنا، پڑھوانا، پھر جب جمع ہو جائے، فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ○ (سُورَةُ القِيٰمة.۱۸) تو اِس کو پڑھتے رہو۔ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ○ (سُورَةُ القِيٰمة.۱۹) اور اِس کا بیان بھی ہمارے ذمہ ہے۔ اللہ نے وحی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت خود فرمائی، اُس میں کسی دوسری وحی کی شراکت نہیں۔ وہ وحی جو قلبِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری اُس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔اُس کا پڑھوانا، اُس کا جمع کرنا، اُس کا بیان کروانا اور بیان کے بعد ایک جماعت کا ہر زمانہ میں اُس پر عامل رکھنا تا کہ اُس کے کمال میں کمی نہ آئے اور کل کو قیامت کے دن کوئی شخص یہ نہ کہہ سکے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں فلاں مسئلہ نہیں ملا تھا اِس لیے میں اُمت کو بتا نہیں سکا تھا، ایسا نہیں ہوگا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِس اُمت کے اندر ہر زمانہ میں ایسے اَشخاص پیدا فرما دیئے جو ہر زمانہ کے مطابق اِس وحی کے اندر پوشیدہ و مخفی اُمور سامنے لانے کے لیے کتاب وسنت میں غواصی کر کے مسئلہ کو حل کر دیتے ہیں اور یہ ساڑھے چودہ سو سال سے محفوظ ہے۔ یہاں تک کہ اب یہ مجمع ہے! اِس مجمع کے اندر عوام بھی ہیں، معمر لوگ بھی ہیں، بچے بھی ہیں، طالب علم بھی ہیں، عالم بھی ہیں، اَن پڑھ بھی ہیں، اگر سب سے ایک سوال کیا جائے کہ ایمان داری سے بتلائیں: آپ کا عقیدہ ہے کہ قرآن اپنے الفاظ کے ساتھ وہی قرآن ہے جو لوحِ محفوظ سے جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ اطہر پر لے کر آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ اطہر سے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قلوب میں داخل ہوا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قلوب سے تابعین رحمہم اللہ، تبع تابعین رحمہم اللہ ہر دور میں چلتے چلتے ہم تک آج پہنچا ہے۔کیا یہ وہی کتاب ہے کہ نہیں؟ (مجمع

سے آواز آئی: بے شک! یہ وہی ہے۔) کیا یہ دلیل نہیں؟ اور جو چیز ثابت رہتی ہے، عقلاء کے اندر بھی ہے، علماء کے اندر بھی ہے، قرآن کریم میں بھی اِس کا ذکر ہے: اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتۡ اَوۡدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحۡتَمَلَ السَّيۡلُ زَبَدًا رَّابِيًا وَ مِمَّا يُوۡقِدُوۡنَ عَلَيۡهِ فِى النَّارِ ابۡتِغَآءَ حِلۡيَةٍ اَوۡ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثۡلُهٗ كَذٰلِكَ يَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡحَقَّ وَ الۡبَاطِلَ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذۡهَبُ جُفَآءً وَ اَمَّا مَا يَنۡفَعُ النَّاسَ فَيَمۡكُثُ فِى الۡاَرۡضِ ---الآية (سُوۡرَۃُ الرَّعۡد،۱۷) جو چیز نافع ہوتی ہے' وہ باقی رہتی ہے۔

(اس مقام پر تصویر لینے کی کوشش کرنے والے ایک صاحب کو حضرت خاکوانی صاحب مدظلہ نے ڈانٹ کر بٹھادیا اور فرمایا کہ: کیا کروگے اِس تصویر سے؟ اللہ سے ڈرو!)

میں بات سمجھا رہا ہوں کہ ''ختم نبوت'' زندہ حقیقت ہے۔

پوری کائنات کے امام

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم کو دوام بخشا۔ یہی دوام اِس بات کی دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ''خَاتَمُ النَّبِيِّيۡنَ'' ہیں۔ اور ''ختم نبوت'' نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقام کو اِتنا اُونچا کردیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے ہر نبی اِنسانیت کا قائد تھا، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تشریف آوری کے بعد جب نبوّت کا دَور ختم ہوا تو اب صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات ہے، پوری کائنات کے اِمام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بڑے کھلے الفاظ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حکم دیا ہے کہ آپ اعلان کردیجیے: قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ جَمِيۡعًا ---الآية (سُوۡرَۃُ الۡاَعۡرَاف،۱۵۸)۔ آگے فرمایا: الَّذِىۡ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ---الآية۔ جس اللہ کی ملک ہے پورے آسمان وزمین میں، وہ اللہ کہہ رہا ہے کہ آپ میرے بھیجے ہوئے ہیں پوری اِنسانیت پر، پوری خلائق پر۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رحمت سے جبرئیل امین کو کیا حصہ ملا؟

ایک روایت آتی ہے' قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اَلشِّفَاء میں نقل کی ہے، مدت ہوئی

دیکھی تھی۔ فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب معراج کے لیے لے جایا جانے لگا، براق آیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس پر سوار ہونے لگے تو براق نے ذرا شوخی کی۔ جبرئیل علیہ السلام نے اُسے کہا: ”تھم، تھم! پتا ہے تجھ پر کون سوار ہورہا ہے؟ یہ رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِينَ ﷺ ہیں۔“ تو اُس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے ایک سوال کیا کہ میری رحمت سے سب کو حصہ ملا ہے، تو بھی تو مخلوق میں سے ہے، کیا تجھے بھی میری رحمت سے حصہ ملا ہے؟ تو اُس نے کہا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! مجھے بھی ملا ہے۔ پوچھا: کیسے ملا ہے؟ بتایا کہ: جب میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس قرآن لے کر آتا تھا (یہ قرآن فرشتوں کا وظیفہ نہیں، علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: ”قرآن عام فرشتوں کا وظیفہ نہیں، اُن کے وظائف اور ہیں، لیکن جبرئیل امین علیہ السلام کو بوجہ رسول ہونے کے اُسے پڑھنے کی طاقت تھی) تو میں جب یہ آیات لے کر آیا: اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ o ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ o مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ o وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ o وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ o (سُوْرَةُ التَّكْوِيْر، ۱۹ تا ۲۳) ان آیات کے نزول سے پہلے (یہ میری شان میں نازل ہوئیں، میرے حق میں آئی ہیں) میں مقامِ خشیت میں تھا، میں ڈرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں میری عاقبت پتا نہیں کیا ہے؟ شیطان ابلیس کا جو حشر ہوا وہ میرے سامنے تھا، وہ بھی اونچے مقام کا تھا لیکن ایک سجدہ کے نہ کرنے سے وہ مارا گیا تو میرے ساتھ بھی کہیں ایسا نہ ہو؟!! میں ڈرتا تھا، مقامِ خشیت میں تھا اور مقامِ خشیت میں ہونا بڑی اذیت کی بات بھی ہوتی ہے، تو جب یہ آیات نازل ہوئیں تو میں مطمئن ہوگیا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! میں اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول بھی ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے سردار بھی بنایا ہے، مجھ پر اِعتماد بھی فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل مجھے یہ نعمت ملی ہے۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولایت کا آخری مقام

میرے دوستو! اِس ”ختمِ نبوت“ نے اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک مقام دیا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ایک مقام ملا ہے۔ جتنی بھی فضیلتیں اِس اُمت کو ملی ہیں، اِسی ”ختم نبوت“ کی

برکت سے ملی ہیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ ''ختم نبوت'' کی وجہ سے حضور ﷺ کی شریعت کو دوام ملا، حضور ﷺ کی شریعت اَمر ہوگئی۔ تمام شریعتیں منسوخ ہوگئیں، حضور ﷺ کی شریعت قیامت تک کے لیے ہے، نہیں! بلکہ یہ جنت میں بھی منسوخ نہیں ہوگی اور حضور اکرم ﷺ کو ''ختم نبوت'' کی برکت سے ایسا مقام ملا جسے آپ ﷺ نے خود بیان فرمایا: بُعِثْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً۔ اِس میں تمام مخلوقات آگئیں۔ آپ ﷺ کی ولایت، آپ ﷺ کی نبوّت کی ولایت ٹھہری۔ غور کریں میرے بھائیو! یہی وجہ ہے کہ دوسروں کی معراج اور آپ ﷺ کی معراج میں فرق ہے۔ معراج کیا تھی؟ آپ ﷺ کو اپنی ولایت کے دائرہ کے اِنتہائی مقام پر پہنچایا گیا! اور وہ جگہ کہاں تھی؟ وہ مقامِ وجود اور مقامِ اِمکان کے ٹکراؤ کی اِنتہا کی جگہ تھی: فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ٥ (سُوْرَۃُ النَّجم ۹) اور اِس ''ختم نبوت'' کی بشارت آپ کو وہاں دی گئی۔ چنانچہ علامہ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے حضرت مولانا بدر عالم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جب مجھے معراج میں بلایا گیا اور انتہائی قرب اللہ نے مجھے عطا کیا اور قَابَ قَوْسَيْنِ تک پہنچایا تو میرے رب نے مجھے وہاں خطاب فرمایا کہ یَا مُحَمَّدُ! میں نے کہا: لَبَّيْكَ يَا رَبِّ! (میں حاضر ہوں، میرے رب!) اِرشاد فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ تجھے آخری نبی بناؤں، تجھے کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟ میں نے کہا: یا اللہ! اِعتراض کیوں ہو؟ تھوڑی دیر کے بعد فرمایا: یَا مُحَمَّدُ! میں نے پھر عرض کیا: لَبَّيْكَ يَا رَبِّ! کہا: میں نے تم کو آخری نبی بنادیا۔ پھر فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ تیری اُمت کو آخری اُمت بناؤں، تو تیری اُمت کو کوئی اِعتراض تو نہیں ہوگا؟ میں نے کہا: يَا رَبِّ! کیوں اِعتراض کرے گی؟ فرمایا: اچھا! اپنی اُمّت کو جا کر میرا اسلام کہنا اور اُن سے کہنا کہ میں نے اُن کو آخری اُمّت بنایا۔ یہ معمولی بات ہے؟ اِس سے ایک بات ظاہر ہوتی ہے وہ یہ کہ آخری ہونا محض تاریخی طور پر تقدیم وتاخر نہیں کہ ایک پہلے آگیا، ایک بعد میں آگیا، نہیں! یہ ایک خاص منصب ہے جو آخری کو عطا ہوا۔ اور وہ کیا ہے؟ وہ مقصد، مقصودیت ہے کہ تُو ہے تو جہان ہے، نہیں تو جہان کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ تو خلاصۂ کائنات حضور اکرم ﷺ کی ذات ہے۔

عذابِ الٰہی کی سنت بدل گئی

اور چوں کہ آپ ﷺ کی نبوّت کی ولایت لامتناہی ہے تو یہ بھی ایک وجہ ہے کہ جب کفارِ قریش نے کعبۃ اللہ کا دامن تھام کر یہ بددعا کی: وَ اِذْ قَالُوا اللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِکَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَۃً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ○ (سُوْرَۃُ الْاَنْفَال.۳۲) کہ اے اللہ! اگر یہ سچے ہیں تو ہم پر عذاب بھیج، پتھر کی بارش اور آندھی چلا، جو تو کرتا ہے، کر! تاکہ اُنہیں پتا ہو کہ ہم نہیں مانتے۔ اُنہوں نے کتنے واضح الفاظ میں کہا! حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا: اب تو عذاب ضرور آئے گا۔ لیکن نہیں آیا۔ آپ ﷺ کو اِشکال ہوا، پھر جبریئل امین علیہ السلام تسلی دینے کے لیے یہ آیات لے کر آئے: وَ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَ اَنْتَ فِیْھِمْ وَ مَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَھُمْ وَ ھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ○ (سُوْرَۃُ الْاَنْفَال.۳۳) ایک تو یہ کہ آپ اُن میں تھے، اِس لیے عذاب نہیں آیا۔ ہر طواف کے ختم ہونے تک وہ غُفْرَانَکَ کہتے تھے، یہ بھی خصلت تھی کہ وہ معافی مانگتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اِس وجہ سے عذاب روکا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن دونوں چیزوں کو دور کیا تو پھر عذاب ایک نئی شکل میں آیا، وہ شکل نہیں آئی۔ کیوں؟ اِس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک سنت ہے، اور سُنَّۃُ اللہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا ○ (سُوْرَۃُ الْاَحْزَاب.۶۲) اس میں تبدیلی نہیں آیا کرتی۔ جب کسی قوم پر عذاب لاتے ہیں تو اُس کے پیغمبر کو اُس کی حدودِ ولایت سے نکال لیتے ہیں، لیکن یہاں حضور ﷺ کو کہاں لے جاتے؟ آسمان پر لے جائیں تب بھی وہ آپ ﷺ کی ولایت میں ہے، جنّت میں لے جائیں تب بھی، جنّت و دوزخ کی سیر کرائی، وہ بھی آپ ﷺ کی ولایت میں ہیں۔ حضور ﷺ کے مقام کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے عذاب کے قانون کو بدل دیا کہ مسخ وغیرہ ختم کر دیا۔ پھر فرمایا: قَاتِلُوْھُمْ یُعَذِّبْھُمُ اللّٰہُ بِاَیْدِیْکُمْ وَ یُخْزِھِمْ وَ یَنْصُرْکُمْ عَلَیْھِمْ وَ یَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ ○ وَ یُذْھِبْ غَیْظَ قُلُوْبِھِمْ وَ یَتُوْبُ اللّٰہُ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ وَ اللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ○ (سُوْرَۃُ التَّوْبَۃ.۱۴-۱۵) کہ اب اللہ تعالیٰ اُن کو تمہارے ہاتھوں سے عذاب دے گا تاکہ تمہارے

سینے تو ٹھنڈے ہوں، جہاد شروع کر دیا۔ اور جہاد میں ایک ایسی لذت رکھی کہ یہ مجاہدین سے پوچھئے کہ کیا لذت اُن کو ملتی ہے؟!! ہمیں تو پتا نہیں، ہم تو بے کار لوگ ہیں۔

اُمت کو مقامِ شہادت ملا

میرے دوستو! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقامات کو ''ختم نبوت'' نے بہت بلند کر دیا۔ یہاں تک کہ اب پوری کائنات کی نجات حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کی ذات، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتی اِتباع، ذاتی تقلید، یعنی تقلیدِ شخصی میں مضمر ہے: قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ ---- الآیۃ (سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰن، ۳۱) فَاتَّبِعُوا الرَّسُوْل نہیں کہا بلکہ فَاتَّبِعُوْنِیْ کہا ہے۔ فَاتَّبِعُوا الرَّسُوْل کا معنی یہ ہو سکتا تھا کہ وقت کے رسول کی اِتباع کرو! نہیں! حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اِتباع کرنا ہوگی، چاہے دیکھا ہے یا نہیں دیکھا، زمانہ پایا ہے یا نہیں پایا' اب ہدایت کا معیار اللہ کے ہاں یہی ٹھہرا ہے، محبت الٰہی کے حصول کا طریقہ یہی ہے۔ اِس کے علاوہ: وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ○ (سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰن، ۸۵) یہ عام اِعلان ہے، جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نصیب ہوا۔ اُمت کو کیا ملا؟ ایک تو یہ کہ اُمت کو مقامِ شہادت ملا۔ مقامِ شہادت کیا ہے؟ کہ قیامت کے دن انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائیں گے تو اُن کی اُمتیں اُن پر بہتان باندھیں گی، عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ تفصیل کے ساتھ آیا ہے: وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا یَكُوْنُ لِیْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ○ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ○ (سُوْرَۃُ الْمَآئِدَۃ، ۱۱۶-۱۱۷)

اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ تم نے اُنہیں میری توحید کی دعوت دی تھی یا نہیں؟ یا یہ دعوت دی تھی کہ مجھے خدا کا بیٹا سمجھو؟ تو وہ کہیں گے: سُبْحٰنَكَ مَا یَكُوْنُ لِیْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا

لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ---الآیۃ (سُورَۃُ المائدۃ ۱۱۶) اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ہاں بھئی! جو کہہ رہے ہو اُس پر گواہ پیش کرو۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کے طور پر پیش کریں گے۔ اُمت گواہی دے گی کہ یہ (عیسائی) جھوٹ بول رہے ہیں، اللہ کے نبی نے اِن کو توحید سکھائی تھی اور تثلیث کی تعلیم نہیں دی تھی۔ اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی پر وہ جرح کریں گے کہ یہ تو موقع کے گواہ نہیں ہیں، اُس وقت یہ موجود ہی نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: ہاں بھئی! تم تو موقع پر نہیں تھے، پھر کیوں کہتے ہو؟ تو اُمت کہے گی کہ: یا اللہ! اِس لیے کہ تو نے ہمارے پاس ایک نبی بھیجا تھا، جس نے ہمیں یہ بتایا تھا اور ہم نے اُن کی تعلیم کو محفوظ رکھا۔ یہ عقیدہ ہمیں ملا تھا کہ سارے پیغمبر معصوم تھے، اُنہوں نے توحید کی طرف ہی بلایا ہے، اِس لیے ہم گواہی دے رہے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں گے: تیری اُمت ٹھیک کہہ رہی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرض کریں گے کہ: جی! میری اُمت ٹھیک کہہ رہی ہے۔ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا ۝ (سُورَۃُ النِّساء ۴۱) وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا --- الآیۃ (سُورَۃُ البَقَرۃ ۱۴۳) تو یہ مقامِ شہادت اُمت کو ملے گا۔

اس امت کا مزاج معتدل ہے

اور اُمت کو کامل شریعت ملی، جو ہر زمانہ کے مطابق کام آئے گی۔ کیوں؟ اِس لیے کہ اِس کے مزاج میں اِعتدال رکھا گیا ہے۔ شریعت کا مزاج معتدل ہے۔ صحت کی علامت اِعتدال ہوتی ہے۔ طب کے اندر مرض میں اِعتدال ہو تو صحت ہے، ہومیو پیتھی میں منشیات کا اِعتدال ہو تو صحت ہے، طبِّ اِسلامی میں اگر اَخلاق کے اندر اِعتدال ہو تو صحت ہے، اِسی طرح اَحکام میں اگر اِعتدال ہو تو صحت ہے۔ اِس اُمت کے مزاج میں اِعتدال رکھا گیا ہے، اِس لیے ہر زمانہ کے لوگوں کے لیے اِس پر عمل کرنا آسان ہے۔

اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے اِس اُمت کو ایک بشارت دی۔ وہ کیا؟ وہ یہ کہ: تمہیں مٹانے والے مٹ جائیں گے، تم باقی رہو گے۔ اور پہلوں کے اَعمال نامے تمہارے سامنے

کھلے، تمہارا اعمال نامہ کسی کے آگے نہیں کھلے گا کیوں کہ تم آخری ہو، کوئی اور اُمت آئے گی نہیں، تم، تم ہی ہو۔ اِس لیے ہمیں مٹانے والے مٹ جائیں گے، یہ اُمت اِنْ شَآءَ اللہ ! باقی رہے گی۔ اِس کے علاوہ اور بہت سے فضائل ہیں، لیکن ایک ذمہ داری ہے جس کی طرف اِشارہ کیے بغیر میں نہیں رہ سکتا۔ یاد رکھو! اب شمعِ ہدایت ہمارے ہاتھ میں ہے، ہم اُس کے اَمین ہیں۔ دُنیا میں علمِ وحی کسی اور اُمت کے پاس نہیں ہے، سب مٹ چکا۔ ہمارا علم محکَم ہے، مُثبت ہے، ثابت شدہ ہے، اور ہمارے پاس موجود ہے۔ اور یہ اِس اُمت کے علماء کی بَرتری ہے کہ اُنہوں نے ہر مشکل سے مشکل کام اور زمانہ کو برداشت کرکے اور اِس کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محفوظ رکھ کر اُمت کو ضلالت سے بچانے کی کوشش کی ہے۔ آج اگر اُمت اِس پر عمل کرنا چاہے تو وہ دستور العمل جو قرآن میں ہے، لَا رَیْبَ فِیْہِ ۔۔۔ الآیۃ (سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ. ۲) جس کی شان ہے، وہ ہمارے پاس موجود ہے۔ یہ تھوڑی بات ہے؟!! اگر ہم اِس کو پڑھتے نہیں، اِس کو سمجھتے نہیں اور اِس پر اِعتماد نہیں کرتے اور اِس کے ہوتے ہوئے بے وقوفوں، جاہلوں (جن کی جہالت کا اِعلان اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے

: مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ○ (سُوْرَۃُ الْکَهْف. ۵) یہ جھوٹے ہیں۔ نصاریٰ کے بارہ میں آیا کہ یہ جھوٹے ہیں۔ یہود کے بارہ میں آیا کہ یہ عزیر علیہ السلام کو اِبْنُ اللہ کہتے ہیں۔ وہ (نصاریٰ) عیسیٰ علیہ السلام کو اِبْنُ اللہ کہتے ہیں۔ یہ اُن کی بہت بڑی جہالت ہے) کو اپنا پیشوا بناتے ہیں تو کیا ہم جواب دہ نہیں ہوں گے؟ قطعی وحی ہمارے پاس ہے، علم ہمارے پاس ہے۔ دو چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم وراثت میں چھوڑ گئے ہیں: ① کتاب اللہ۔ ② سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا ۔ (مشکوۃ المصابیح، ص: ۳۱) جب تک تم انہیں پکڑے رہو گے، کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ اگر ہم گمراہ ہیں اور یہ امانت جو ہمیں ملی ہے ہم آگے نہیں پہنچا رہے تو نتیجہ کیا نکلے گا؟ ہم سے باز پُرس ہوگی کہ نہیں؟ ہم اِس بات سے ڈریں۔ خدا کی قسم! ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۔۔۔ الآیۃ (سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ. ۲) یہ فرمان جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سچا تھا آج بھی سچا ہے۔ ہمارے پاس یہ علم ہے۔ اِسے پڑھیں،

اِسے پڑھائیں، اِس کو سمجھیں، اِس پر عمل کریں۔ جو لوگ پڑھ نہیں سکتے، عمل نہیں کرسکتے، وہ اُن پر اِعتماد کریں جو پڑھے ہوئے ہیں۔ یہ قرآن کا حکم ہے: فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ بِالْبَیِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ ---الآیۃ(سُوْرَۃُ النَّحل ۴۳-۴۴) خود نہیں کرسکتے تو سیکھو! اور سیکھ کر یہ روشنی پوری دُنیا کو دو! ورنہ: ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ ---الآیۃ(سُوْرَۃُ الرُّوْم ۴۱)۔ اِس کا سبب ہم ہوں گے، ہم سے باز پُرس ہوگی۔ یہ تبلیغ والے دوست کہتے ہیں کہ اگر ہم اِس دِین کو لے کر دُنیا والوں کے پاس نہ گئے تو ہم مسئول ہوں گے۔

سچوں کی جماعت میں شامل ہوجاؤ

بس! اِس پر میں اپنی بات ختم کرتا ہوں کہ ''ختمِ نُبوّت'' کو بڑی اِہمیت حاصل ہے، یہ ہمارے لیے موت وحیات کا مسئلہ ہے۔ اِس کو محفوظ رکھیں! اللہ تعالیٰ نے اِس کی وجہ سے ہمیں بڑی فضیلتیں دی ہیں، فقہا دیئے ہیں، اِس دِین کو محفوظ رکھنے کے جو جو ذرائع ہوسکتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اِس اُمت کو عطا فرمائے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی جماعت عطا فرمائی، تابعین رحمہم اللہ جیسی جماعت عطا فرمائی، حفاظِ حدیث عطا فرمائے، تفقہ عطا فرمایا، تقویٰ عطا فرمایا، سچے لوگ عطا فرمائے، سچی جماعتیں عطا فرمائیں: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ (سُوْرَۃُ التَّوْبَۃ ۱۱۹)۔ یہ صادقین کی جماعت کون ہے جن میں شامل ہونے کا ہمیں حکم ہے؟ صٰدِقِیْنَ مہاجرین کو کہتے ہیں، یہ مہاجرین کا لقب ہے۔ اللہ تعالیٰ حکم دے رہے ہیں کہ مہاجرین کے ساتھ رہو: لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ یَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ (سُوْرَۃُ الحَشر ۸) یہ صادقین کی جماعت ہے۔ میرے دوستو! مہاجرین ''صَادِق'' ہیں، انصار ''مُفْلِح'' ہیں۔ ''مُفْلِحِیْن'' اور ''صَادِقِیْن''۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰن ۱۳۰) وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰن ۱۳۲)۔ اور وَ الَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ

○ (سُوْرَۃُ الزُّمَر، ۳۳) صداقت اور تقویٰ کا چولی دامن کا ساتھ ہے، اسی لیے ہمارے پاس سب کچھ ہے۔ اب بھی وقت ہے، ہمیں سمجھ جانا چاہئے۔

ایک شیطانی وسوسہ کا رحمانی جواب

اللہ تبارک وتعالیٰ توفیق عطا فرمائیں اور ہمارے گزشتہ گناہوں کو معاف فرمائیں اور ختم نبوت کے کام کو سمجھ کر اِس کے لیے زندگی صرف کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں، (آمِیْن) اپنے اندر حوصلہ پیدا کرو! احساسِ کمتری سے نکلو! ہم جاہل نہیں ہیں۔ ایک کینیڈا پلٹ آدمی مجھے کہنے لگا کہ آپ جن لوگوں کو بُرا کہتے ہیں اُنہوں نے جہاز بنائے ہیں، گاڑیاں بنائی ہیں، آپ اُن پر سوار نہیں ہوتے؟ میں نے کہا کہ ہاں! سوار ہوتے ہیں۔ کہنے لگا: اُس وقت وہ آپ کو اچھے لگتے ہیں؟ میں نے کہا: ایک بات بتاؤ! گائے کا دودھ پیتے ہو؟ کہنے لگا: ہاں! میں نے کہا: پھر اُس کی طرح چلتے بھی ہو؟! بھاں بھاں بھی کرتے ہو؟ اُس کی بولی بھی بولتے ہو؟! بھئی! اُس کا دودھ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے بھیجا ہے، نعمت ہے، ہم خرید کر پیتے ہیں، اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے ایک مخلوق کو أُولَئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۔۔۔ الآیۃ (سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف، ۱۷۹) کہا ہے، اُن کو ہمارے کام میں لگا دیا ہے، اُنہوں نے ہمارے لیے چیزیں بنائی ہیں، ہم پیسے دے کر خریدتے ہیں، اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ ہمیں گاڑیوں کی ضرورت نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نبی کی عزت وناموس اور تحفظ ختم نبوت کے عظیم مشن کیلئے قبول فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

”تحفظ ختم نبوت ہر طبقے کی ذمہ داری ہے“

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم

(مرکزی ناظمِ اعلیٰ عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت)

ہمالان، دھلی کالونی، کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۔ (سُوْرَۃُ الْاَحْزَاب:۴۰)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَایَزَالُ طَآئِفَۃٌ مِّنْ اُمَّتِیْ ظَاھِرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ لَا یَضُرُّھُمْ مَّنْ خَالَفَھُمْ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰہِ (رواہ البخاری)

محترم دوستو! آپ حضرات دور دراز سے تشریف لائے ہیں۔ میں اور آپ جن حالات سے گزر رہے ہیں، ہم تمام کے دل اُداس ہیں۔ جتنے واقعات ہمارے اکابرین کی شہادت کے ہوئے، وفات کے ہوئے، مجھے اور آپ کو تو اِس کا خیال اور وسوسہ بھی نہیں تھا کہ اِتنے مختصر سے عرصہ میں اپنے اکابرین سے محروم ہو جائیں گے۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرتِ اقدس مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ، چالیس سال کا عرصہ اُن بزرگوں کے قدموں میں بیٹھنا نصیب ہوا اور اُن بزرگوں کی برکات حاصل کیں۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقباء اور نجباء

ایک مجلس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمانے لگے: اللہ رب العزت نے ہر پیغمبر کو سات نجباء اور نقباء دیئے، سیّدنا آدم علیہ السلام کو دیے، جناب نوح علیہ السلام کو دیے، اُن کے بعد آنے والے پیغمبروں کو دیئے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیے، اُن کے خاندان کے چوبیس ہزار پیغمبروں کو دیئے اور ایسے الفاظ ہیں کہ سات سات نقباء پیغمبر کو دیے، وہ پیغمبر جس مشن کو لے کر آئے تھے وہ اُس مشن پر جان نچھاور کرنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمانے لگے: مجھے اللہ نے چودہ عطا کیے، (سنن ترمذی:3785) اللہ نے مجھے سات کے بجائے ڈبل دیے ہیں۔

پھر حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا کہ ایک یہ ہے، پھر دوبارہ اِرشاد فرمایا: ایک یہ ہے۔ پھر تیسری مرتبہ اِرشاد فرمایا: ایک یہ ہے۔ حضور ﷺ فرمانے لگے: اِن کے دو بیٹے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما یہ بھی میرے لیے نجباء اور نقباء ہیں، پھر حضور ﷺ فرمانے لگے: میرے چچیرے بھائی اور علی کے بھائی جعفر بھی نجباء میں سے ہیں، اور میرے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ یہ بھی میرے نجباء اور نقباء میں سے ہیں، پھر حضور ﷺ فرمانے لگے: ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی اُنہی میں سے ہیں، عمر رضی اللہ عنہ بھی اُنہی میں سے ہیں ،سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی اُنہی میں سے ہیں، اور ابوذر رضی اللہ عنہ بھی اُنہی میں سے ہے، اور بلال رضی اللہ عنہ بھی اُنہی میں سے ہے، اور یوں چودہ نام گنوائے۔ یہ چودہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل و دماغ ہمہ وقت ذات رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی عزت اور ناموس کے لیے تیار رہتے۔ اُس کو آپ ایک واقعہ سے سمجھیں، ایک ہے مال قربان کرنا اور ایک ہے جان قربان کرنا اور سب سے زیادہ رفاقت صبح و شام کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نصیب ہوئی، اَحادیث میں آتا ہے: غزوہ تبوک میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے گھر گئے اور کچھ چیزیں لے کر آئے اور لاکر جب رکھ دیں، اب آپ دیکھیں کہ حضور ﷺ کو اللہ پاک علم دینے والے تھے، یہ بات اللہ نے ظاہر کردی، حضور ﷺ کو جتنوں نے کھجوریں دیں اور نیزہ دیا، کسی کا نام نہیں لیا لیکن سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ نے پوچھا: گھر کیا رکھ کے آئے ہو؟ حضور ﷺ کے فرمان کے جواب میں فرمانے لگے کہ: میں اللہ کا نام اور آپ (ﷺ) کا نام چھوڑ کر آیا ہوں۔ جس کی نظیر پوری اُمّت میں نہیں ملے گی۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذاتِ پیغمبر کا تحفظ کرنا

پوری امت میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کی حفاظت پر اپنی جانوں کو قربان کیا ہے۔ حضور ﷺ کے خلاف بہت سی سازشیں ہوئیں، ایک مرتبہ حضور ﷺ ایک اُونچی جگہ سے سرک گئے، پاؤں پھسلا اور تھوڑا سا نیچے ہوئے، پس تیراندازی ہوئی تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے تیروں کی طرف کمر کردی، تیر بانس کا ہوتا تھا، اَسّی تیر اُن کی کمر

کے اندر پیوست ہو گئے، یہ آپ پر جھکے ہوئے ہیں، تیر تو آتا ہے آپ پر حملہ کے لیے، ایک صحابی رضی اللہ عنہ اپنی کمر کو ڈھال بنا کر کھڑے ہوئے ہیں، اِتنے تیر سہہ لیے لیکن کمر نہیں جھکائی، یہ نجباء اور نقباء میں سے تھے اور جب کمر پر جگہ نہ رہی، کفار نے راستہ بدل لیا، سامنے سے تیر آنے لگے تو ہاتھ آگے کرنے لگے، ہاتھ پر تیر لگتے گئے، لگتے گئے، اب یہ سارا گوشت ہاتھ کا جُھڑ گیا لیکن انہوں نے ہاتھ کو پیچھے نہیں ہٹایا، اب تیر کو اس ہاتھ سے روک رہے ہیں، یہ ہے نجباء اور نقباء میں سے، اِس سے ایک بات اور آپ سمجھ لیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اور آپ کا لایا ہوا دِین اِس کائنات کے اِنسانوں سے اللہ تعالیٰ کو دونوں چیزوں کی حفاظت چاہیے۔کون کتنی جان قربان کرتا ہے؟ کون کتنا مجاہدہ کرتا ہے؟ کون کتنی بڑی قربانی دیتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے ہاں اِتنا ہی بڑا مقرب ہوگا۔

تو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چودہ نجباء اور نقباء دے دیے اور یہ دِین ختم نہیں ہوگا کیوں کہ یہ آخری دِین ہے، نہ تو یہ تیس سال کے لیے ہے، نہ پچاس سال کے لیے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت تک کے لیے نبی ہیں، یہ دِین بھی قیامت تک رہے گا۔اللہ تعالیٰ کا ایک فیصلہ ہے: هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ ---الآیۃ (سورۃ الفتح ۲۸) تمام دینوں کے مقابلے میں اللہ نے اِس دِین کو غالب کرنا ہے اور غالب اَسباب کے تحت کرنا ہے، اللہ چاہے بن اسباب کے کردیں تو دِین کو یہاں اُتارا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبوّت دی، آخری اُمت دی، اِس اُمت کے ذمہ رکھا کہ ہمارے نبی کی حفاظت کریں، ہمارے دِین کی حفاظت کریں تو دِین کی حفاظت ہوئی چودہ سو سال اور ہم گزر رہے ہیں پندرہویں صدی میں۔

امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی استقامت

میرے محترم دوستو! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دِین کامل کی جو حفاظت کرتے رہے اور دِین پڑھتے پڑھاتے رہے۔ان کو ایک طرف تو کفار سے اور ایک طرف اندرونِ اِسلام منافقین سے واسطہ رہا، بے دِین بھی ہر زمانے میں رہے، اہلِ حق اُن کی وجہ

سے اِبتلاء میں آئے۔ ہمارے اماموں میں ایک امام ہیں امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ ایک مسئلہ بیان کرتے تھے اور عباسی خلیفہ وقت کہتے تھے کہ یہ نہ کہو! وہ کہتے تھے: اللہ تعالیٰ کا حکم اور قرآن کریم کی بات ہے، کیسے چپ رہوں؟ اُنہیں ایک مجلس میں تیس بید لگائے گئے میرے والد صاحب نے بید کا واقعہ سنایا، فرمانے لگے: جب میں جیل میں قید میں تھا، ایک قیدی کو تین بید لگے تھے اور جب اُس کو پہلا بید لگا تھا تو جو اُس کو ستر چھپانے کے لیے کپڑا پہنایا گیا تھا اس کے نیچے اور ٹانگوں سے خون کے قطرے ٹپکنے لگے۔ بید اتنا سخت ہوتا ہے۔ امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو تیس بید لگے تھے تو امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ تیس بید کھا کر مسجد میں آئے، جب خلیفہ کے ہاں گئے تو وضو کر کے گئے تھے، واپس مسجد میں آ کر کہا کہ میں ثابت قدم رہا ہوں، پھسلا نہیں، شکرانے کے دو نفل ادا کیے۔ یہ نجباء میں سے تھے۔ نجباء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بھی تھے اور نجباء اُمّت کے اندر بھی ہیں اور یہ قیامت تک رہیں گے۔ طبقاً بعد طبق لوگ اِس درجہ کے آتے رہیں گے، مجاہد بھی آئے، غازی بھی آئے، شہید بھی آئے، حق والے بھی آئے اور ابتلاء برداشت کرنے والے بھی آئے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے وضو کا مقابلہ نہیں

دو رَکعت پڑھنے کے بعد جب فارغ ہو کر بیٹھے تو شہر کے ایک عالم دین تشریف لائے۔ ایک وہ ہے جو دِین پڑھتا ہے حق کے لیے، اللہ کے لیے کہ یہ دِین باقی رہے اور اللہ اس سے خوش ہوں، اور ایک دِین پڑھتا ہے پھر اُمراء کے ہاں جاتا ہے، بادشاہ کے ہاں جاتا ہے، اُن سے پیسے لیتا ہے اور دِین کو ڈھیلا کر کے پیش کرتا ہے تو وہ عالم امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے کہنے لگا کہ آپ نے نماز تو پڑھ لی لیکن وضو نہیں کیا۔ حضرات مشائخ لکھتے ہیں کہ پوری اُمّت کا وضو ایک طرف اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا وضو ایک طرف۔ وضو کا ایک ایک قطرہ اللہ کو پسند آیا کیونکہ اُنہوں نے حق کی خاطر مار کھائی تھی سہولت کو ترجیح نہیں دی۔

صحابیٔ رسول کا ایک ایک عضو کاٹا گیا

میرے محترم دوستو! جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب نے ایک صحابیٔ رسول کا

ایک ایک عضو کاٹ کر شہید کر دیا۔ یہ واقعہ سن رکھا ہوگا کہ مسیلمہ نے صحابیؓ سے پوچھا: میرے متعلق تیرا کیا نظریہ ہے؟ پھر کہا: محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا سمجھتے ہو؟ مجھے بھی نبی مانتے ہو یا نہیں؟ انکار کرنے پر صحابیؓ کا ایک بازو کاٹ دیا۔ پھر دوسرا بازو کاٹا، پھر ایک ایک عضو کاٹا، تلوار مار کر پوچھتا تھا: مجھے کیا سمجھتا ہے؟ اور سارا جسم اُس زندہ اِنسان نے کٹوا دیا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خَاتَمُ النَّبِیّین کہتا رہا۔

عشقِ رسالت میں قُربانیاں

میرے والد صاحب تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں گرفتار ہو گئے اور بہت سارے لوگ قید ہو کر گئے، جب ہم ملنے کے لیے جیل میں جاتے اور حضرات بھی تھے، اہلِ خانہ بھی ملنے کے لیے جاتے، اَللّٰہُ اَکْبَر! اُن قیدیوں میں ایک قیدی مستری دین محمد تھا، اُن کے ماتھے پر تھوڑے بال تھے، الیکٹریشن تھا، بجلی کا کام سیکھا ہوا تھا، جلوس کے اندر جب اُس کو پولیس کی گاڑی میں بٹھایا تو اُس نے اُچھل کے نعرہ لگایا: "ختم نبوت زندہ باد،، پولیس والے نے اُس کے منہ پر طمانچہ مارا، اُس نے پھر نعرہ لگایا، اُس نے پھر طمانچہ مارا حتیٰ کہ وہ طمانچہ مارتا رہا، وہ نعرہ لگاتا رہا اور وہ نعرہ لگاتے لگاتے بے ہوش ہو گیا۔ پولیس والا طمانچہ مارتا کہ نعرہ مت لگاؤ! وہ پہلے سے زیادہ زور سے لگاتا پھر وہ جیل میں رہا، پولیس کے تشدد سے اس کی قوت سماعت پھر وہ جیل سے رہا ہوا، اس کے بعد وہ دفتر ختم نبوت ملتان میں آتا رہتا اور جب دین محمد دفتر میں داخل ہوتا تو ہمارے بزرگ اُس کے لیے اُٹھ کے کھڑے ہوتے اور فرماتے کہ: یہ دین محمد ایسا ہے کہ اللہ بھی اِس کی عزت کرتے ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کی عزت کرتے ہیں، ملائکہ بھی اِس کی عزت کرتے ہیں کیوں کہ اِس نے بڑی قربانی دی ہے، جتنے سال زندہ رہا، پولیس کا تشدد برداشت کرنے کے باعث اُس کے کان کی سماعت بحال نہ ہو سکی۔ تو اِس تحریک میں مسلمانوں نے بڑی مشقتیں برداشت کی ہیں اور بہت ماریں کھائی ہیں۔ ہمارے ایک ساتھی جن کا نام صابر علی تھا، بڑا مجاہد تھا، تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں اُن کو گرفتار کر کے تھانے میں بند کر دیا گیا۔ تقریباً ۳۰ پولیس والوں نے لوہے کے دروازے کو دھکا دے کر بند کیا، سانس لینے کی

گنجائش نہ رہی، اِتنے قیدی بھر دیے گئے اور تقریباً دس قادیانی دُنیاپور کے علاقے کے، اُن کے لیے صوفے اور کرسی رکھی گئی، کوئلہ جلایا گیا، سریا منگوایا، اُس کو گرم کرلیا اور ایک ایک کو نکال کر اُن کی کمر پر داغ دینا شروع کیا، اِن تکالیف سے مجاہدین ختم نبوت گزرے ہیں۔ صابر علی نہیں جھکے، یہ اُن سب کا قائد تھا، جلوس نکالتا، تھانے جاتا، اِدھر جاتا اُدھر جاتا تو صابر علی کچھ سناتا تھا کہ مجاہد ختم نبوت کا تہہ بند اور پاجامہ اتار دیتے تھے اور کہتے یہ جو کرتا پہن رکھا ہے، اس کو اٹھا کے آگے چل، تو میں دعائیں کرتا تھا کہ الٰہ العالمین! ان خنزیروں کے آگے میرا ستر نہ کھلے۔ ہم نے تو یہ واقعات سنے ہی نہیں کہ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں مسلمانوں نے کتنی تکلیفیں برداشت کیں۔

قبولیت دعا کا عجیب نسخہ

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ: جس شخص کو کوئی دعا یقینی طور پر قبول کرانی ہو تو اللہ تعالیٰ سے شہدائے ختم نبوت کے واسطے سے دعا کرے۔ یہ دعا رد نہیں ہوتی۔ اور یہ بھی فرماتے تھے کہ اُن کے سر کے لمبے بال نہ دیکھو، اُن کے چہرے پر داڑھیاں نہیں ہیں، اِسے مت دیکھو۔ اللہ تعالیٰ نے بال دیکھنے بھی ہیں لیکن ایک بات اللہ نے چیک کرنی ہے کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کس قدر قوی ایمان رکھتے تھے؟ اور اِس اُمت کا واحد کمال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قلب وجگر کے ساتھ محبت کرنا اور تعظیم کرنا ہے۔

دو بزرگوں کی رات بھر دعا

میرے محترم دوستو! جب مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی کے آخری دن تھے تو ہمارے دو بزرگ رات بھر دعا کرتے رہے اور اُن میں سے ایک سرک پور کے بزرگ تھے اور ایک سیال پور کے بزرگ تھے اور یہ صاحبِ نسبت بزرگ تھے اور وہ رات بھر دعا کرتے رہے کہ الٰہ العالمین! پوری اُمت اِس کی زبان سے عاجز آگئی اور اب ہم آپ سے اور آپ کے ہاں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام ہے اُس مقام کا واسطہ دے کر دعا کرتے ہیں کہ اِس گستاخ اور بے ادب کو ہلاک فرما اور موت دے دے۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہم جتنا روئیں

اور گڑگڑائیں لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا واسطہ دے کر دعا کریں گے کہ اِس نے گستاخی کی حد کردی اور ہم مقابلے سے عاجز آگئے تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کریں گے اور اِس گستاخ کو ہلاک کردیں گے۔ چنانچہ صبح نو بجے مرزا غلام احمد ہیضہ سے مر گیا۔

یہاں آگئے، بہاولپور کیوں نہیں گئے؟

ہفت روزہ ختمِ نبوت کے پہلے یا دوسرے پرچہ جلد اول کے اندر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے ختمِ نبوت پر ایک مضمون لکھا اور علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا، علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے تھے تو حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا: بہاولپور میں میں نے اُن بزرگوں کو دیکھا ہے مفتی محمد صادق صاحب، میاں محمد یوسف، والد صاحب اُن کو بھائی جان کہتے، میں اُن کو چچا کہتا تھا۔ یہ بہاولپور کے علماء کا خط لے کر دار العلوم دیوبند گئے کہ ہمارے ہاں قادیانی مسئلہ زیر بحث آیا ہے، نواب بہاولپور کی عدالت میں ایک مسلمان بچی کا شوہر قادیانی ہوگیا ہے تو تنسیخ نکاح کا اِستغاثہ ہے۔ اب قادیانی اکٹھے ہوں گے تو آپ آئیں اور حق کی ترجمانی کریں۔ اور جب علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس یہ حضرات پہنچے تو تقریباً پچاس آدمیوں کا گروپ علامہ صاحب کے دائیں بائیں بیٹھا تھا، سماں باندھ رکھا تھا، حج کی تیاری تھی، ابھی گھنٹہ یا آدھا گھنٹہ کے بعد سفر کے لیے روانہ ہونا تھا، خط پڑھا، پڑھنے کے بعد بس دو منٹ کے لیے آنکھیں بند کیں پھر آنکھیں کھول کر مفتی محمد صادق صاحب کی طرف دیکھا اور اُن کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے: بھائی! ہمارا حج تو ملتوی ہوا، آپ حضرات چاہیں تو حج کے لیے چلے جائیں۔ اب اُنہوں نے تو خط نہیں پڑھا تھا، وہ کہنے لگے کہ: حضرت! ایک سال سے ہم آپ سے پوچھتے رہے، آپ جانے کا وعدہ کرتے رہے، ہم نے آپ کے ساتھ حج کرنا ہے، آپ کے بغیر حج نہیں کرنا۔ آپ کیوں ملتوی کرتے ہیں؟ فرمانے لگے: یہ خط آیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامِ ختمِ نبوت

کی حفاظت کا مسئلہ پیدا ہوا ہے۔ میں نے دو چیزیں سوچی ہیں۔ پہلے تو میں نے یہ سوچا کہ انور شاہ! آج تک جتنے اَعمال حسنہ کیے ہیں اگر موت آجائے اور تُو دربارِ الٰہی میں دو منٹ کے بعد پیش کر دیا جائے، اللہ پوچھ لیں کہ کون سا عمل ہمارے لیے لائے ہو؟ تو کیا کوئی دماغ میں عمل آتا ہے؟ جو یہ کہہ سکے کہ یہ لے کر آیا ہوں؟ تو کوئی عمل میرے سامنے نہ آیا جسے میں اللہ کے سامنے پیش کر سکوں تو اب میں دفاعِ ختمِ نبوت کے لیے بہاولپور جاؤں گا اور موت کے بعد جب اللہ پوچھیں گے کہ کیا لائے ہو؟ تو بہاولپور کا سفر اور ختمِ نبوت کے دلائل دینا، اِس کو پیش کروں گا اور اللہ تعالیٰ اِس عمل کو قبول کریں گے۔ دوسرا یہ فرمانے لگے: مجھے یہ خیال آیا کہ حج کے لیے چلا جاؤں، حج کروں، پھر مدینہ جاؤں، وہاں آپ ﷺ کے روضہ پر کھڑا ہوں، کھڑا ہو کے سلام پیش کروں تو اب سلام پیش کرنے والے کی آرزو یہ ہوتی ہے کہ میرا آنا قبول ہو، میرا اسلام قبول ہو، یہی آرزو ہوتی ہے، لیکن اگر حضور ﷺ یہ فرمائیں کہ یہاں آ گئے بہاولپور نہیں گئے؟ یہاں آنا تمہارا اپنا فائدہ ہے، بہاولپور جانا میری عزت کی بات تھی، میری عزت وناموس کی بات تھی، میری نبوّت کا اِنکار ہو، ختمِ نبوت کا انکار ہو، اُس پر دجالوں کا ایک ٹولہ جمع ہوا تو ضرورت تمہاری وہاں تھی، میری ضرورت کو پیچھے کیا اور اپنی ضرورت کے لیے آ گئے؟ پیچھے ہٹ جاؤ! تو مجھے یوں نہ کہہ دیا جائے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نو علمائے کرام کو لے کر بہاولپور آئے، حضرت نے یہاں سب سے اِہم دلائل دیے، یہ پہلی عدالت تھی جس کے اندر یہ کیس ہوا تھا۔

اَعمالِ حسنہ کی قبولیت مشروط ہے ختمِ نبوت کی حفاظت کے ساتھ

میرے محترم دوستو! آج بھی بڑے شیدائی موجود ہیں، بہت سے لوگ حضور ﷺ کی عزت پر قربان ہونے کے لیے ہر دم تیار ہیں اور دِین کی حرمت پر مَر مٹنے والے ہیں۔ آپ لوگ یہ سمجھ لیں کہ یہ صرف حضور ﷺ کی ذات کی بات ہے اور صرف آپ ﷺ کی ذات کی بات پورے دِینِ اِسلام کی بات ہے۔ اگر ایک آدمی ختمِ نبوت کی حفاظت نہ کرے بلکہ یہ کہے کہ جی ہم تو عبادت کر رہے ہیں اور نماز کے لیے کھڑا ہو جائے تو اُس نماز کی اللہ تعالیٰ کو ضرورت نہیں، اُس کے روزوں کی ضرورت نہیں، اُس کی زکوٰۃ کی

ضرورت نہیں، اُس کے حج کی ضرورت نہیں اور یہ بات علامہ انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ: اللہ نے انور شاہ کے دماغ میں یہ بات ڈال دی ہے کہ دین کے تمام کام اگر حفاظت ختم نبوت کے ساتھ کرو گے تو اللہ کے ہاں قبول ہوں گے اور اگر دیگر اعمالِ حسنہ کرو لیکن ختم نبوت کے کام میں سُستی کرو گے تو کوئی عمل قبول نہیں ہوگا۔ میرے والد صاحب (حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے تھے کہ جب میں نے دورۂ حدیث کیا تو وہ سال علامہ انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا آخری سال تھا، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ڈابھیل سے دیوبند آچکے تھے، ایک دن اِعلان ہوا کہ تمام طلباء دارالحدیث میں جمع ہوجائیں، حضرت رحمۃ اللہ علیہ بیمار اِتنے تھے کہ بیٹھ نہیں سکتے تھے۔ چار طلباء گئے، چارپائی اُٹھا کر لائے، دارالعلوم دیوبند میں رکھ دی اور سر کے نیچے دوسرا تکیہ رکھا اور سر اُونچا کر کے فرمانے لگے کہ کوئی لمبی بات میں نے آپ سے نہیں کرنی، صرف ایک بات کہنے کے لیے آیا ہوں، وہ آپ کے لیے بھی کہتا ہوں، پوری اُمت کے لیے بھی کہتا ہوں اور اپنے لیے بھی کہتا ہوں اور وہ یہ کہ جتنوں نے مجھ سے حدیث پڑھی ہے اور علم پڑھا ہے اور جو براہ راست سن رہے ہیں اور وہ جو اُن کے ساتھی ہیں وہ اُن تک پہنچادیں، اپنے حلقے میں پہنچادیں کہ" جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رضا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت چاہتا ہے اُسے چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت کا کام کرے۔ اور بعض بزرگ ایسے ہیں کہ ایک آدھ جملہ تھوڑا سا آگے بڑھ کے بھی کہہ دیتے ہیں اور پھر والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اِس کے بعد فرمانے لگے: یہ جو بات میں نے کی ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوگا، خوشنودی نصیب ہوگی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی، یہاں بھی کہہ رہا ہوں اور میدان محشر کے اندر اِس کہنے کی ذمہ داری لیتا ہوں کہ ایسا ہی ہوگا، جو یہاں کہہ رہا ہوں قیامت کے دن اِنْ شَآءَ اللہ! اِس کا ذمہ دار میں ہوں گا۔

ہم بہت پیچھے آئے ہیں۔ جو مقابلہ کا زمانہ تھا وہ گزر چکا، (قادیانیت کے خلاف) بولنا اور جیل جانا، تین ماہ کی سزا، نو ماہ کی سزا، چھ ماہ کی سزا اور یہ کہ قادیانیت کا نام لیا نہیں اور چھ ماہ کی سزا آئی نہیں لیکن پھر بھی علمائے کرام ختم نبوت کی حفاظت کا کام کرتے

تھے، جیلوں میں جاتے تھے۔ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جیل میں ملنے گیا، دوسری دفعہ جب ملنے گیا تب بہن بھی ساتھ تھی، نام لکھوادیے میرا اور بھائی کا، نام بولا گیا، ہم اندر چلے گئے میں نے اندر جاکر والد صاحب کو بتایا کہ بڑی بہن آئی ہیں۔ تھوڑی دیر خاموش ہو گئے، پھر ہم نے اُن سے تذکرہ کیا، اب ہمارے دماغ میں یہ تھا کہ جیل کے سپرنٹنڈنٹ کو کہیں گے تاکہ بہن اُن سے مل سکے۔ والد صاحب فرمانے لگے کہ تم دونوں کا نام تو اُس خانے میں لکھا تھا کہ اگر پھانسی دیا جاؤں تو لاش کسے دینی ہے۔ یہ میں آپ کو بیالیس سال بعد سنا رہا ہوں، جیل کے اندر ایک فارم ملتا ہے کہ رشتہ دار بتاؤ، یہ بتاؤ، وہ بتاؤ، وہ خانہ چھوڑ دیا، کیا ملنا؟ کیا رشتہ داروں کا آنا؟ ہمیں تو اُنہوں نے پھانسی دینی ہے تو پھانسی دینے کے بعد لاش کس کے حوالے کی جائے؟ اُس خانے میں تم دو کا نام لکھا تھا، ملاقات کے لیے تو نام ہی نہیں لکھا تھا۔ کئی سوا ایسے علماء کرام تھے، ہمارے ہاں ابتلاء کے یہ واقعات لکھے نہیں گئے۔ بہت سخت زمانہ گزرا ہے، پھر قادیانی قومی اسمبلی میں غیر مسلم قرار پائے، پھر عدالتوں کے فیصلے آئے، سپریم کورٹ کے فیصلے آئے، پھر بیرونی عدالتوں کے فیصلے آئے، بالکل آپ ایسے سمجھیں کہ جیسے بدر کے اندر (صحابہ کرامؓ کی تعداد کم ہونے کے باوجود) اللہ نے فتح دی تھی۔ جتنی جرأت اور ہمت کر سکتے تھے مسلمانوں نے کی اور یہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جتنے مجاہد تیار کیے تھے وہ یہاں لے آیا ہوں، انہیں بچادیں کیونکہ اگر یہ ہلاک ہو گئے تو اِلٰہ العالمین! روئے زمین پر تیرا نام لینا والا کوئی نہیں ہوگا۔

اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار اور قادیانیت کا تعاقب

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء سے پہلے اور ۱۹۵۳ء کے بعد جتنے سنگین حالات گزرے، اُمتِ مسلمہ نے، محنت اور قربانی اِتنی دی کہ حفاظتِ دین کا حق ادا کر دیا، جس کے صدقے اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے صدقے ایک فیصلہ آیا، پھر ایک اور آیا۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں ایک مرحلہ آیا کہ اب بھٹو صاحب کو کون منائے؟

تو یحییٰ بختیار اٹارنی جنرل تھے، بہت آزاد خیال تھے، آزاد منش تھے، آپ حیران ہوں گے، میں مبالغہ نہیں کرتا کہ اگر بیس علماء اس وقت کے اکٹھے کر دیے جائیں تو اتنی وضاحت سے بات نہ کر سکیں جتنی یحییٰ بختیار نے کی۔ یہ اس کی کتاب چھپی ہے، وہ جو سوالات کرتا ہے عقل حیران ہے کہ وہ سوالات کہاں سے کرتا ہے؟ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے اس کے دماغ کا انشراح کر دیا۔ یحییٰ بختیار کو بھٹو صاحب ساتھ رکھتے تھے، اسے بولنا آتا تھا، سرکاری وکیل تھا، بھٹو صاحب نے کار میں بٹھایا اور اس کو گھر لے گئے تو آگے بھٹو صاحب کی بیگم تھی وہ بھٹو صاحب سے کہنے لگی کہ یہ کیا شور مچا رکھا ہے: ''قادیانی کافر، قادیانی کافر'' قادیانیوں کی بیس، تیس عورتیں آئی بیٹھی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ بھٹو صاحب ہمیں کافر قرار دینے لگے ہیں تو بھٹو صاحب نے یحییٰ بختیار کی طرف دیکھا اور کہا کہ جواب دو۔ اب یحییٰ بختیار بولنے لگا، کہنے لگا: حضور مجھ سے نہ پوچھیں اپنے متعلق قادیانیوں سے پوچھیں۔ یہ جو بیگمات آئی بیٹھی ہیں اپنے متعلق ان سے پوچھیں۔ بھٹو کی بیگم کہنے لگی: ان سے کیا پوچھوں؟

یحییٰ بختیار نے کہا: ان سے یہ پوچھیں کہ یہ تمہیں مسلمان سمجھتی ہیں یا کافر؟ اللہ نے کس طرح جوڑ ملایا، ان سے پوچھو یہ تمہیں کافر سمجھتی ہیں یا مسلمان؟ بھٹو صاحب سے کہا: آپ اپنے متعلق پوچھیں۔ دونوں کھڑے حیرانی سے کہتے ہیں کہ یہ ہمیں کافر کہتے ہیں؟ یحییٰ بختیار نے کہا: حضور! آج سے نہیں بلکہ سو سال سے کہہ رہے ہیں۔ چنانچہ مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ بھٹو کی بیگم مجھے دم کے لیے بلاتی تھی، مجھے کہنے لگی کہ یحییٰ بختیار کے کہنے پر میں ان عورتوں کے کمرے میں گئی، میں نے ان سے کہا کہ تم جو باتیں کر رہی تھیں، مجھے بتاؤ! تم ہمیں کافر سمجھتے ہو یا مسلمان؟ ساری عورتیں چپ رہیں، بولی نہیں بیگم بھٹو کہنے لگی: خاموشی کا معنی یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو مسلمان اور مجھے کافر سمجھتی ہو۔ وہ پھر چپ رہیں پھر ان کے دماغ اور سمجھ میں یہ بات آئی اور اگلے دن اسمبلی میں فیصلہ آ گیا کہ قادیانی غیر مسلم ہیں۔

لاشوں کو جلایا گیا

جتنی قربانیاں یہ مسئلہ مانگتا تھا قریب قریب مسلمانوں نے حق ادا کیا، اِنسان اِس دَور میں حضور ﷺ کی عزت کی خاطر جتنی قربانی دے سکتے تھے اُنہوں نے دی اور دس ہزار سے پندرہ ہزار مسلمان شہید ہوئے اور تمام کی لاشوں کو پیٹرول سے جلایا گیا اور راوی دریا کے کنارے جلایا گیا۔ یہ تمام واقعات آپ کو "چٹان،، کی فائلوں میں ملیں گے کہ اِس طرح آگ لگائی گئی، اِس طرح جلایا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش آیا تو اِس فتنہ کے خلاف اللہ تعالیٰ کا اِرادہ ہوا۔ اِس کے ساتھ پھر یہ کام ہوا کہ قادیانی غیر مسلم قرار پائے۔ اب ہمارے معاشرے میں قادیانیوں کا ہونا، دکان کرنا، کام کرنا، تجارت کرنا، زراعت کرنا، دُنیا بنانا سامان بنانا اور بیچنا، آپ کا اور میرا کام یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں سے کہیں اُن کی اَشیاء نہ خریدیں اور اگر مسلمان اِس پر عمل کرلے تو قادیانی فتنہ ختم انشاء اللہ تعالیٰ!

حکمران حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سنت کو زندہ کریں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دَور میں ایک شخص یمن میں بک بک بہت کرتا تھا۔ لکھا ہے کہ سارا دن چوک پر بک بک کرتا تھا، اِسلامی باتوں کا مذاق اُڑاتا اور کہتا نماز کیا ہے؟ روزہ کیا ہے؟ زکوٰۃ ایسی ہے۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اُس کے سَر پر استرا پھروا دو، اُونٹ پر بٹھادو اور بیٹھنے کے لیے نیچے کوئی چیز نہ رکھو اور اُس کو میرے پاس مدینہ منورہ لے آؤ۔ دونو جوان اُس کو لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے، دونوں جوان اندر آئے اور آکر کہنے لگے: وہ یمنی آگیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: پتلی سی کھجور کی چھڑی لے آؤ۔ پھر جب چھڑی آگئی تو اُس کو بلوالیا، سامنے بیٹھ گئے اور پانچ سات چھڑیاں اُس کے سر پر ماریں، اُس کے سر پر تھوڑے کالے کالے زخم ہو گئے، فرمایا: اِس کو کل پھر گیارہ بجے لے آنا۔ کل پھر لے آئے، پھر پانچ چھ چھڑیاں ماردیں۔ کہا: لے جاؤ! پرسوں پھر لے آنا۔ اُس کو تیسری دفعہ لائے، اُسے کہا: بیٹھ جاؤ! وہ کھڑا رہا۔ اُس نے کہا: امیر المومنین! مجھے قتل کرنا ہے تو تلوار سے کردو، میرے دماغ کا خناس نکالنا ہے تو وہ نکل چکا ہے۔

سچی بات ہے! یہ بات ہماری کتابوں میں لکھی ہے۔ ہماری تاریخ کی کتابوں میں یہ واقعہ لکھا ہے اور اگر ہماری یہ حکومت اور ہمارے افسران ایک ایک چھڑی اُن (قادیانیوں) کے سر پر رکھ دیتے تو سارا خاندان سیدھا ہو جاتا لیکن ہمارے حکمرانوں نے اُن کو پالا ہے، اُن کی سرپرستی کی ہے۔ مسلمانوں نے دین کی حفاظت کی ہے، اُن کا مقابلہ کیا ہے، مسلمان سُرخ رُو ہوئے اور حکمران ذلیل و خوار ہوئے۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ: بہت اچھے! اب میں نے اگلی بات سنانی ہے، اب چونکہ اِسلام کے اندر عدل ہے جب اُس نے کہا: خناس نکل گیا تو اب چھڑی مارنے کی کیا ضرورت تھی؟ فرمایا: اِس کو لے جاؤ اور ایک چٹ لکھی کہ اہلِ یمن کو میری طرف سے کہہ دیں کہ اِس سے کوئی کلام نہ کرے، بات نہ کرے، سلام نہ کرے، سلام کا جواب نہ دے، یہ دِین کی باتوں کی توہین کرتا تھا، ابھی اُس نے توبہ نہیں کی ہے، وہ واپس چلا گیا، اب اُس سے کوئی بولتا نہیں۔ کاش! کہ ہم بھی ایسے کرلیں۔ ہمیں اُن کے ساتھ بات کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ ہمیں دِین چاہیے، ہمیں اِسلام چاہیے، ہمیں اِسلام پر موت چاہیے، ہمیں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہئیں۔

بیس پچیس دن کے بعد یہ شخص واپس مدینہ منورہ آیا اور آ کر کے کھڑا ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیسے آیا ہے؟ کہنے لگا: اے امیر المومنین! جو آپ نے مجھ سے نہ بولنے کی سزا دی ہے اُس سے مجھے قتل کرنا بہتر ہے۔ مجھے آپ قتل کرسکتے ہیں، اب میں صبح سے شام تک بیٹھا ہوں، بیس دن گزر گئے ہیں، نہ کوئی شخص میرے ساتھ سلام کرتا ہے، نہ جواب دیتا ہے، نہ بولتا ہے۔ میں نے جی کر کیا کرنا ہے؟ میں آپ سے سچا وعدہ کرتا ہوں، سچی توبہ کرتا ہوں، اللہ سے معافی مانگتا ہوں، آپ کے سامنے اِقرار کرتا ہوں کہ جتنی بک بک کرتا رہا اُس پر مجھے ندامت ہے، سچی توبہ کرتا ہوں بولنے کی اجازت دے دیں۔

قادیانیوں کا بائیکاٹ ہمارے ایمان کے تحفظ کیلئے ہے

ہمارے علماء نے جو تجویز دی ہے، خواجہ صاحبؒ نے تجویز دی ہے، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب نے فرمایا کہ اُن کا بائیکاٹ کرو! یہ اِتنے شفیق اور اِتنے

مہربان بزرگ تھے، لیکن ساری بات ہمارے ایمانوں کی حفاظت کے لیے ہے۔ جو آدمی اُن کی چیز کھائے، سننے کے بعد کھائے اور اِستعمال کرے اور اُس کو ڈھیلا سمجھے، مالک عرش تو دیکھتے ہیں کہ یہ گستاخ کی گستاخی کو نہیں دیکھتا، یہ اپنی لذات کو دیکھتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے بچیں۔ جس کو معلوم نہیں قیامت کے دن اُس سے پوچھ نہیں ہوگی اور جس کو آپ بتادیں، محبت سے بتادیں، خیر خواہی سے بتائیں، نرمی سے بتائیں، بہت پیار سے بتائیں، اُس کو ایک دفعہ بتائیں، پھر اُس کو کہتے رہیں، کہتے رہیں، آپ کو ثواب ملتا رہے گا۔ جو کہ مسلمانوں کو بگاڑ کے زمانے میں دِین پر لانا اُس کے لیے چاہے آپ کی ساری زندگی تھک جائے لیکن آپ مایوس نہ ہوں اور بات صحیح کہتے رہیں۔ جب آپ کہیں گے آپ کو ثواب ملتا رہے گا۔ آپ کو تو اللہ چاہیے، آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت چاہیے، آپ کو اِیمان چاہیے، آپ کو آخرت چاہیے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو جدوجہد کی توفیق بخشے۔ اللہ رب العزت ہمارے اِیمانوں کی حفاظت فرمائے، اللہ تعالیٰ ہمیں اہلِ حق کی صحبت نصیب فرمائے اور جو ہمارے ہاں اہلِ حق ہیں، علماء ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو قبولیت کا درجہ دے، ہمارے لیے اُن کو مرجع بنادے اور مجلس تحفظِ ختم نبوت کی بھی اللہ رب العزت حفاظت فرمائے۔ ہمیں اِتحاد، اِتفاق ایک دوسرے کا اکرام، ایک دوسرے کی تعظیم، عجز وانکساری نصیب فرمائے، تواضع نصیب فرمائے اور اِخلاص نصیب فرمائے اور مجلس تحفظِ ختم نبوت کو اپنی جدوجہد میں مزید مساعی اور کوشش کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ کا پیغام

علمائے کرام کے نام:

علمائے کرام کو خبردار کرتا ہوں کہ اِن کی یہ درسگاہیں جوان کے لئے آرام گاہیں بن چکی ہیں انہیں میسر نہیں رہیں گی جب ایسے حالات آجائیں تو ثابت قدمی سے دین پر خود بھی قائم رہیں اور اشاعت دین بھی کرتے رہیں، ایسے حالات میں راستوں پر بیٹھ کر اور درختوں کے سائے میں ڈیرہ ڈال کر اللہ کریم کا دین پڑھاتے اور سکھاتے رہیں، آپ کے اسلاف نے ایسا کر کے دکھایا ہے، اس کے برعکس ایسے حالات بھی آئیں گے کہ ملازمت یا عہدہ کا لالچ دے کر علماء کو خدمت دین سے باز رکھا جائے گا، خدارا، بھوک سے مرجانا مگر اللہ کریم کے دین سے بے وفائی کر کے اِس دنیا کی فنا ہونے والی عزت پر نقد دین نہ لٹوانا، دین سکھاتے رہنا بے شک کچھ بھی ہو جائے۔

......سوانح وافکار حضرت مجاہد ملت" صفحہ، 191......

''حکومتی قادیانیت نوازی''

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا دامت برکاتہم

(مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت)

گل بہار لان، بہادر آباد، کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ خُلَاصَۃُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَخَیْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: وَ اتَّقُوْا فِتْنَۃً لَّا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْکُمْ خَآصَّۃً وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ○ (سُوْرَۃُ الْاَنْفَال،۲۵)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: کَانَتْ بَنُوْ اِسْرَآئِیْلَ تَسُوْسُھُمُ الْاَنْبِیَآءُ کُلَّمَا ھَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفَہٗ نَبِیٌّ وَاَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَسَیَکُوْنُ خُلَفَآءُ فَیَکْثُرُوْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ وَصَلِّ کَذَالِکَ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلَی الْمَلَآئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنَ۔

مجھے ختم نبوت کے کام کے سوا کچھ نہیں آتا

آج سے مہینا دو مہینا پہلے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم کی قیادت میں دارالعلوم دیوبند ایک وفد گیا (جس میں یہ فقیر بھی تھا)، وہاں امنِ عالم کے حوالے سے کانفرنس تھی، ایک دارالعلوم دیوبند میں اور دوسری دہلی میں۔ مختلف حضرات کو انہوں نے وقت دیا۔ مجھے بھی حکم فرمایا کہ آپ بیان کریں۔ میں بیان کے لیے کھڑا ہوا تو اُس کانفرنس کا عنوان تھا کہ: ''امن عالم اور حضرت شیخ الہند''۔ تو میں نے عرض کیا کہ امنِ عالم پر تو اور حضرات گفتگو فرمائیں گے، حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے میں گفتگو عرض کرتا ہوں کہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ ہمارے مخدوم تھے۔ کون حضرت شیخ الہند؟ جن کے شاگرد حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ تھے، کون انور شاہ کشمیری؟ جنہوں نے ختم نبوت کے سلسلہ میں کام کیا۔ اِس طرح ربط لگا کر میں نے ختم نبوت کے عنوان پر گفتگو شروع کر دی۔ دس پندرہ منٹ وقت تھا، جب ہم فارغ ہوئے اور کھانے پر بیٹھے تو مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم،

مولانا عبدالغفور حیدری ﷾، ڈاکٹر خالد محمود سومرو رحمۃ اللہ علیہ، اِن حضرات نے مجھے گھیر لیا کہ: آج آپ نے کیا کیا؟ کانفرنس کا عنوان کچھ تھا اور تم نے یہ بیان شروع کر دیا؟ تو میں نے عرض کیا کہ آپ بھی تو ہماری کانفرنسوں پر آتے ہیں، آپ بھی تو یہی کرتے ہیں، بِسْمِ اللہ پڑھ کر اوّل و آخر ختم نبوت کی بات اور درمیان میں سب سیاست کی بات کرتے ہیں۔ آج مجھے بھی موقع مل گیا، اوّل و آخر حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا نام لے لیا اور درمیان میں اپنی بات کر دی۔ اُن حضرات نے کہا کہ سیاست کی بات ہماری مجبوری ہے، اِس کے سوا ہمیں آتا کیا ہے؟ میں نے کہا: کہ میری بھی مجبوری ہے کہ مجھے بھی ختم نبوت کے کام کے سوا کچھ نہیں آتا۔ آج کے اِجلاس سے متعلق حضرات نے میری رہنمائی نہیں کی کہ مجھے کیا عرض کرنا ہے؟ تو میں ختم نبوت کے حوالے سے دو تین باتیں عرض کرتا ہوں۔

مذاہب ثلاثہ اور عقیدۂ ختم نبوت

میرے بھائیو! اِس وقت دُنیا میں تین مذاہب چل رہے ہیں:

❶ یہودیت۔ ❷ مسیحیت۔ ❸ اِسلام۔

مذاہب سے مُراد جو اپنے اپنے زمانے میں آسمانی مذاہب تھے، وہ صرف تین ہیں۔ اِن تینوں مذاہب کے ماننے والوں کا اِس اَمر پر اِتفاق ہے کہ سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام تھے۔ یہی بات یہودی حضرات مانتے ہیں اور یہی بات مسیحی دوست اور یہی بات مسلمان بھی مانتے ہیں۔ برادران! جب یہ بات متفق ہوگئی کہ سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام تھے۔ تو اب صرف ایک بات رِہ گئی کہ ہم تلاش کریں کہ جس نبوّت کا آغاز حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے کیا آیا اُس کا اِختتام کسی پر کیا یا نہیں؟!! میرے بھائیو! اِس وقت یہودی حضرات حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خَاتَمُ النَّبِيِّين مانیں یا نہ مانیں وہ علیحدہ بات ہے لیکن یہودی حضرات کے نزدیک بھی نبوّت جاری نہیں۔ مسیحی دوست حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خَاتَمُ النَّبِيِّين مانیں یا نہ مانیں لیکن اُن حضرات کے نزدیک بھی نبوّت جاری نہیں۔ میں اِس کی دوسری تعبیر یہ کرتا ہوں کہ ہر چند کہ تورات نے موسیٰ علیہ السلام کو آخری نبی نہیں کہا، انجیل نے سیّدنا مسیح علیہ السلام کو آخری نبی نہیں کہا، تورات موسیٰ علیہ السلام سے متعلق یہ اعلان نہیں کرتی،

انجیل مسیح علیہ السلام سے متعلق یہ اعلان نہیں کرتی لیکن حق تعالیٰ نے ختمِ نبوت کی جلالتِ شان کا یہ اہتمام کیا کہ اُن کی کتابیں کچھ بولیں یا نہ بولیں، اس وقت وہ اِس بارہ میں مسلمانوں کے ساتھ کھڑے ہیں کہ اب کوئی نبی نہیں۔ یہ بات یہودی حضرات کہتے ہیں، یہی بات مسیحی حضرات کہتے ہیں اور یہی بات مسلمان کہتے ہیں۔ لیکن دُنیا میں ایک طبقہ ہے جنہیں قادیانی کہا جاتا ہے وہ اپنے آپ کو مذہبی بھی کہتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ: نبوت جاری ہے۔

میرے بھائیو! میں اِس مجلس میں درخواست کرتا ہوں اِس ترتیب کے ساتھ آپ لے لیں کہ یہودیت کا بھی قدیم مذہب ہے، پھر باری آتی ہے مسیحیت کی، پھر اسلام کا نمبر آتا ہے۔ یہودیوں کی کتاب نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آخری نبی نہیں کہا، یہودی حضرات نے اپنی کتاب کو آخری آسمانی کتاب نہیں کہا اور یہودیوں کی کتاب نے یہودیوں کو آخری اُمت قرار نہیں دیا بلکہ موسیٰ علیہ السلام کو اِس کتاب نے آخری نبی کیا قرار دینا تھا؟ ہم دیکھتے ہیں کہ! آج بھی تورات میں ایک عبارت موجود ہے کہ حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے اِرشاد فرمایا: میرے بعد تمہارے اُوپر خدا وہ نبی بپا کرے گا جس کے ساتھ دس ہزار قدسیوں کی جماعت ہوگی۔ تمام اِنصاف پسند شارحین تورات کا اِس اَمر پر اِتفاق ہے کہ "وہ نبی" سے مُراد محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے اور دس ہزار قدوسیوں سے مُراد حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت ہے کہ جو فتح مکہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔

میرے بھائیو! اِس حوالے کے بعد یہودی حضرات تو میدان سے فارغ ہو گئے۔ اب لیتے ہیں مسیحی دوستوں کو۔ آپ سب حضرات یہ بات جانتے بھی ہیں اور مانتے بھی ہیں کہ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی اُمت کو عیسائی کہا جاتا ہے یا نصاریٰ کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ اُن کی آسمانی کتاب کا نام انجیل ہے۔ آج عیسائی کروڑوں کی تعداد میں روئے عالم پر موجود ہیں۔ آپ حضرات انجیل کو دیکھیں، بار بار دیکھیں، دقتِ نظر سے دیکھیں، انجیل کہیں بھی اپنے آپ کو آخری آسمانی کتاب نہیں کہتی۔ انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری نبی نہیں کہتی، انجیل نے کہیں بھی عیسائیت کو آخری اُمت قرار نہیں دیا۔ اس نے عیسیٰ علیہ السلام کو آخری نبی کیا قرار دینا تھا؟ ہم دیکھتے ہیں کہ ہزاروں تحریفات کے باوجود، صدیاں بیت جانے کے

باوجود آج بھی انجیل کے اندر عبارت موجود ہے کہ جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر جانے لگے اُس وقت اپنے حواریوں سے ارشاد فرمایا: اے لوگو! مجھے جا لینے دو تا کہ میرے بعد خدا تمہارے اندر وہ ابن آدم بھیجے جن کا بولنا خدا کا بولنا ہوگا۔

میرے بھائیو! علماء کرام تشریف فرما ہیں، آپ اُن سے تفصیل پوچھ سکتے ہیں۔ قرآن مجید کی آیت کریمہ جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں فرمایا گیا: وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰی o اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی o (سُوۡرَۃُ النَّجۡم ۳-۴) دیانت داری کی بات ہے کہ آج انجیل کی اِس عبارت کی جگہ قرآن مجید کی آیت کریمہ کو رکھ دیا جائے یا قرآن کی آیت کریمہ کی جگہ انجیل کی اِس عبارت کو رکھ دیا جائے، الفاظ کا فرق تو ضرور ہے لیکن مفہوم و معنی دونوں کے ایک ہیں۔ میرے بھائیو! اِس وضاحت وصراحت کے بعد اب یہودیوں کی طرح مسیحی دوست بھی اِس میدان سے فارغ ہو گئے۔ اب صرف باری رہ گئی اِسلام اور اہلِ اِسلام کی۔ میں درخواست کرتا ہوں آپ دوستوں سے کہ: قرآن مجید کے بائیسویں پارہ کے اندر سُوۡرَۃُ الۡاَحۡزَاب کی آیت نمبر ۴۰ میں حق تعالیٰ نے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق فرمایا: وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

لفظ خَاتَم کی تحقیق

میرے بھائیو! میں اِس بات کو مانتا ہوں کہ خَاتَم یا خَاتِم "تاء" کی زبر کے ساتھ یا "تاء" کی زیر کے ساتھ اِس کے بے شمار معنی ہیں لیکن تمام اہلِ لغت کا اِس اَمر پر اِتفاق ہے کہ: لفظ خَاتَم "تاء" کے زبر کے ساتھ یا "تاء" کی زیر کے ساتھ جب اِس کی اِضافت جمع کی طرف ہو تو معنی سوائے آخری کے کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ خَاتَمُ الۡكُتُب، خَاتِمُ الۡكُتُب۔ خَاتَمُ الۡاَدۡيَان، خَاتِمُ الۡاَدۡيَان۔ خَاتَمُ الۡقَوۡم، خَاتِمُ الۡقَوۡم اَیۡ اٰخِرُهُمۡ۔ تمام تر اہلِ لغت نے اِس کا ترجمہ یہ لکھا۔ (تفصیل: قادیانی شبہات ج ۱ ص ۲۰)

میرے بھائیو! حضرات علماء کرام مفسرین حضرات فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کا کوئی ایسا ترجمہ کر دیا جائے جس سے کسی دوسرے معنی کا اِحتمال نہ ہو، اِس کو کہتے ہیں: نصِ قطعی۔ مجھ مسکین کی وضاحت نے اپنی بات متعین کر دی: وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ

النَّبِيّٖن ۔ الآیۃ (سُوْرَۃُ الْاَحْزَاب ۴۰) میں خَاتَمُ النَّبِيّٖن کا لفظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے نصِ قطعی ہے کہ سلسلۂ نبوّت کے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آخری فرد ہیں۔ میرے بھائیو! جس نبوّت کا آغاز حق تعالیٰ نے سیّدنا آدم علیہ السلام سے کیا تھا اُس کا اِختتام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اَقدس پر کردیا۔

تحفظِ ختم نبوت کے لیے اُمّت کا حساس رہنا

آج کے اس ماحول میں آپ اور میں اس آیتِ کریمہ اور اس کے مقتضا پر غور کریں یا نہ کریں، مُرورِ زمانہ کی وجہ سے اُمّت کسی قساوت یا سُستی کا شکار ہو جائے وہ اپنی جگہ، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ آج کل ہمارے ملک میں جن دنوں بخاری شریف کا ختم ہوتا ہے اِس موقع پر کراچی سے لے کر خیبر تک پورے ملک کے اندر تقاریب منعقد کی جاتی ہیں۔ برادران! بخاری شریف میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہوں نے بدر کے میدان میں شہادت قبول کی تھی، آپ میں سے کوئی شیخ الحدیث یا عالمِ دِین جمع کرے کہ بدر میں کتنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے؟ تو ہزار کوشش کے باوجود بخاری شریف میں بڑی مشکل سے تیرہ یا چودہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام ملتے ہیں جو بدر میں شہید ہوئے تھے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ ختم نبوت کے پہلے معرکہ میں یمامہ کے میدان میں، مسیلمہ کذاب کے خلاف جو مدعی نبوّت تھا، سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں اُس کے ساتھ جو پہلا معرکہ ہوا اُس میں جو بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے اُن کی تعداد ۷۰ ہے۔ خود بدر میں جو شہید ہوئے اُن کی تعداد ۱۴ ہے اور ختم نبوت کے مسئلہ پر جو بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے اُس میدان میں اُن کی تعداد ۷۰ سے زیادہ ہے۔ میں صرف اِشارہ کر رہا ہوں کہ آپ دوست یہ سمجھیں کہ کس طرح حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے اِس مسئلہ کی اِہمیت تھی۔ بس! یہ باور کروانا مقصود ہے اور کچھ نہیں۔

میرے بھائیو! وہ دن جائے آج کا دن آئے، پوری اُمّت چودہ سو سال سے برابر اِس مسئلہ پر اتنی حساس چلی آ رہی ہے کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے مسئلہ پر کبھی بھی اُمّت دو رائے کا شکار نہیں ہوئی۔ آج کی مجلس میں حضرات علماء کرام کی کثرت کے ساتھ

تشریف آوری اور اِن حضرات کی سرپرستی نے مجھے بالکل کنفیوژ کر دیا ہے۔ میں گزشتہ دفعہ آپ حضرات کے اِسی ہال میں جب حاضر ہوا تھا، حق تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں، اُس وقت ہمارے حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ زندہ تھے اور اجلاس میں تشریف لائے تھے۔ میرے بھائیو! اُس وقت سے لے کر آج تک جن فتوحات سے حق تعالیٰ نے آپ دوستوں کے اِس کاز کو اپنی رحمتوں اور کامیابیوں سے سرفراز کیا ہے، میں اُس کی ایک دوسری مثال آپ دوستوں کے لیے اور اپنے ایمان کی تقویت کے لیے عرض کیے دیتا ہوں۔

حضرت مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کی حاضر جوابی اور شناختی کارڈ فارم

آپ حضرات کی سپریم کورٹ نے یہ اِعلان کیا کہ جنوری ۲۰۱۴ء کو پورے ملک میں چاروں صوبائی حکومتیں بلدیاتی الیکشن کا اِہتمام کریں۔ آپ حضرات کی سندھ گورنمنٹ نے ۱۷ جنوری طے کی کہ اِس تاریخ کو الیکشن کرائیں گے۔ پنجاب گورنمنٹ نے ۳۱ جنوری طے کی، بعد میں کئی ذرائع سے اُنہوں نے درخواستیں دائر کروا دیں کہ حلقے ٹھیک نہیں، ووٹر لسٹیں دُرست نہیں تو سپریم کورٹ کو اپنا فیصلہ بدلنا پڑا۔ بہرحال صوبائی حکومتوں نے سپریم کورٹ کے فیصلے کی روشنی میں یہ اعلان کیا۔ خیبر پختونخوا والوں نے کہا کہ ہم فلاں تاریخ کو الیکشن کرائیں گے۔ بلوچستان والوں نے کہا کہ فلاں کو۔ تاریخ مقرر ہوگئی، شیڈول کا بھی اعلان ہوگیا۔ میں معافی چاہتا ہوں کہ آپ دوستوں کے ایک دومنٹ اِس قضیے کو سمجھانے کے لیے عرض کروں گا، میری اگلی بات کا سمجھنا اِس بات پر موقوف ہے کہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو جس وقت قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تب ہماری طرف سے مفکرِ اِسلام مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ، پروفیسر غفور احمد رحمۃ اللہ علیہ، چوہدری ظہور الٰہی رحمۃ اللہ علیہ جبکہ گورنمنٹ کی طرف سے بھٹو صاحب، عبدالحفیظ پیرزادہ، مولانا کوثر نیازی اور جناب افضل چیمہ وفاقی لاء سیکریٹری ہوتے تھے۔ مذکرات کے لیے بیٹھے۔ بھٹو صاحب بہت ذہین آدمی تھے، وہ ابتداء میں تیاری کر کے آئے تھے کہ آج میں نے حضرت مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایسا سوال کرنا ہے کہ اُس سوال کی وجہ سے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہزار کوشش کریں میرے سوال سے نکل نہیں پائیں گے، جواب دینا اُن کے لیے ممکن نہ ہوگا، بلا کا ذہین

آدمی تھا۔ آپ حضرات جانتے ہیں، میں تو مانتا بھی ہوں۔ بڑی بھرپور تیاری کے ساتھ آیا اور جب مذاکرات ہونے لگے تو ایک مرحلہ ایسا آیا کہ بھٹو صاحب نے کہا: مفتی صاحب ابھی اسمبلی میں چلتے ہیں قادیانیوں کو غیر مسلم کہتے ہیں لیکن میں ایک بات کی وضاحت چاہتا ہوں کہ کراچی سے لے کر خیبر تک اگر سارے ملک کے قادیانی مل کر یہ کہہ دیں کہ: ہم اِس قانون کو نہیں مانتے۔

اب کراچی سے خیبر تک ایک ایک قادیانی کو تلاش کر کے اُن پر یہ قانون لاگو کرنا کیا دُنیا کی کسی گورنمنٹ کے لیے ممکن ہے جو آپ یہ اِقدام کر رہے ہیں؟ اب اپنی طرف سے جناب بھٹو نے اِتنا بڑا احساس، سنگین اور شدید مشکلات سے دو چار سوال کیا۔ سمجھتے تھے کہ حضرت مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ اِس کا جواب نہیں دے پائیں گے، لیکن میرے بھائیو! میں آپ حضرات کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ شانہ کی کروڑوں رحمتیں ہوں ہمارے حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ پر اُنہوں نے بڑی خوبصورت بات لکھی، وہ کہتے ہیں کہ: رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے اللہ رب العزت نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وہ فہم و فراست نصیب کی تھی کہ اگر ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے فہم و فراست کی زکوٰۃ نکال کر پوری دُنیا کے اندر تقسیم کی جائے تو پوری دُنیا میں فہم و فراست کے مسئلہ میں دُنیا کا ہر آدمی صاحبِ نصاب بن جائے۔ بالکل اِسی طرح دِین کے سلسلہ میں آکسفورڈ کی یونیورسٹی کے اَندر اور دیگر یونیورسٹیوں سے پڑھے ہوئے حضرات کی کھوپڑیوں میں وہ سوچ نہیں ہوتی جو دِین کی معرفت کی بنیاد پر حق تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی جوتیوں میں جو فہم و فراست رکھ دیتے ہیں۔

اپنی طرف سے بظاہر جناب بھٹو صاحب خوب تیاری سے آئے تھے اور اُن کا خیال تھا کہ میرے سوال سے مفتی صاحب بالکل منتشر الخیال ہو جائیں گے اور وہ ہکا بکا رِہ جائیں گے، جواب دینا ممکن نہیں ہوگا۔ ابھی اِدھر بھٹو صاحب کے اعتراض کے الفاظ ختم نہیں ہوئے تھے کہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ زیرِ لب مسکرائے اور فرمایا بلکہ میں اُس کی تعبیر یہ کرتا ہوں کہ ایک سیکنڈ ضائع کیے بغیر بیٹھے بیٹھے مفتی صاحب نے لوہے کا شکنجہ تیار کر کے کراچی سے خیبر تک کے ہر قادیانی کی گردن میں فٹ کر کے نٹ بھی کس دیا۔

بھٹو صاحب کا اعتراض ختم ہوا، اب مفتی صاحب نے فرمایا: پورے ملک میں جو شناختی کارڈ جاری ہوتے ہیں ان کا جو اپلی کیشن فارم ہوتا ہے اُس فارم کے اندر آپ دو کام کریں، ایک مذہب کا خانہ رکھ دیں اور ایک اُس کے اندر حلف نامہ رکھ دیں۔ پوچھا جائے کہ: تمہارا مذہب کیا ہے؟ کوئی کہتا ہے کہ میں عیسائی ہوں تو ٹھیک ہے، کوئی کہتا ہے کہ میں سکھ ہوں تو ٹھیک ہے، کوئی کہتا ہے کہ میں ہندو ہوں تو ٹھیک ہے، کوئی حرج نہیں۔ اگر کوئی کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں تو نیچے وہ حلف نامہ پُر کرے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی سمجھتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبوّت کا دعویٰ کرے جیسے مرزا قادیانی اور اُس کے ماننے والوں کو میں دائرہ اِسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ جو اپنے آپ کو مسلمان کہے وہ فارم پر دستخط کرے گا اور جو فارم پر دستخط نہیں کرتا وہ اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتا۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ پورے ملک میں کوئی قادیانی اپنے آپ کو مسلمان نہیں لکھے گا اور اگر مسلمان لکھے گا تو مرزا کے کفر پر دستخط کرنے ہوں گے۔ اور اگر مرزا کے کفر پر دستخط نہیں کرتا تو اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتا۔ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آپ ووٹر لسٹوں میں یہی کام کریں، یہی کام شناختی کارڈ کے فارم میں کریں، آپ بلدیاتی، صوبائی اور جنرل الیکشن میں حصہ لینے والے تمام اُمیدواران کے الیکشن فارم میں مذہب کا خانہ بھی رکھ دیں اور حلف نامہ بھی رکھ دیں۔ چنانچہ جناب بھٹو صاحب نے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دیکھا اور کہنے لگے: مفتی صاحب میں سمجھتا تھا کہ یہ بہت بڑا اِشکال ہے لیکن آپ نے ایک منٹ میں اِس کو حل کر دیا۔ واقعی اگر اِس طرح کر دیا جائے تو کوئی قادیانی اپنے کو مسلمان نہیں کہے گا اور اگر قادیانی کاغذات میں اپنے آپ کو مسلمان کہے گا تو مرزا کے کفر پر دستخط کرنے پڑیں گے۔ آپ نے ایسا شکنجہ تیار کر دیا ہے کہ اب قادیانیت اِس سے نکل نہیں سکتی، مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اُنہوں نے بھرپور خیر مقدم کیا۔

پنجاب حکومت اور قادیانیت نوازی

اب میں درخواست کرتا ہوں کہ میں نے یہ کہانی کیوں شروع کی؟ تا کہ آپ لوگوں کو یہ باور کراؤں کہ اِس واقعے کے بعد آپ کے ملک میں کم وبیش آٹھ الیکشن ہوئے ہیں، اُن میں بعض الیکشن مخلوط ہوئے اور بعض جداگانہ طرز پر۔ میں اِس بحث میں بھی نہیں

جانا چاہتا کہ ہمارے ملک کے حساس اِداروں نے آج تک کس طرح اِس ملک پاکستان کو تجربہ گاہ بنا رکھا ہے؟ کبھی کوئی تجربہ تو کبھی کوئی تجربہ، میری بلا سے ''بوم بسے یا ہمارہے'' لیکن بھائیو! توجہ کریں کہ اُن آٹھ الیکشنوں میں کسی بھی سطح کا الیکشن ہو تو اُمیدوار فارم پر کر کے عدالت میں جمع کرواتا ہے کہ: میں الیکشن میں حصہ لینا چاہتا ہوں۔ اُس میں مذہب کا خانہ بھی ہوتا ہے اور حلف نامہ بھی اور اب آپ کی سپریم کورٹ نے اِعلان کیا کہ الیکشن کرواؤ۔ چاروں صوبائی حکومتوں نے اِعلان کیا کہ: ہم فلاں تاریخ کو الیکشن کروائیں گے۔ آج اتوار کے دن صبح صبح مجھے حضرو اٹک کے علاقہ سے ایک ساتھی نے فون کر کے کہا کہ چاروں صوبائی حکومتوں نے اپنے اپنے طور پر الیکشن فارم ڈیزائن کر کے انٹرنیٹ پر چڑھا دیے ہیں اور ہدایت یہ کی ہے کہ کل جو اُمیدوار الیکشن میں حصہ لینا چاہتا ہے وہ یہاں سے ڈاؤن لوڈ کر کے فارم فِل کرے، سویرے جا کر پریذیڈنٹ آفس میں جمع کروادے۔

افسوس ناک صورت حال یہ ہے کہ صوبہ سندھ، خیبر پختونخوا اور بلوچستان، اِن تین صوبوں نے جو فارم دیا ہے اُن کے اندر ختم نبوت کا حلف نامہ بھی موجود ہے اور مذہب کا خانہ بھی موجود ہے لیکن پنجاب حکومت نے جو فارم اُمیدوار کے لیے اپلوڈ کیا ہے اُس میں حلف نامہ اور مذہب کا خانہ موجود نہیں ہے۔ میرے بھائیو! آپ حضرات اندازہ لگائیں کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اَقلیت قرار دیا گیا ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو، اُس دن سے لے کر آج تک ۴۰ سال ہوا چاہتے ہیں اِس چالیس سالہ محنت کو دشمن نے یہ حرکت کر کے ہماری چالیس سالہ محنت کو بلڈوز کر دیا۔ آج ہے بھی اتوار کا دن، کوشش کریں کسی سے رابطہ بھی نہیں ہو سکتا، کل صبح ہوئی تو صادق آباد سے لے کر مری تک پورے پنجاب میں اگر ۵۰ فارم جمع ہو گئے، اگر چہ اُن کو اگلے دن کینسل کروا دیا جائے لیکن ایک دفعہ تو ہماری روایت ٹوٹ گئی، ایک دفعہ قادیانی اِس مقصد میں کامیاب تو ہو گئے کہ اِس پورے پیریڈ میں ایک وقت ایسا بھی آیا تھا کہ بغیر ختم نبوت کے حلف نامے کے فارم شائع ہوئے تھے۔

قادیانیوں نے اِتنا بھرپور وار کیا کہ وہ سمجھتے تھے کہ دِینی قوتوں کے پاس اِس کا توڑ نہیں۔ اب آپ حضرات خود سوچیں! برصغیر میں ختم نبوت کے حوالے سے قادیانی فتنہ کے

خلاف اُمت کی ڈیڑھ سو سالہ جدوجہد کا خود تصور کریں، پاکستان میں ۵۰ سالہ کامیابی کے بعد اِتنی بڑی ہزیمت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، بالکل قادیانیوں نے دُوراہے پر اِس طرح کھڑا کر دیا جیسے یزید کی فوجوں نے مَعَاذَ اللہ سیّدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کھڑا کر دیا تھا، بالکل یہی پوزیشن قائم ہوگئی۔

ایک بار پھر کفر ہارا اور اِسلام جیتا

میرے بھائیو! آپ دوستوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ آپ اور میں کمزور ہیں لیکن خدا کمزور نہیں۔ صبح سے لے کر شام تک حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب، جناب لیاقت بلوچ، مولانا عبدالخبیر آزاد، مولانا امجد خان، پتہ نہیں کس کس اللہ کے بندے کو کہا اور دن بھر لگے رہے۔ اُنہوں نے کہا کہ آپ اور تو کچھ نہیں کر سکتے، نہ ڈاک جا سکتی ہے اور نہ کسی سے ملاقات ہو سکتی ہے البتہ ای میلو کے ذریعے اُن تک اپنا پیغام بھجوا سکتے ہیں۔ چنانچہ سارے ملک کے دوستوں سے درخواست کی، سارے دوست جدوجہد کرتے رہے۔ دوپہر دو بجے کے قریب مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے سیکریٹری نے فون کیا اور کہا کہ ابھی مولانا کی چیف الیکشن کمیشن سے فون پر بات ہوئی ہے تو اُنہوں نے کہا کہ اِس میں ہمارا کوئی قصور نہیں، یہ فارم کی تیاری صوبائی گورنمنٹ کی ذمہ ہوتی ہے۔ اُنہوں نے ڈیزائن کیا ہے، الیکشن کمیشن کا اِس میں کوئی قصور نہیں، آپ بھی صوبائی گورنمنٹ کو کہیں، ہم بھی کہتے ہیں کہ اُنہوں نے خلافِ قانون ایک کام کیا ہے۔ خیر! مولانا صاحب نے اُن کو کہا: بہت اچھا! آپ بھی صوبائی گورنمنٹ کو کہیں اور میں بھی کوشش کرتا ہوں۔ مولانا نے فون کیا، شہباز شریف ملے نہیں تو اُن کے سیکریٹری کو پابند کیا۔ جب شہباز شریف دن بھر کے کاموں سے فارغ ہو جائیں تو تسلی سے میری بات کروانا۔ رات گئے تقریباً گیارہ بجے مجھے مولانا فضل الرحمن کا فون آیا، اُنہوں نے کہا کہ مولوی صاحب! ابھی شہباز شریف صاحب کا فون آیا تھا۔ میں نے اُن کو کہا کہ آپ نے ایک ایسا اقدام کیا ہے کہ پارلیمنٹ کے فیصلے کی آپ نے نفی کر دی، آپ کا یہ اِقدام خلافِ قانون ہے آپ کچھ کریں یا نہ کریں لیکن ہماری طرف سے واضح طور پر سن لیں کہ کوئی مائی کا لال اگر یہ سمجھتا ہے کہ ختم نبوت کے حلف

نامے کے بغیر اور مذہب کے خانے کے اندراج کے بغیر وہ اِس ملک کے اندر الیکشن کرالے گا، ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔

(آپ بھی مل کر کہہ دیں کہ: نہیں ہونے دیں گے۔ ایسے نہیں، زور سے۔ یہ جتنا حساس مسئلہ ہے اُسی جذبہ کے تحت آپ بھی کہیں کہ نہیں ہونے دیں گے۔)

خیر! جناب شہباز شریف کو میری یہ بات سمجھ آئی، اُنہوں نے کہا کہ مولانا! میرا کوئی قصور نہیں، مجھے اِس بارے میں پتہ نہیں، ابھی میں پتہ کرتا ہوں، ابھی آپ فون بند کریں، دس منٹ تک آپ ٹی وی آن کریں، اِنْ شَآءَ اللہ! ابھی خبر چلے گی اور میرا آپ سے وعدہ رہا کہ کل ایک فارم بھی پورے پنجاب میں بغیر ختم نبوت کے حلف نامے کے قبول نہیں کیا جائے گا۔ رات رات میں اپنے صوبے کے تمام افسران کو ختم نبوت کا حلف نامہ بھیجتا ہوں، آرڈر بھی کرتا ہوں، نیا فارم بھی تجویز کر کے اُن کو بھیجتا ہوں۔ آپ اطمینان رکھیں کہ جو ۵۰ سال سے ہوتا آیا ہے، اُسی کے اُوپر عمل ہوگا۔ اب میں آپ دوستوں سے عرض کرتا ہوں کہ میرے واقعہ بیان کرنے کے بعد آپ یہی کہیں گے کہ ہمارا مطالبہ مان لیا گیا، حق تعالیٰ نے کرم کیا کہ معاملہ سیدھا ہوگیا لیکن میں اِس کی یہ تعبیر نہیں کرتا بلکہ میں درخواست کرتا ہوں کہ ۴۰ سال کے بعد قدرت نے آپ کو پھر ایک موقع دیا اور اِس موقع کی بنیاد پر کفر ایک بار پھر ہارا ہے اور اِسلام جیتا ہے۔

قومی تعلیمی ادارے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! میرے بھائیو! ذرا توجہ کریں، ابھی چار دن نہیں گزرے تھے، بلا مبالغہ عرض کرتا ہوں کہ پنجاب گورنمنٹ میں جو قادیانی بیٹھے ہیں وہ بے چارے اِس زخم کو برداشت نہ کر سکے، اُن کا دماغ ایسا خراب ہوا کہ اُنہوں نے اِعلان کر دیا کہ ہم دس تعلیمی قومی ادارے قادیانیوں کو واپس کر رہے ہیں، تین گجرات کے، پانچ چناب نگر کے، دو گجرانوالہ کے۔ یہ دس اِدارے وہ ہیں جن کو قادیانیوں سے نیشنلائز کر کے گورنمنٹ کے حوالے کیا گیا تھا، اب وہ ڈی نیشنلائز کر کے ہم قادیانیوں کو واپس کر رہے ہیں۔ اب اُنہوں نے اِعلان کیا تو ہمارے لیے بڑی مشکل کہ یا اللہ! ایک امتحان سے فارغ ہوئے، تو نے سرخُرو کیا، اب دوسرے امتحان میں پڑ گئے۔ گورنمنٹ بھی تو بالکل ایسی ہے کہ اُن کو تو ختم

نبوت کی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ میرے بھائیو! بہت پریشانی ہوئی لیکن کریم کے کرم کو دیکھیں کہ کراچی سے خیبر تک ایک ہفتہ محنت ہوئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نہیں کہتے؟ (اَلْحَمْدُ لِلّٰہ سارے اور بلند آواز سے کہو: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ) ٹھیک ایک ہفتہ کے بعد، کل چھوٹا میاں بولا تھا، آج بڑے میاں بولے۔ نواز شریف نے کہا کہ وہ کسی نے غلط خبر دے دی، ہم ادارے واپس نہیں کر رہے۔ یہ مولانا سمیع الحق رحمۃ اللہ علیہ کو یقین دہانی کروائی۔ لیجئے صاحب! کریم نے کرم کیا، حق تعالیٰ شانہ نے کرم کیا کہ دوسری مرتبہ پھر کفر ہارا اور اسلام جیتا۔ یہ میں نے درخواست کی کہ پچھلی دفعہ جب حاضر ہوا اُس وقت سے لے کر اب تک حکومتی سطح پر اِس مسئلہ سے متعلق دشمن نے یوں شب خون مارنے کی کوشش کی اس کے مقابلے پر حق تعالیٰ نے یوں آپ دوستوں کو کامیاب کیا۔

آزاد کشمیر میں قادیانیوں کا تعاقب

چلتے چلتے ایک بات اور عرض کئے دیتا ہوں۔ آزاد کشمیر میں ایک جگہ گوئی ہے، شہید اِسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کو خط آیا، وہ خط حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ملتان بھیجا، میں آزاد کشمیر گیا تو وہاں کے ہمارے دوست ہیں مفتی اویس صاحب، اُن دوستوں نے اِہتمام کیا، وہاں گوئی شہر میں دوسرے مسلک کے دوست ہیں یا زیادہ تر قادیانی ہیں۔ بہت مشکل پیش آئی کہ کیا کریں؟ بالکل دریا کے کنارے خالی میدان میں ڈیرہ لگایا، قادیانیوں نے پیغام بھیج دیا کہ ہم مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ مناظرہ کا پیغام سن کر اللہ نے کرم کیا کہ بریلوی، اہلِ حدیث حضرات اور پیر صاحبان بھی اِکٹھے ہوئے، اکٹھے کیا ہوئے، ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگ گئے۔ ہزاروں لوگوں کا اِجتماع منعقد ہو گیا، ہم نے لگایا اسپیکر، رُخ کیا قادیانیوں کی طرف کہ ہے ہمت تو آ جاؤ! ہم تمہیں مایوس نہیں کریں گے۔ جس وقت آؤ، ہم تیار ہیں، وقت ضائع نہ کرو! یہیں شرائط طے ہوں گی۔ قادیانیوں کے اُوپر حق تعالیٰ شانہ نے ایسا رعب طاری کیا کہ وہ میدان میں نہ آسکے، ''ہنگ لگی نہ پھٹکری رنگ بھی چوکھا'' کہ بغیر مناظرہ کے حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو کامیاب کیا۔ اُس کے بعد ہمارا وہاں آنا جانا شروع ہوا۔ آج سے ۲۰ سال پہلے کی رپورٹ میں عرض کر رہا ہوں، اِتفاق سے میرا بھی جانا نہیں

ہوالیکن ہمارے ساتھی رفقاء مبلغین لٹریچر تو تقسیم کر رہے ہیں۔

ساٹھ قادیانیوں کا قبولِ اسلام

آج سے پانچ چھ ہفتے پہلے ایک دوست نے مجھے فون کر کے بتایا کہ مولوی صاحب! مبارک ہو ہم قادیانیوں کے پاس گئے ہم نے اُن کو اُن کی کتابوں سے حوالے دکھانے شروع کیے، ایک دن دوپہر کے تین بجے سے رات ایک بجے تک پورا یہ وقت برابر لگے رہے، اللہ رب العزت نے کرم کیا کہ ایک بستی میں ساٹھ قادیانیوں نے مرزا قادیانی پر لعنت بھیج کر اِسلام قبول کرلیا ہے۔ (اَلْحَمْدُ لِلّٰہ) اِسی طرح فیصل آباد سے آگے، وزیر والا اُس سے آگے ایک چیک پوسٹ ہے مجھے صحیح نمبر یاد نہیں وہاں پر آٹھ قادیانیوں نے ، گلارچی میں چھ قادیانیوں نے ، اِس طرح حیدرآباد میں خالصتاً قادیانی خاندان کے چار افراد نے اِسلام قبول کرلیا۔

آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے

اِن تمام تر رپورٹوں کے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کا اور میرا اِس مسئلہ کے لیے جمع ہونا براہ راست محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے مترادف ہے۔ آپ دوستوں کا ہر تین ماہ کے بعد جمع ہونا پھر یہاں سے پیغام لے کر جانا اور پھر دوسرے اِجلاس تک اپنے اپنے حلقے میں چوکس اور چوکنا رہنا اِس مسئلہ کے حوالے سے یہ ایک بہت بڑی خدمت ہے ۔ آپ حضرات اِس آنے کو وقت کا ضیاع نہ سمجھیں، یہ بہت بڑی خدمت ہے۔ شاید الفاظ کی دُنیا میں آپ کو اِس کی تعبیر نہ سمجھا سکوں لیکن میری اور آپ کی آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے پھر پتہ چلے گا کہ: کتنا بڑا عمل ہے؟!! اور پھر اِس کے صدقے میں اِنْ شَآءَ اللّٰہ! محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب نصیب ہوگا۔ آج کی مجلس میں مجھے صرف اِتنی باتیں کرنی تھیں ۔ میں بھی تھک گیا ہوں! بس اِسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

''تحریک ختم نبوت 1974ء''

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا دامت برکاتہم

(مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

گل بہار لان، بہادر آباد، کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ خُلَاصَۃُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَخَیْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: وَ اتَّقُوْا فِتْنَۃً لَّا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْکُمْ خَآصَّۃً وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ o (سُوْرَۃُ الْاَنْفَال. ۲۵)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ کَانَتْ بَنُوْ اِسْرَآئِیْلَ تَسُوْسُھُمُ الْاَنْبِیَآءُ کُلَّمَا ھَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفَہٗ نَبِیٌّ وَاَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَسَیَکُوْنُ خُلَفَآءُ فَیَکْثُرُوْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ وَصَلِّ کَذَالِکَ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلَی الْمَلَآئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔

میرے بھائیو! خوب یاد ہے کہ تقریباً ایک سال پہلے آپ حضرات کے یہاں اِسی جگہ پر حاضر ہونے کا اِتفاق ہوا، تب ہمارے مخدوم حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اِس اِجلاس کی صدارت فرمائی تھی۔ آج ایسے موقع پر ہم جمع ہوئے ہیں کہ حضرت مرحوم ہمارے اندر موجود نہیں، وہ ایسی جگہ تشریف لے گئے جہاں ہم سب نے جانا ہے، اللہ پاک پروردگارِ عالم اُن کے اِس سفر کو خوب بابرکت فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی اِس سفر کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

آج میں تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے حوالے سے آپ دوستوں کی خدمت میں کچھ معروضات عرض کرتا ہوں، آپ حضرات کو یاد ہوگا کہ ابھی ۱۱رمئی کو وطنِ عزیز پاکستان میں جنرل الیکشن ہوئے تھے۔ آج سے ٹھیک چوالیس سال پہلے بھی ۱۹۷۰ء کے اندر الیکشن

ہوئے تھے۔ چوالیس سال پہلے کی بات کا معنیٰ یہ ہے کہ اُس زمانے میں جو بوڑھے حضرات تھے وہ سب ہی اللہ کے حضور چل دیئے، اُس زمانے میں جو حضرات جوان تھے وہ بابے بن گئے ہیں اور جو اُس زمانے میں بچے تھے اب باپ بن گئے ہیں۔ آپ میں بہت سارے دوست ایسے ہوں گے کہ جو میں واقعات شروع کر رہا ہوں یہ تقریباً اُن کی پیدائش سے بھی پہلے کے ہیں، یہ آج سے چوالیس سال پہلے کی بات ہے، ابتدا میں مجھ مسکین کی گفتگو سے آپ دوستوں کو تھوڑی سی اجنبیت ہوگی لیکن وہ گفتگو کرنا اِس لیے ضروری ہے کہ اگلی جو میری آخری گفتگو ہے اُس کو سمجھنا میری ابتدائی گفتگو پر موقوف ہے۔

میرے بھائیو! اُس ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں ہمارے پرنٹ میڈیا میں ایک بحث چلی تھی اور اُس زمانہ میں جو اِسلام کے حوالے سے معروف تھے یا یہ کہ اِسلام کے حوالہ سے اپنا تعارف پسند کرتے تھے اُن کو دایاں بازو کہا جاتا تھا اور جو اپنے آپ کو ترقی پسند کہتے تھے یا کچھ اور تو اُنہیں بایاں بازو کہا جاتا تھا۔

۱۹۷۰ء کا الیکشن اور قادیانی گروہ

۱۹۷۰ء کا الیکشن ہوا، اُس ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں واضح طور پر پوری قوم دو حصوں کے اندر بٹی ہوئی تھی: دایاں بازو اور بایاں بازو۔ آپ حضرات جانتے ہیں کہ الیکشن کے فوراً بعد رزلٹ جو سامنے آیا، مشرقی پاکستان میں جناب مجیب الرحمٰن صاحب نے بڑی واضح اکثریت حاصل کی اور اگر الیکشن کے نتائج کو تسلیم کرلیا جاتا تو پورے پاکستان پر حکمرانی کے مستحق تھے، اُنھوں نے اِس کثرت کے ساتھ الیکشن جیتا تھا، یہاں مغربی پاکستان میں جناب ذوالفقار علی بھٹو اور اُن کی پارٹی نے واضح طور پر اکثریت حاصل کی۔ اُس زمانے میں مذہبی جماعتوں میں جمعیت علماء اِسلام کی سب سے زیادہ سیٹیں تھیں پھر جمعیت علماء پاکستان کی اور کچھ جماعت اِسلامی کی بھی۔

اُس الیکشن کے تقریباً کوئی تین سال بعد یعنی ۱۹۷۳ء میں ''ملتان نشتر میڈیکل کالج'' کے طلباء کی یونین کا الیکشن تھا، تب چوں کہ اُوپر ایک تقسیم موجود تھی دائیں اور بائیں

بازو کی تو وہی اثرات نچلی سطح تک در آئے۔ چنانچہ اُس الیکشن میں بھی طلباء کی تنظیم کے اندر واضح طور پر دو دھڑے شمار کئے گئے، ایک کو دایاں بازو کہتے تھے اور دوسرے کو بایاں۔

میرے بھائیو! دائیں بازو نے اپنا پینل کھڑا کیا اور بائیں بازو نے اپنا پینل، جاننے والے دوست جانتے ہیں کہ یہ جو بائیں بازو کا پینل تھا، یہ پینل والے خیر سے اِتنے ترقی پسند واقع ہوئے کہ اُنھوں نے اپنے ساتھ قادیانیوں کو بھی ملایا، صرف ملایا نہیں بلکہ قادیانیوں کو بھی اپنے پینل میں دو تین سیٹوں پر کھڑا کر دیا۔

برادرانِ عزیز! جس وقت طلباء کے دونوں پینل آمنے سامنے ہوئے تو دائیں بازو کے طلبا کو موقع ملا، اُنھوں نے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ختم نبوت کے حوالے سے اپنی تقریروں کے اندر گفتگو کرنا شروع کی، ختم نبوت پر اُن کی ذہن سازی ہوئی، ملتان میں ہی عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کا مرکزی دفتر ہے، تب ہمارے حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر صاحب رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے۔ اُن دوستوں نے مولانا کو کہا: انھوں نے "آئینہ مرزائیت" نامی چھوٹا سا رسالہ سولہ صفحات کا مُرتَّب کر کے دیا اور خوب چھاپا، اُسے تقسیم کیا گیا تو اُن ساتھیوں نے دن رات اپنی گفتگو میں مرزائیت کو بھی موضوع بحث بنایا اور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ختم نبوت کی اِہمیت کے حوالے سے بھی الیکشن میں گفتگو کی، جس وقت الیکشن ہوا اُس کا نتیجہ سامنے آیا تو وہ جو کہتے ہیں کہ "ہم تو ڈوبے ہیں صنم تمہیں بھی لے ڈوبیں گے۔" والا معاملہ پیش آیا۔ قادیانیوں کی نحوست یہ پڑی کہ اُن کے قادیانی بھی شکست سے دوچار ہوئے اور اُن کا پورا پینل شکست کھا گیا اور یہ دائیں بازو والے حضرات کا پورا پینل کامیاب ہو گیا۔ اُن حضرات نے الیکشن جیتنے کے بعد اپنی کابینہ کا اعلان کیا، اُس کے اجلاس ہوئے، الیکشن کے اندر جو وعدے کئے گئے تھے، اُن کو پورا کرنے کی اُن حضرات نے ذمہ داری قبول کی، اُس کی تفصیلات ہیں، میں اُس میں نہیں جاتا۔

دیگر کاموں کے علاوہ اُن حضرات کے یہ دو تین چار مہینے الیکشن کی مہم میں خرچ ہوئے تھے۔ اُن حضرات نے کہا کہ اب ہم آؤٹنگ کے لیے سوات وغیرہ جانا چاہتے ہیں، اُنھوں نے پاکستان ریلوے کو درخواست گزاری کی کہ ۲۲ مئی ۱۹۷۴ء کو ہم ٹرین خیبر میل

کے ذریعے سفر کرنا چاہتے ہیں، ہمیں دو اضافی بوگیاں دی جائیں۔ پاکستان ریلوے نے اُن کو جواب میں یہ کہا کہ خیبر میل پہلے اتنی لمبی ٹرین ہے کہ اُس کے ساتھ مزید بوگیاں لگانا ممکن نہیں، پاور وزن نہیں کھینچ پائے گی اور یہ کہ اگر جرأت کر لی بھی جائے تو ۲۲ رمئی کو تو بالکل ممکن نہیں کہ اُس دن کراچی سے ایک شادی پارٹی پشاور جارہی ہے اور اُن کی اضافی بوگیاں لگنی ہیں۔ اِس لیے آپ یا تو تاریخ ملتوی کریں یا یہ کہ اگر آپ اِسی تاریخ کو سفر کرنا چاہتے ہیں تو بجائے خیبر میل کے اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کو چناب ایکسپریس کے ذریعہ بھیج سکتے ہیں۔

برادرانِ عزیز! اگر خیبر میل کے ذریعہ یہ طلباء عزیز سفر کرتے تو خیبر میل کا اُس زمانے میں روٹ یہ تھا کہ ملتان، خانیوال، چیچہ وطنی، ساہیوال، اوکاڑہ، رائیونڈ، لاہور، گوجرانوالہ، لالہ موسیٰ پھر یہ مین ٹریک سے پشاور چلی جاتی ہے اور اگر اُن کا سفر ہوتا چناب ایکسپریس سے تو چناب ایکسپریس کا روٹ یہ تھا: ملتان سے خانیوال، عبدالحکیم شورکوٹ، ٹوبہ، گوجرہ، فیصل آباد، چک جھمرہ، چنیوٹ، چناب نگر، لالیاں اُس کے بعد سرگودھا، ملک وال اور پھر جا کر کے یہ لالہ موسیٰ سے مین ٹریک پر چڑھ جاتی ہے۔

اب جب اُن طلباء عزیز کو یہ چانس دیا گیا تو اُن حضرات نے کہا کہ ٹھیک ہے! ہم نے آم کھانے ہیں، پیڑ نہیں گننے۔ اُس روٹ سے نہ سہی اِس روٹ سے۔ خیبر میل کے بجائے چناب ایکسپریس سے بوگیاں دے دی جائیں تو ہم سفر کرلیں گے، چنانچہ سفر شروع ہو گیا۔

۱۹۷۰ء کے انتخابات میں قادیانی

اُس زمانہ میں ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں ہمارے پاکستان کی قومی اسمبلی میں ایک ملک جعفر تھا، اُس کا پورا خاندان قادیانی تھا، وہ بھی کامیاب ہوا، اُس کے متعلق بھی بعض دوستوں نے اُنگلی اُٹھائی کہ یہ قادیانی ہے۔ اُدھر ہماری پنجاب اسمبلی میں تین قادیانی کامیاب ہوئے۔ ایک چکوال کا راجہ منور تھا دوسرا سمبڑیال کا اعظم گھمن اور بشیر احمد ماناں والا بار ضلع شیخوپورہ کا تھا۔ رب کریم کی شان بے نیازی کہ راجہ منور چکوال اور اعظم گھمن سمبڑیال نے تو واضح طور پر ہاتھ کھڑے کر کے کہا کہ ہمارا خاندان اور عزیز واقارب ضرور

قادیانی ہیں لیکن ہم قادیانیت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ چلو اُنہوں نے موقع پر اعلان کر کے قادیانیت سے اپنی برأت کا اِظہار کیا اور مسلمانوں میں اپنا شمار کرایا۔ رہے ملک جعفر صاحب جو قومی اسمبلی کے اندر تھے، ملک جعفر صاحب نے بھی آگے چل کر ۱۹۷۴ء میں جس وقت ختم نبوت کی تحریک چلی، تب اُنہوں نے مرزا ناصر احمد قادیانی پر سوالات کی بوچھاڑ کی۔ گورنمنٹ اور اپوزیشن نے مل کر رائے یہ پیش کی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ سب سے پہلے یہ ہی ملک جعفر صاحب جن کے متعلق مشہور تھا کہ اِن کا خاندان قادیانی ہے اور واقع میں پورا خاندان قادیانی تھا، لیکن اللہ جسے توفیق دے، قدرت نے اُسے توبہ کی توفیق کیا دی، اُس کا ایمان ایسے طور پر صیقل ہوا کہ اُس نے سب سے زیادہ قادیانیت کے متعلق قومی اسمبلی میں سخت موقف اِختیار کیا اور اُس کا کہنا یہ تھا کہ اِن کو غیر مسلم کے بجائے خلافِ قانون قرار دیا جائے۔

قادیانی بدمست ہاتھیوں کی طرح

اُس زمانہ میں ہمارے پنجاب کے گورنر تھے غلام مصطفیٰ کھر اور پنجاب کے چیف منسٹر تھے جناب حنیف رامے۔ دُنیا جانتی ہے کہ حنیف رامے صاحب کی بیگم کا نام شاہین رامے تھا اور یہ شاہین رامے کوئٹہ کی قادیانی جماعت کے اَمیر کی بیٹی تھی۔ دو بیٹیاں تھیں، ایک بیٹی اُس نے معروف قادیانی راجہ غالب احمد جو پنجاب ٹیکسٹائل بورڈ کے چیئر مین بھی رہے اُن کو دی تھی اور دوسری حنیف رامے کو اور یہ دونوں آپس میں ہم زلف تھے۔

اب قادیانی یہ سمجھتے تھے کہ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں ہم نے پاکستان پیپلز پارٹی کا ساتھ دیا ہے۔ دامے، درمے، سخنے، قدمے مَرد و عورتیں ہمارے جوان بوڑھے ہم سب نے اُن کے الیکشن کے لیے دن رات ایک کر دیا، اُن کے لیے اِستعمال ہوئے اور خوب اِستعمال ہوئے، تو ہمارا حق ہے کہ اب وفاق کے اندر پیپلز پارٹی کی حکومت ہے تو گویا ہم بھی اُس میں شریک ہیں۔ پنجاب اور سندھ میں بھی پتہ نہیں قادیانی کیا کیا توقع قائم کیے بیٹھے تھے، یہ وہ زمانہ تھا کہ بدمست ہاتھی کی طرح قادیانی اپنے قریب کسی کو نہیں پھٹکنے دیتے تھے اور اِس تیز رفتاری کے ساتھ سرپٹ دوڑتے جا رہے تھے کہ اُن کی طرف دیکھنا بھی بہت

مشکل ہو رہا تھا۔

شہر کا نام مٹا ہے، قادیانیت کا نشان بھی مٹے گا

میرے بھائیو! نشتر میڈیکل کالج کے طلباء کی جس وقت ٹرین چلی، یہ گئی چناب نگر اسٹیشن پر، اُس کا نام پہلے ربوہ تھا، بعد میں تبدیل ہوا، اب اُس کا نام چناب نگر ہے۔ میں نے قادیانیوں کے اِسی شہر میں بیان کرتے ہوئے قادیانیوں سے ایک موقع پر درخواست کی تھی کہ آج تمہارے شہر کا نام مٹا ہے، اِنْ شَآءَ اللہ! وقت آئے گا تو قادیانیت کا نشان بھی مٹے گا۔

میرے بھائیو! اُس زمانہ میں قادیانیوں کی عادت یہ تھی کہ جو ٹرین اُن کے اسٹیشن چناب نگر سے گزرتی اُس کے اندر یہ لٹریچر تقسیم کرتے، اپنے پمفلٹ اور ہینڈبل وغیرہ، اُن کا اپنا ایک اخبار نکلتا ہے جسے وہ ''الفضل'' کہتے ہیں اور ہم الدجل کہتے ہیں، یہ اُس کو تقسیم کرتے ہیں۔ ۲۲ رمئی کو ٹرین گئی تو اُس ٹرین کے پسنجروں میں اُنہوں نے اپنا لٹریچر حسب عادت تقسیم کیا، اُن مسافروں میں نشتر میڈیکل کالج کے وہ طلباء بھی تھے، ختم نبوت پر اُن کا ذہن بنا ہوا تھا، اُنہوں نے جوں ہی قادیانی لٹریچر دیکھا، اُسے چیرا، اکٹھا کیا پھر یوں چیرا کہ چار ٹکڑے کئے، زمین پر ڈالا، پاؤں سے مسلا، اُس کے اُوپر تھوکا اور جہاں اور نعرے لگائے وہاں مرزا گاما ٹھاہ! ٹھاہ! جس طرح کہ اسکول، یونیورسٹی کے طلباء کا آزادانہ مزاج ہوتا ہے، اُنہوں نے بڑی بہادری اور جرأت کے ساتھ مرزا گاما ٹھاہ! ٹھاہ! کے نعرے لگائے۔ تب قادیانیوں کے تیور بدلے، اُنہوں نے بڑی ترچھی نگاہوں سے اُن طلباء عزیز کی طرف دیکھا۔ جوں ہی ٹرین گئی تو قادیانیوں کے سینے کے اوپر سانپ لوٹنے لگا، وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہوگئے کہ ہم نے پاکستان پیپلز پارٹی کا ساتھ بھی دیا، اِس زمانہ میں کئی لاکھ روپے ہم نے اُن کے الیکشن میں بھی خرچ کیے، دن رات اُن کے لیے سرگرداں رہے اور آج پوزیشن یہ ہے کہ ہمارے اسٹیشن پر ہمارے حضرت کے خلاف نعرے؟!!

قادیانی گروہ بے یار و مددگار

اُس زمانہ میں قادیانی جماعت کا چیف گرو اور اُن کا لاٹ پادری مرزا ناصر قادیانی تھا۔ مرزا ناصر اور ذوالفقار علی بھٹو کے درمیان رابطہ کا جو کام دیتا تھا وہ مرزا طاہر قادیانی تھا جو بعد میں مرزا ناصر کے مرنے کے بعد قادیانی جماعت کا سربراہ بنا۔ مرزا ناصر احمد نے مرزا طاہر کو کہا کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کے پاس جاؤ اور اُنہیں جا کر کہو کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہوگئی۔

میرے بھائیو! مرزا طاہر نے پاؤں سر پر رکھے، دوڑ لگائی، سیدھا جناب بھٹو صاحب کے پاس اور جا کر اُن کو کہا کہ بھٹو صاحب! ہمارے ساتھ بڑی زیادتی ہوگئی، اِس الیکشن میں ہم نے آپ کی یہ مدد کی، یہ مدد کی، یہ مدد کی، آپ یہاں پر پہنچے ہیں تو اِس کے اندر ہمارا بھی حصہ ہے اور آج اِس کا ہمیں صلہ یہ دیا جا رہا ہے کہ ہمارے شہر میں ہمارے حضرت کے خلاف نعرے؟!!

ذوالفقار علی بھٹو کی ذہانت

میرے بھائیو! کہتے ہیں کہ حُسن وہ ہوتا ہے جس کا سوکن کو بھی اعتراف ہو۔ جناب بھٹو صاحب ایک محبِ وطن قومی رہنما تھے، قد کاٹھ کا آدمی تھا، انٹرنیشنل فیم کا، بہت ذہین آدمی، صرف ذہین نہیں بلکہ بلا کا ذہین۔ بھٹو صاحب سمجھ گئے کہ قادیانیوں کو ہم نے اِستعمال کرنا تھا، کرلیا، اب قادیانیوں کی وجہ سے اگر میں اِن طلباء پر مقدمہ چلاتا ہوں یا گرفتار کرتا ہوں تو کراچی سے لے کر خیبر تک سارے ملک کے طلباء بھی میرے خلاف جلوس نکالیں گے، مسجد و مدرسہ بھی میرے خلاف ہو جائے گا، تو کوئلوں کی دلالی میں، میں نے کیا کمایا؟ بھٹو صاحب نے مرزا طاہر کو ایک ایسا چکر دیا کہ بس اُس کا رخ ہی موڑ دیا۔ بھٹو صاحب نے کہا کہ مرزا طاہر احمد! پہلے تو وہ باتیں کرتا رہا کہ یہ ہوا، یہ نعرے لگے، یہ ہوا تو بھٹو صاحب سنتے رہے اور اُس کے بعد کہا کہ مرزا طاہر احمد! میں تو یہ سمجھتا تھا کہ آپ بہت بڑی لابی ہیں لیکن آج مجھے پتا چلا کہ دُنیا میں تم سے بڑا کوئی بزدل نہیں، تم سب سے بڑے بزدل ہو، چار طالب علموں نے نعرے لگائے، تم سے وہ بھی نہیں سنبھالے جاتے؟!! اب مرزا طاہر یہ سمجھا کہ بھٹو صاحب نے ہمیں فری ہینڈ دے دیا ہے اور بھٹو صاحب نے یہ کیا کہ اپنے گلے

سے وہ گرم کڑاہی اُتاری اور اُن کے گلے کے میں فٹ کر دی۔

یہ ٹرین جس کے ساتھ یہ بوگیاں ۲۲ رمئی کو گئی تھیں، روٹین کے مطابق اب اِسی ٹرین کے ساتھ اُنھوں نے ۲۹ رمئی کو واپس آنا تھا۔ ۲۸ رمئی کی شام کو پشاور سے چلنا تھا تو قادیانیوں نے تیاری شروع کر دی۔

قادیانی کھسیانی بلی کھمبا نوچے کی مثل

میرے بھائیو! جھمرہ فیصل آباد سے جائیں پشاور کی طرف اُس روٹ پر جس کا میں ذکر کر رہا ہوں تو راستے میں چیک پوسٹ آتی ہے، اُس کے بعد چنیوٹ، چنیوٹ کے بعد ربوہ (چناب نگر) لالیاں، نشتر آباد، شاہین آباد، پنڈی رسول، اُس کے بعد سرگودھا تو یہ سرگودھا سے لے کر چک جھمرہ تک آٹھ اسٹیشن بنتے ہیں۔ تمام اسٹیشنوں کے اوپر قادیانی اسٹیشن ماسٹر ریلوے کے اندر فٹ تھے۔ قادیانیوں نے تیاری یہ کی کہ سرگودھا سے لے کر لالیاں تک جتنے درمیان میں اسٹیشن آتے ہیں تمام اسٹیشنوں پر جہاں جہاں ٹرین نے رکنا تھا اپنی قادیانی جماعتوں کو ہدایت کی کہ آپ اِس ٹرین پر فلاں تاریخ کو سوار ہوں اور سفر کریں اور یہ کہ تم میں سے کوئی خالی ہاتھ نہ ہو۔ ہاکیاں، بلے یا ڈنڈے وغیرہ کم اَز کم یہ سامان تمہارے پاس ہونا چاہیے۔ اب قادیانی سرگودھا والے اسٹیشن ماسٹر سے پوچھتے ہیں، آگے وہ قادیانی، اُنہیں پل پل کی خبر مل رہی ہے، آگے وہ پنڈی رسول والے سے پوچھتے ہیں، نشتر آباد، شاہین آباد والے، اُنہیں پل پل کی خبر تھی کہ اب ٹرین فلاں جگہ پہنچی، فلاں جگہ پہنچی، یہاں پہنچی کہ پہنچی۔ اُنہوں نے کنٹرول روم سے ٹرین کا ٹائم پوچھا؟ معلوم کیا کہ: وہ طلباء کی بوگیاں کہاں ہیں؟ کہا کہ اگر انجن کی طرف سے شمار کریں تو ساتواں آٹھوں نمبر ہے اور اگر گارڈ کے ڈبے کی طرف سے شمار کریں تو تیسرا چوتھا نمبر اُن کا بنتا ہے۔

قادیانیوں کی دہشت گردی

قادیانی سوار ہوتے رہے اور اُن ڈبوں کو اُنہوں نے فوکس کیا ہوا تھا، ٹرین بالکل بھر گئی، وہاں جس وقت چناب نگر پہنچی تو قادیانی جماعت کا جو بعد میں پانچواں شہسوار بنا

مرزا طاہر، اُس کی قیادت میں دو ہزار چناب نگر کے قادیانی اوباش اور ظالم لوگوں نے لوہے کے ہنٹر لیے ہوئے، آہنی مکے لیے ہوئے اور یہ کہ ہاکیاں اُن کے پاس، اب جوں ہی ٹرین رکی یہ سارے جتنے ٹرین کے اندر سوار تھے، اُنہوں نے آ کر رکنے سے پہلے ہی دروازے اندر سے توڑے، اندر داخل ہوئے، اب کوئی طالب علم بے چارہ سیٹ پر لیٹا ہے، بالوں سے پکڑا، نیچے اُتارا، کسی کو مارا، کسی کو پیٹا اور اُن کا وہ حال کیا اَلْاَمَان وَالْحَفِیْظ! حتی کہ ایسا بھی ہوا کہ مارے ڈر کے اگر کسی طالبِ علم نے سیٹ کے نیچے چھپنے کی کوشش کی تو قادیانی اسے پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹ کر دروازہ کے سامنے لاتے اور اُس کے ہاتھ اور پاؤں سے پکڑ کے اسٹیشن کی طرف اچھالتے تھے، جس طرح پلے دار بوری کو اُچھالتا ہے، آگے قادیانیوں سے اسٹیشن اٹا ہوا تھا، جوں ہی یہ اُس کی طرف پھینکتے وہ اُن کو ہاتھوں پر لیتے، زمین پر لٹاتے بچھاتے اور اُس کی پٹائی شروع کر دیتے، کسی کی ناک کی ہڈی ٹوٹی، کسی کے یہاں پر زخم آیا، کسی کے یہاں (سر چہرے وغیرہ کی طرف اِشارے سے بتایا)، کسی کا سر پھٹا تو کسی کا گریبان، کسی کی کلائی مروڑی، کسی کے دانت ٹوٹے، قادیانیوں نے وہ ظلم کیا کہ ظلم و بربریت کی اِنتہا کر دی۔

میرے بھائیو! اُس زمانہ میں ہائی کورٹ کے ایڈہاک جج ہوتے تھے کے ایم صمدانی، خواجہ محمد احمد صمدانی، اُنہیں اِس واقعہ ربوہ کی انکوائری کے لیے مقرر کیا گیا۔ اُس زمانہ میں جن لوگوں نے آ کر گواہی دی، اُن میں سے ایک گارڈ نے گواہی دی تھی، ہمارے پاس اخبار موجود ہے کہ ایک طالبِ علم کو اتنا مارا کہ دوسرے قادیانی نے کہا کہ یہ تو مرا جاتا ہے، اِسے پانی دو ورنہ اِس کا قتل تمہارے سر ہوگا۔ جس وقت کہا کہ یہ مرا جا رہا ہے اُس کو پانی دو، ایک قادیانی نے پینٹ اُتار کر اُس کے منہ کے اندر پیشاب کر دیا، یہ بات باقاعدہ ہائی کورٹ کے ریکارڈ کے اندر موجود ہے۔

میرے بھائیو! اُس وقت یہ کیفیت تھی کہ قادیانیوں نے ظلم و بربریت، اپنی کمینگی، دہشت گردی کی اور انتہا پسندی کی حد کر دی اور اُن طلباء کے اُوپر اِتنا ظلم کیا کہ فیصل آباد ریلوے کا کنٹرول روم، برابر پوچھ رہا ہے: ٹرین کو پندرہ منٹ ہوگئے، آدھا گھنٹہ

ہوگیا، پون گھنٹہ ہوگیا، ایک گھنٹہ ہوگیا، آپ روانہ کیوں نہیں کررہے؟ اسٹیشن ماسٹر فون اٹھاتا ہے اور کہتا ہے کہ بس وہ ویکیوم خراب ہوگیا، ابھی اُس کی تھوڑی سی گڑبڑ ہے، وہ دیکھ رہے ہیں یا یہ کہ سواریوں کی آپس میں لڑائی ہوگئی ہے۔ اچھا جی! روانہ کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر فون بند کردیتا، ایک گھنٹہ تک ٹرین کو روکے رکھا اور عمداً روکے رکھا، اِس دَوران قادیانیوں نے دل کی تمام حسرتیں نکالیں، مار مار کے اُن طلباءِ عزیز کو ادھ موا کردیا۔

حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ کا قائدانہ کردار

اب جیسے تیسے ٹرین چلی، اُس زمانہ میں عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کے بزرگ رہنما حضرت مولانا تاج محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ زندہ تھے، ریلوے کالونی فیصل آباد کے اندر اُن کی جامع مسجد تھی، وہیں اُن کی رہائش تھی، سامنے اُن کے ساتھ ہی دو تین کوارٹر چھوڑ کر ریلوے کنٹرول روم تھا، کنٹرول روم کا ایک بہت بڑا افسر، یہ مئی کے مہینے کی گرمی، تو وہ اُس گرمی میں دوڑ کر مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا، اُس نے رپورٹ بتائی کہ حضرت! ابھی پندرہ منٹ میں ٹرین فیصل آباد اسٹیشن پر پہنچنے والی ہے، چک جھمرہ سے چل چکی ہے۔ ہم نے چناب نگر جس وقت فون کیا کہ ٹرین چلی کیوں نہیں؟ تو اسٹیشن ماسٹر باہر پلیٹ فارم پر تھا، کسی پانی والے نے فون اُٹھالیا تو اُس نے کہا کہ قادیانیوں نے مسلمان طلباء کو مارا ہے۔ بس! ہمیں اِتنی سی بھنک پڑی ہے، اگر یہ واقعی صحیح ہے تو اِس گرمی کے موسم میں اگر کوئی شدید زخمی ہوا تو کوئی بھی حادثہ ہوسکتا ہے، آپ مہربانی کرکے اُن کی فرسٹ ایڈ کا کوئی اِنتظام کرسکتے ہیں تو کریں۔

مظلوم طلباء سے فیصل آباد والوں کا تعاون

اُس زمانہ میں ڈی سی اور ایس پی صاحب ہوتے تھے اور آج کل تو خیر سے عہدے بھی بدل گئے ہیں۔ ڈی سی اور ایس پی صاحب کو مولانا تاج محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فون کرکے کہا کہ آپ ڈاکٹروں کی سرکاری سطح پر ٹیم لے کر آئیں، اُدھر مولانا تاج محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فیصل آباد میں اِنتظام یہ کیا کہ کچہری بازار جو آٹھ بازاروں کے بالکل وسط میں ہے اور اُس کے اِتنے بلند مینار ہیں کہ سارے شہر کے اندر اُس کی آواز گونجتی ہے،

اُس کے اسپیکروں پر اعلان کرادیا کہ آج قادیانیوں نے مسلمان طلباء کو مارا ہے، جو مسلمان طلباء عزیز کی معاونت کرنا چاہتے ہیں وہ اسٹیشن پر پہنچیں۔ کوئی ٹھنڈا پانی لے کر، کوئی بسکٹ لے کر، کوئی بیکری کا سامان لے کر، کوئی انگور لے کر، کسی نے ٹھنڈے جوس کے ڈبے پکڑے ہوئے ''یَدْخُلُوْنَ فِی الْمُحَطَّةِ اَفْوَاجًا'' فوج درفوج اسٹیشن کی طرف فیصل آبادیوں نے رُخ کیا، اُدھر ٹرین پہنچی تو فیصل آباد اسٹیشن پر تل دھرنے کی بھی جگہ نہیں تھی، ایسی کیفیت میں اٹا ہوا انسانوں سے، باہر کے ساتھیوں نے نعرہ لگایا: ختم نبوت زندہ باد۔ اُن طلباء عزیز کو اکانومی کی بوگی سے اے سی کی بوگی کے اندر منتقل کیا، کسی کے ڈرپ لگائی، کسی کے مرہم، کسی کے پٹی، کسی کو گولی دی، کسی کو انجکشن لگا، اب طلباء کو جوں ہی تھوڑا سا ہوش آیا تو اُنہوں نے سمجھا کہ ہم لاوارث نہیں۔

بھائیو! مجھے یہ کہنے کی اجازت دو کہ اِنْ شَآءَ اللہ جو لوگ ختم نبوت کا کام کرتے ہیں، یہ لاوارث نہیں۔ اللہ کی رحمت بھی اُن کے ساتھ ہے اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت بھی قیامت کے دن اُن کے ساتھ ہوگی اِنْ شَآءَ اللہ! یہ لاوارث نہیں، یہ مسئلہ بھی لاوارث نہیں۔

اسٹیشن پر طلباء کا احتجاجی مظاہرہ

اب طلباء کی جان میں جان آئی، پانچ یا دس طالب علموں کی کھوپڑی کے اندر کیا آیا کہ وہ وہاں سے اُٹھے اور جا کر انجن کے سامنے پٹڑی کے اُوپر لیٹ گئے۔ اُنہوں نے کہا کہ صاحب! ٹرین چلا کر ہمارا قیمہ کردو، وہ منظور ہے لیکن ہمارے جیتے جی مطالبات مانے بغیر ٹرین چلے، ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔ ہمارے ساتھ بہت زیادتی ہوئی ہے، ہم احتجاج کرتے ہیں۔ پاکستان کو واضح طور پر قادیانی اسٹیٹ بنادیا گیا ہے کہ قادیانیوں کو یہ جرأت ہوئی کہ وہ اپنے اسٹیشن پر اِس طرح طلباء عزیز کے ساتھ زیادتی کریں۔ اب وہ ڈی سی صاحب اور ایس پی صاحب طلباء کی فرسٹ ایڈ کے لیے موقع پر موجود تھے، جس وقت اُن طلباء عزیز نے کہا تو اُن سے اُنہوں نے پوچھا کہ: آپ کے مطالبات کیا ہیں؟ اُنہوں نے کہا کہ ہماری درخواست یہ ہے کہ قادیانیوں کے خلاف کیس درج کیا جائے، اُن کی گرفتاریاں کی جائیں اور یہ کہ کسی ہائی کورٹ کے جج سے اِس واقعہ کی انکوائری کرائی

جائے۔ اب ڈی سی صاحب اور ایس پی صاحب نے مل کر ہوم سیکریٹری کو کہا، اُنہوں نے چیف سیکریٹری کو، دونوں نے باہمی مشورہ کے ساتھ حنیف رامے کو کہا جو چیف منسٹر تھے۔

حنیف رامے نے پہلے اِدھر اُدھر ٹالنے کی کوشش کی لیکن ڈی سی صاحب نے رپورٹ یہ دی کہ اگر یہ مطالبے نہ مانے گئے ٹرین کا تو جو ہوگا سو ہوگا، میں کچھ نہیں کہہ سکتا، لیکن مجھے اِتنا معلوم ہے کہ شام ہونے سے پہلے پہلے پورے فیصل آباد میں ایک گھر بھی قادیانیوں کا سلامت نہیں رہے گا۔ مسلمان اِتنے مشتعل ہیں کہ تحریک چلے گی اور اگر فیصل آباد سے یہ تحریک چلی تو صرف فیصل آباد نہیں، اُس نے پورے وطنِ عزیز کو اپنی لپیٹ میں لے لینا ہے۔ اب حنیف رامے صاحب کی مرضی کہ یا سارے ملک کو وہ دہکتی آگ کے اندر جھونک دیں یا یہ کہ اُن کے مطالبے مان لیں۔ اللہ نے کرم کیا، حنیف رامے نے کہا: لو! مقدمہ درج کرنے کا میں نے آرڈر دے دیا۔

تحریکِ ختم نبوت کا آغاز

برادرانِ عزیز! آج کل چناب نگر کو چنیوٹ کا ضلع لگتا ہے، اُس زمانہ میں جھنگ کا ضلع لگتا تھا۔ جھنگ سے ایس پی اور ڈی سی روانہ ہوئے۔ قادیانیوں کی گرفتاریاں شروع ہوگئیں، بعد میں پتا چلا کہ ایک دن میں اُن کے شہر سے بائیس سو قادیانی گرفتار کیے گئے تھے۔ اور اِدھر وہ (جج) مقرر کر دیا گیا۔ تب لاہور میں آغا شورش کاشمیری، مولانا عبدالستار خان نیازی، مولانا عبیداللہ انور، نوابزادہ نصر اللہ خاں، سیّد مظفر علی شمسی اور دوسرے حضرات نے اِجلاس طلب کیا۔ فیصل آباد میں مولانا مفتی زین العابدین، مولانا تاج محمود، مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف، مولانا اسحاقؒ چیمہ اِن حضرات نے اجلاس طلب کیا۔ ملتان میں مولانا محمد شریف جالندھری نے اجلاس بلایا۔

اُس زمانہ میں عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ۔ اس وقت کی بڑی بھاری بھرکم دینی شخصیت صرف پاکستان نہیں بلکہ پورے عالم اِسلام میں اُن کی ٹکر کا کوئی آدمی نہیں تھا، شیخ الاسلام علامہ سیّد محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ یہاں جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن میں ہمارے ایک بزرگ عالم دِین رہے ہیں، مولانا فضل محمد، وہ پتن کے علاقے میں

حضرت شیخ بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گئے ہوئے تھے، اُس زمانہ میں کوئی زلزلہ آیا تھا اُن کی مدد کے لیے، تو پنڈی سے قاری زرین صاحب کو جو مولانا عبدالحکیم صاحب کے داماد تھے، بھیجا گیا۔ اُس وقت پاکستان کے پرائم منسٹر جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب تھے۔ اُس زمانہ میں آپ کے وزیرِ داخلہ جناب خان عبدالقیوم خان صاحب تھے۔ اُس وقت وفاقی فیڈرل گورنمنٹ کے لاء منسٹر تھے جناب عبدالحفیظ پیرزادہ اور مذہبی اُمور کے وفاقی منسٹر تھے مولانا کوثر نیازی۔ وفاقی لاء سیکریٹری افضل چیمہ تھے جو گوجرہ کے رہنے والے تھے، وہ پہلے ہائی کورٹ کے جج بنے پھر اُنہیں لاء سیکریٹری بنایا گیا۔ تب تمام تر مجلس عمل ساری کی ساری، نہیں بلکہ میں عرض کرتا ہوں کہ پوری حزبِ اِختلاف کی جماعتوں نے مفکرِ اِسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو قومی اسمبلی کے اندر اپنا قائد بنایا ہوا تھا، قائدِ ایوان بھٹو صاحب تھے۔ قائدِ حزبِ اِختلاف حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے، تب حضرت مولانا عبدالحق صاحب، مولانا صدر الشہید صاحب، مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب، مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری صاحب، مولانا عبدالحق بلوچستانی، ہماری بہت بڑی کوئی تقریباً دس پندرہ ممبر صاحبان کی دینی کھیپ، یہ بھی اسمبلی کے اندر موجود تھے اور آپ کے یہاں کراچی سے دو بڑی اِہم شخصیات اُس زمانہ میں منتخب ہوگئی تھیں، میری مُراد ایک حضرت مولانا ظفر احمد انصاری تھے اور دوسرے جناب پروفیسر غفور احمد صاحب۔

میرے بھائیو! ہماری بے دار مغز دینی قیادت حضرت شیخ بنوری رحمۃ اللہ علیہ، مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ، مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ، مفتی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ۔ خدا کی قسم! میں اِس وقت آنکھیں بند کرتا ہوں تو وہ منظر بالکل میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے اور واقعات کی ایک ریل سی چلنے لگ جاتی ہے، کس طرح شالامار باغ لاہور کے اندر اجلاس ہوا۔ اُس زمانہ میں ہمارا کیا شمار، اب بھی یہی کیفیت ہے، لیکن اُس زمانہ میں نہ تو ہم تین میں تھے نہ تیرہ میں، اُن حضرات کی جوتیاں اُٹھاتے تھے، چلو! اِسی جوتیاں اُٹھانے کے باعث اُس منظر کو دیکھنے کی اللہ تعالیٰ نے سعادت سے ضرور سرفراز فرمادیا۔

تحریک کے امیر

میرے بھائیو! شیخ الاسلام علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ، جو مجلس تحفظِ ختم نبوت کے امیر تھے، انہیں آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظِ ختم نبوت کا سربراہ بھی بنایا گیا۔

۱۴ ارجون کو پورے ملک کے اندر ہڑتال کا اعلان کیا گیا اور اگر آپ دوست مجھے اجازت دیں تو میں اِس کی تعبیر یہ کرتا ہوں کہ کراچی سے لے کر خیبر تک ایسی مثالی ہڑتال ہوئی کہ فرشتے بھی آسمانوں سے جھانک جھانک کر دیکھتے تھے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے مسئلہ پر مسلمان قوم کتنی حساس ہے!

بنوری کفن ساتھ لے کر جا رہا ہے

میرے بھائیو! ایک ایسی روحانی کیفیت ہوگئی، اور روحانی کیفیت کیوں نہ ہوتی کہ حضرت شیخ بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے کراچی سے چلتے ہوئے ایک موقع پر اپنا بریف کیس اُٹھایا اور مفتی ولی حسن ٹونکی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: ”یہ میری دو سفید چادریں دیکھ لیں، مفتی صاحب! میں یہ سوچ کر اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں کہ یا تو مسئلہ حل ہوگا اور فاتح بن کر واپس آئیں گے اور اگر مسئلہ حل نہ ہوا تو میری لاش آئے گی، اب میں جیتے جی کراچی نہیں آؤں گا۔“

میرے بھائیو! جس وقت قیادت کا یہ اِخلاص ہو تو پھر اللہ تعالیٰ ضرور مدد فرماتے ہیں، اب میں آپ دوستوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں، بڑی تفصیلات ہیں، میرے لیے بہت مشکل ہو رہا ہے کہ میں کس بات کا اِنتخاب کروں اور کس بات کو چھوڑوں؟ نتیجہ کی بات عرض کرتا ہوں کہ جناب بھٹو صاحب یہاں خضدار، بلوچستان میں آئے تھے، تب ہمارے حضرت مولانا شمس الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ بھی زندہ تھے، اُس کی تفصیلات ہیں، میں اُس میں نہیں جاتا۔

بھٹو صاحب کا اعلان

بھٹو صاحب نے یہاں پر اعلان کیا کہ یہ قادیانی مسئلہ میں قومی اسمبلی کے سپرد کرتا ہوں۔ قومی اسمبلی جو فیصلہ کرے گی، بحیثیت ایک مسلمان میں بھی اپنا ووٹ اِس کے حق

میں دوں گا۔ پارٹی کے اِعتبار سے اُن کی قومی اسمبلی کے اندر واضح اکثریت تھی۔ اُنہوں نے کہا: ''میں اسمبلی کے اپنے سارے ممبران کو آزاد کرتا ہوں، پارٹی ڈسپلن سے وہ بالکل آزاد ہیں، آزادانہ طور پر وہ قادیانی مسئلہ کے اوپر بحث کریں، بحث سنیں، بحث کے اندر حصہ لیں اور حصہ لینے کے بعد مسلمان ہونے کے ناتے جو چاہیں وہ فیصلہ کریں، پارٹی کی طرف سے اُن کے اُوپر کوئی پابندی نہیں۔''

قادیانیوں نے اسمبلی میں پیش ہونے کے لئے درخواست کی

بھٹو صاحب نے اِس تحریک کے متعلق بڑے کھلے دل کے ساتھ یہ فیصلہ کیا، اب جس وقت جناب بھٹو صاحب نے کہا کہ یہ مسئلہ قومی اسمبلی کے سپرد، تب قادیانی فوراً بلوں سے باہر نکلے، اُنہوں نے ایک درخواست پرائم منسٹر کو لکھی اور ایک قومی اسمبلی کے سیکریٹری کو کہ جناب چوں کہ قادیانیت کا مسئلہ قومی اسمبلی کے اندر زیر بحث آنا ہے، تو قومی اسمبلی میں ہمیں بھی آ کر اسمبلی کے فلور پر اپنا مؤقف پیش کرنے کی اجازت ملنی چاہئے کہ اگر آپ نے ہمارے عقیدے پر بحث کرنی ہے تو ہمارا عقیدہ کیا ہے؟ ہمیں سنے بغیر فیصلہ نہ دیا جائے۔

مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت

جناب ذوالفقار علی بھٹو نے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا اور قادیانیوں کی درخواست اُن کے سامنے رکھی۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے درخواست کو دیکھا۔ میں کہتا ہوں کہ گل گلاب کی طرح اُن کا چہرہ کھل اُٹھا اور اُنہوں نے کہا کہ جناب بھٹو صاحب! ایک منٹ ضائع کیے بغیر اُن قادیانیوں کو کہیں کہ وہ فوراً اسمبلی میں آ جائیں اور آ کر بحث کے اندر حصہ لیں، اِنْ شَآءَ اللہ! محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا حق ادا کرنے کے لیے ہم اسمبلی میں پہلے سے موجود ہیں، کہیں کہ ''چشم ما روشن دل ما شاد'' آ جائیں!

میرے بھائیو! حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھٹو صاحب کو کہا: آپ اُن کو یہ تو کہیں کہ وہ اسمبلی میں آئیں، لیکن مرزا ناصر احمد خود آئے، قادیانی مناظر اور مولوی نہیں، ایک نہیں، دس مناظر مرزا ناصر احمد اپنے ساتھ لے کر آئے، ایک نہیں، دس مولوی اپنے

ساتھ لے کر آئے، وہ اِس کے معاون و مددگار ہوں گے لیکن سوال و جواب اور بحث مرزا ناصر احمد کی طرف سے ہوگی۔ اِس لیے کہ اگر وہ اپنا کوئی نمائندہ بھیج دیتا ہے اور وہ شکست کھا جاتا ہے تو کل کو قادیانیوں کے لیے راستہ مل جائے گا اور وہ کہیں گے کہ جناب وہ تو ہمارے مولوی صاحب تھے، وہ شکست کھا گئے تو کیا ہوا؟ ہمارے حضرت ہوتے تو پتہ نہیں ستارے آسمانوں سے اُتار لاتے! تو ابھی سے اُن کا مکو ٹھپو اور اُن کو کہو کہ مرزا ناصر احمد کو آنا چاہیے تا کہ اُس کی فتح ساری قادیانیت کی فتح اور اُس کی شکست ساری قادیانیت کی شکست ہو اور قادیانی کل یہ نہ کہہ سکیں کہ جناب! معاملہ یوں نہ ہوتا، یوں ہوتا تو پتا نہیں کیا ہو جاتا۔ خیر! اب قادیانیوں کے لیے ''کھسیانی بلی کھمبا نوچے'' ''نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن''، والی پوزیشن ہوگئی کہ قادیانی جان بھی چھڑانا چاہتے ہیں لیکن کمبل اُن کی جان نہیں چھوڑتا۔ مَرتے کیا نہ کرتے؟ اُنہیں اسمبلی کے اندر جانا پڑا۔ اب بھٹو صاحب نے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ کیا کہ حضرت مفتی صاحب! آپ قادیانیوں کے اُوپر اگر جرح کریں گے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ جہاں پر یہ لا جواب ہوں گے، اُنہوں نے فوراً بائیکاٹ کر دینا ہے اور مظلوم بن کر باہر چلے جائیں گے، ساری گیم الٹی ہو جائے گی تو اِس کے بجائے ہم اٹارنی جنرل کو لاتے ہیں، وہ پاکستان گورنمنٹ کا نمائندہ ہے۔ تیاری آپ کرائیں سوال وہ کرے تا کہ کل کو کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ مولوی صاحبان نے ایسا کیا ہے اِس لیے مرزا ناصر احمد دوڑ گیا۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ٹھیک ہے! چشم ما روشن دل ماشاد، بھجوائیے! ہمیں کیا ہے، اٹارنی جنرل آ جائے، کوئی حرج نہیں۔

اب ایک خالصتاً قانونی نکتہ کھڑا ہوگیا، وہ نکتہ یہ کہ قادیانی گروپ ہو یا لاہوری گروپ جنہوں نے اسمبلی میں پیش ہونا ہے، اُن میں کوئی قومی اسمبلی کا ممبر نہیں، اٹارنی جنرل جس نے اسمبلی میں پیش ہونا ہے، وہ خود قومی اسمبلی کا ممبر نہیں۔ فلور ہو قومی اسمبلی کا، اسمبلی کا غیر ممبر اسمبلی کے فلور پر کیسے گفتگو کرے؟ تو اِس کا حل یہ نکالا گیا کہ پوری اسمبلی کو ایک خصوصی کمیٹی میں منتقل کر دیں، بجائے اسمبلی کے ''قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی برائے بحث قادیانی

ایشو' اِس عنوان پر اِس کو کمیٹی بنادیں اور جو اِس کے اسپیکر ہیں اُن کو اُس کمیٹی کا سربراہ بنادیں، اب جب یہ خصوصی کمیٹی ہوگئی تو مرزا ناصر احمد اور لاہوری گروپ اور اٹارنی جنرل کے لیے قومی اسمبلی کا فلور اِستعمال کرنے کی ایک صورت پیدا ہوگئی، اب قادیانیوں کے اُوپر بحث شروع ہوئی۔ (اُس اسمبلی کی کارروائی پر حکومت کی طرف سے پابندی لگادی گئی تھی)۔

اسمبلی کی کارروائی چھاپنے میں مجلس کی خدمات

اب آپ توجہ کریں کہ آج سے چند مہینے یا غالباً ایک سال پہلے اِس زمانہ میں جو قومی اسمبلی کی کارروائی تھی، جس کے اُوپر گورنمنٹ نے پابندی عائد کررکھی تھی، اب ہائی کورٹ کے اندر ایک آدمی نے رٹ کی کہ تیس سال سے زیادہ کسی بھی ریکارڈ کو خفیہ نہیں رکھا جاسکتا، اُس اسمبلی کی کارروائی کو عام ہونا چاہیے۔ اسمبلی کا سیکریٹری پیش ہوا، اُس نے کہا کہ جی اِس کے اوپر بڑا خرچہ آئے گا اور بل بنا کر دیا، چالیس لاکھ روپیہ خرچ آئے گا۔ ہائی کورٹ نے کہا کہ ایک قانون کی عمل داری کی بات ہے کہ ایک چیز ہے وہ چھپنی چاہیے، یہ اُصولی سوال اُنہوں نے کھڑا کیا ہے، چالیس لاکھ نہیں چالیس کروڑ بھی خرچ ہوں، آپ اِس کو چھاپیں۔ گورنمنٹ نے اِس کو چھاپا۔ ہماری اِطلاع کے مطابق فہمیدہ مرزا نے اِس کے اوپر دل کھول کر کئی لاکھ روپے خرچ کیے۔

میرے بھائیو! خیر سے وہ اسمبلی کی کارروائی اُنہوں نے چھاپ تو دی، اب قادیانیوں کے لیے موت واقع ہوگئی کہ اگر اسمبلی کی کارروائی سامنے آتی ہے تو ہمارا کچا چٹھا پبلک کے سامنے آجائے گا۔ قادیانیوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، باہر کی گورنمنٹ سے زور لگایا کہ کسی طرح یہ کارروائی عام نہیں ہونی چاہیے، حتیٰ کہ اسمبلی کے ممبران جن کا حق بنتا ہے کہ اُنہیں اسمبلی کی کارروائی کی کاپی دی جائے، گورنمنٹ نے اُن کو بھی نہیں دی۔ قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی زرداری صاحب کے ساتھ اچھی علیک سلیک ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور مولانا عبدالغفور حیدری صاحب، فہمیدہ مرزا کے پاس گئے، میرے خیال میں اِتنے چکر لگائے، اِتنی منت سماجت کی اِتنی آنکھیں دکھائیں لیکن

گورنمنٹ نہیں مانی۔

ادھر ہائی کورٹ نے حکم دیا کہ فلاں تاریخ تک ایک کاپی اِس درخواست دینے والے کو آپ مہیا کریں، اُنہوں نے ایک کاپی دی، اُس نے انٹرنیٹ پر چڑھادی۔ اب انٹرنیٹ پر کیا چڑھی ساری دُنیا کے اندر عام ہوگئی، لوگوں نے اِس کو ڈاؤن لوڈ کرنا شروع کیا۔ اِس پوزیشن میں قادیانی بے چاروں کے لیے کوئی چارہ کار نہ رہا، سوائے اِس کے کہ اپنی پوزیشن کو واضح کریں۔ چنانچہ چار پانچ مہینے پہلے اُنہوں نے کتاب چھاپی، اُس کا نام رکھا ہے: ''قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں کیا گزری؟'' مرزا سلطان احمد اِس کا لکھنے والا ہے۔ اُس نے اپنی گفتگو، اُس کتاب کا اسٹارٹ یہاں سے لیا مرزا ناصر احمد کا ایک خطبہ پیش کیا، جس میں مرزا ناصر احمد کہتا ہے: ''ستر کے انتخابات میں، ہم نے جماعت کا اجلاس کیا اور بڑا وسیع اجلاس کیا اور کئی دن رات ہم اِس کے اُوپر بحث کرتے رہے کہ ہمیں کس پارٹی کا ساتھ دینا چاہیے۔ ایک تو جماعت کی طرف سے یہ فیصلہ ہوا، دوسرا یہ کہ قدرت کی طرف سے مجھے اشارہ ہوا کہ پاکستان پیپلز پارٹی کا تمہیں ساتھ دینا چاہیے۔'' یہاں سے اپنی کتاب کا اسٹارٹ لیا۔ میں نے قادیانی جماعت سے کہا کہ یا تو قدرت نے اُن کے ساتھ ہاتھ کیا یا یہ کہ مرزا ناصر احمد اتنا ڈفر ہے کہ یہ احمق سمجھ نہ سکا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آدھی بات مرزا ناصر کو بتائی تھی کہ تم پاکستان پیپلز پارٹی کا ساتھ دو؟ تم اُن کو ووٹ دو، اُنہیں کے ہاتھوں میں تمہیں کافر قرار دلواؤں گا۔

میرے بھائیو! اب قادیانی بے چارے اِس پوزیشن کے اندر ہیں، جس طرح کسی کے پاؤں کے نیچے آگ دہکا دی جائے اور اُسے کہا جائے کہ اِس دہکتی آگ کے اُوپر چلو! اُس وقت اُس کے دل و دماغ کی کیا کیفیت ہوتی ہے کہ پاؤں کے تلوے سے لے کر کھوپڑی تک پورا جسم اُس کا تپش سے جل رہا ہوتا ہے، اب قادیانی اِس اضطراب کی کیفیت کے اندر مبتلا ہیں۔

ہم نے سمجھ لیا کہ قومی اسمبلی کی کارروائی قادیانی کسی قیمت پر نہیں چھاپیں گے، ہم نے اُس کو سمجھ لیا کہ گورنمنٹ اِس کو تقسیم نہیں کررہی، اب ایک مرحلہ باقی رہ جاتا ہے اور وہ

یہ کہ عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت اِس کو شائع کرے۔

برادرانِ عزیز! ہمارے قاضی صاحب موجود ہیں، بھائی انور صاحب موجود ہیں، اللہ اُن کو جزائے خیر دے! اُنہوں نے انٹرنیٹ سے اِس کا ایک ایک ورق نکالا، ہمارے سپرد کیا، ہم نے اُس کو پڑھنا شروع کیا، حق تعالیٰ نے کرم کیا، سال بھر ہمارا دن رات تو اچاٹ ہوا لیکن اللہ تعالیٰ کی عنایت کردہ توفیق کے ساتھ، حق تعالیٰ نے اپنے کرم کا معاملہ کیا۔

میرے بھائیو! اِس کارروائی کو دیکھیں، میں دیانت داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ جگہ جگہ پر مرزا ناصر احمد معافی مانگتا، ہاتھ جوڑتا ہوا نظر آتا ہے، اِس کارروائی میں مرزا ناصر احمد کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی نظر آتی ہیں، ششدر، مخبوط الحواس، فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ ۔۔۔ الآیۃ (سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ،۲۵۸) کا مصداق بنتا نظر آتا ہے، کہیں اِس کی بولتی بند ہورہی ہے، ایسی کیفیت کہ مرزا ناصر احمد بے چارہ چلنا چاہتا ہے چل نہیں سکتا، بار بار معذرتیں کرتا ہے کہ مجھ سے غلطی ہوگئی، ایک ایک سیشن میں بائیس بائیس گلاس پانی کے پیتا ہے، اِس طرح اُس کی یہ کیفیت ہے۔

۶ اور ۷ ستمبر کی درمیانی رات

۶ اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کی درمیانی رات جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پیغام بھیجا کہ: حضرت مفتی صاحب! آپ مہربانی فرمائیں، تین چار ساتھی لے کر آپ آجائیں، تین چار ہم گورنمنٹ کے، پرائم منسٹر ہاؤس کے اندر بیٹھ جاتے ہیں، باہمی میٹنگ کرلیتے ہیں، ہم نے قوم کے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے۔ ۷ ستمبر کو ہم فیصلہ کا اعلان کریں گے، کل سات ستمبر ہے، آج آپ آجائیں۔ ایسا نہ ہو کہ کل ہم وہاں کوئی قرارداد پیش کریں اور آپ کہیں کہ یہ یوں نہیں یوں ہونا چاہئے، یہ عبارت یوں نہیں ہونی چاہئے، ہم کہیں کہ یوں نہیں۔ یوں اِختلاف کا شکار ہوجائیں تو اِس کے بجائے بہتر ہے کہ بیٹھ کر آپس میں ایک متفقہ مسودہ کے اُوپر جمع ہوجائیں تاکہ اُدھر کل اسمبلی میں قرارداد پیش ہو اِدھر ممبران ہاتھ کھڑا کریں، اِدھر نعرہ لگے ختم نبوت کا، ہر کوئی اپنے اپنے گھروں کو۔

آپ بھی گھروں کو جانا چاہتے ہیں تو پھر نعرہ لگادیں: تاج وتخت ختم نبوت زندہ باد، تاج وتخت ختم نبوت زندہ باد، یہ درودیوار بھی آپ کے اور میرے ایمان کی گواہی دیں گے۔

میرے بھائیو! حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ، آپ کے ساتھ مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ، اُن کے ساتھ پروفیسر غفور، اُن کے ساتھ چوہدری ظہور الٰہی، اِدھر جناب بھٹو، ان کے ساتھ عبدالحفیظ پیرزادہ، اُن کے ساتھ مولانا کوثر نیازی، اُن کے ساتھ افضل چیمہ، چار آدمی اُن کے، چار ہمارے۔ میں نے پہلے کہا: ''حسن وہ جس کا سوکن کو بھی اعتراف ہو'' جناب بھٹو بلا کا ذہین آدمی، ٹیبل ٹاک کا بادشاہ، اُسے معلوم تھا کہ گفتگو کے دَوران جو فریق بھاری ہوگیا آخر تک اِس کا پلہ بھاری رہے گا، جو دب گیا وہ آخر تک دبا رہے گا۔ اِس فارمولے کو سامنے رکھ کر بیٹھتے ہی بھٹو صاحب نے حضرت مفتی صاحب پر چڑھائی شروع کی۔

۲۹ رمئی کا واقعہ تھا، جو گزرا، جولائی گزرا، اگست گزرا، اب ستمبر کی چھ تاریخ، تین مہینہ سے بھی زیادہ وقت، تین مہینہ سات دن ہوگئے تھے تو بھٹو صاحب نے کہا: مفتی صاحب! تین مہینے ہوگئے، جلوس نکل رہے ہیں، کارخانے بند، فیکٹریاں بند، طلبا جلوس نکال رہے ہیں، اسکول، کالجز، یونیورسٹیوں کی چھٹی ہوگئی، تین مہینے ہوگئے قومی اسمبلی کوئی قانون سازی نہیں کرسکی، مساجد و مدارس دن رات جلسوں کے ہنگاموں کی نذر ہوگئے ہیں تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا آپ مولوی صاحبان نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ پاکستان کی ترقی نہیں ہونے دینی؟

مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی نصرت بھٹو صاحبہ سے ملاقات

اب بھٹو صاحب وہ شعلہ جوالہ کیا جناب! آگ کے انگارے برسا رہے ہیں، لگے ہوئے ہیں۔ اِدھر حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ زیرلب مسکرا بھی رہے ہیں اور بیٹھے ہیں، برف پگھلنے میں نہیں آرہی، مجال ہے کہ کوئی غصہ آئے۔ اب اُن کی بات ختم ہوئی تو مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مسکرا کر کہا: بھٹو صاحب! اب گفتگو تو بعد میں آگے چلائیں گے، میں آپ سے ایک وضاحت چاہوں گا، اگر آپ پسند فرمائیں، مجھے اجازت ہو؟ بھٹو صاحب نے کہا: جی حضرت! فرمایئے! اِس میں کیا بات ہے؟

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میری اطلاع یہ ہے کہ کل آپ کے گھر حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی آئے تھے، کیا میری اِطلاع صحیح ہے؟ بھٹو صاحب نے کہا: بالکل صحیح ہے۔ مفتی صاحب نے فرمایا: میری اِطلاع یہ ہے کہ مولانا غوث ہزاروی کی آپ کی اہلیہ پاکستان کی خاتون اول محترمہ نصرت بھٹو کے ساتھ علیحدگی میں ملاقات ہوئی تھی، کیا میری یہ اِطلاع صحیح ہے؟ بھٹو صاحب نے کہا: بالکل صحیح ہے۔ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: بہت اچھا! میری اِطلاع ہے کہ مولانا غلام غوث ہزاروی کے پاس مرزا قادیانی کی اصل کتابیں تھیں۔

آپ سب حضرات جانتے ہیں کہ نصرت بھٹو ایرانی نژاد تھیں اور وہ شیعہ فیملی سے تعلق رکھتی تھیں تو مولانا غلام غوث ہزاروی، مرزا قادیانی کی کتابیں لے کر گئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ملعون نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق یہ اہانت کی، سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ کہا، سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ بک بکارا کیا، سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی یہ اہانت کی، سیّدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو تبرے بولے۔ وہ کتابیں دکھائیں؟ بھٹو صاحب نے کہا: آپ کی اِطلاع صحیح ہے۔ مفتی صاحب نے فرمایا: بہت اچھا! اب میں وضاحت یہ چاہوں گا کہ آپ مہربانی کر کے ہمیں بتانا پسند کریں گے کہ مولانا غلام غوث ہزاروی کے جانے کے بعد نصرت بھٹو نے آپ کو آ کر کیا کہا تھا؟

اب بھٹو صاحب ایک دفعہ تو ششدر ہوئے اور اُنہوں نے اِس وارفتگی کی کیفیت میں ایک ایسی عجیب وغریب بات کہہ دی۔ کہنے لگے: مفتی صاحب! بیوی میری، خبریں آپ کے پاس؟ گھر سے میں آیا ہوں، پیغام آپ لائے؟ مفتی صاحب مسکرائے اور فرمایا: بھٹو صاحب! اِس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ آپ ہمارے بھائی، نصرت ہماری بہن۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں یہ بتائیں کہ کہا کیا؟ اُس نے کہا: کہنا کیا تھا، اِدھر مولانا غلام غوث ہزاروی سے ملاقات ہوئی، واپس آئی، وہ تو آدھی مولویانی بن گئی تھی، مفتی صاحب! بس، اُس نے مولانا غلام غوث ہزاروی کو الوداع کہا، پورچ تک گئی، وہاں گاڑی میں بٹھایا، واپس آئی دوڑتی ہوئی، زور سے آ کر میری میز پر مکا مارا اور مکا مار کر مجھے کہا: ''زلفی!''

اللہ آپ کو مسکراتا رکھے

اِس میں بھی کوئی تعجب کی بات نہیں، میاں بیوی ایک دوسرے کو ایسے کہہ دیتے ہیں، آپ کے ساتھ ایسے نہیں ہوتی؟ روز ہوتی ہے، سب کے ساتھ ہوتی ہے، میرے ساتھ بھی ہوتی ہے، اِس میں کیا تعجب کی بات ہے میاں؟ بس اتنی بات ہے کہ میں نے اپنی بتادی، آپ اپنی بتاتے نہیں، ورنہ ہوتی سب کے ساتھ ہے۔ اللہ آپ کو مسکراتا رکھے۔ کہو میرے ساتھ: تاج وتخت ختمِ نبوت، زندہ باد۔

میرے بھائیو! بھٹو صاحب نے کہا: مفتی صاحب! وہ میرے پاس آئی اور آکر بڑے زور کے ساتھ میز کے اُوپر مکا مار کر مجھے کہا: ''زلفی! میں مرزا قادیانی کی کتابوں کو دیکھ کر آئی ہوں، یہ مرزا اور اُس کے ماننے والے کافر ہیں، یہ تو سادات کی، اہلِ بیت کی اہانت کرتے ہیں، وقت ضائع نہ کرو، قادیانیوں کو کافر قرار دو۔''

میرے بھائیو! میں آپ سے بھی پوچھتا ہوں کہ ہمارے ملک کی خاتون اوّل نے کیا کہا؟ مرزا قادیانی اور اُس کے ماننے والے کون؟ کافر! بولتے نہیں ہو؟ زور سے جواب دو، آپ کو مسئلہ یاد ہوجائے گا۔

آپ نے پاکستان کی ترقی نہیں ہونے دینی؟

توحضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ: اَچھا! میرے ملک کی خاتون اوّل کہتی ہیں کہ قادیانی کافر ہیں، اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ: میرے ملک کا پرائم منسٹر کیا کہتا ہے کہ: قادیانی کون ہیں؟ ساتھ ہی مفتی صاحب نے کہہ دیا: جواب دینے سے پہلے سوچ لینا کہ میں نے باہر نکلتے ہی پریس کو اپنا سوال بھی بتادینا ہے، تمہارا جواب بھی بتادینا ہے۔ اب بھٹو صاحب کو ذرا جوش آیا کہتے ہیں کہ مفتی صاحب! میں بزدل ہوں؟ میں اُمت کے ساتھ نہیں ہوں؟ میں بھی قادیانیوں کو کافر کہتا ہوں۔ مفتی صاحب مسکرائے، فرمایا: اچھا! میرے ملک کی خاتون اوّل بھی کہتی ہے کہ: قادیانی کافر ہیں! میرے ملک کا پرائم منسٹر بھی کہتا ہے کہ قادیانی کافر ہیں! کراچی سے خیبر تک عوام بھی کہتے ہیں: قادیانی کافر ہیں۔

ایک جناب بھٹو صاحب کو فکر ہے کہ تین مہینے ہو گئے کہ فیکٹریاں بند، کارخانے بند، تین مہینے ہو گئے طلباء جلوس نکال رہے ہیں، کالجز یونیورسٹیاں بند، تین مہینے ہو گئے قانون سازی نہیں ہو رہی۔ جناب بھٹو صاحب! اتنی ضد پر ہیں کہ نہ وہ عوام کی مانتے ہیں، نہ خاتون اوّل کی مانتے ہیں، نہ پرائم منسٹر کی مانتے ہیں، جناب بھٹو صاحب میں پوچھ سکتا ہوں آپ سے کہ کیا آپ نے قسم اُٹھا رکھی ہے کہ پاکستان کی ترقی نہیں ہونے دینی؟

مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کی بیدار مغزی

میرے بھائیو! اب بھٹو صاحب سمجھے کہ مفتی صاحب نے تو میری بات پلٹ دی، میری گفتگو کا اُنہوں نے خاک اُڑ لیا۔ اب بھٹو صاحب نے کہا: اچھا مفتی صاحب! اس بحث کو چھوڑتے ہیں، اصل بات کی طرف آئیں، فرمائیں جی! آپ کے مطالبے کیا ہیں؟ عینک لگائی، کاغذ سامنے رکھا، فرمایئے! آپ کے مطالبے کیا ہیں؟ یہ نوٹ کرو پیرزادہ! حضرت مفتی صاحب سمجھ گئے کہ بھٹو صاحب کا خیال یہ ہوگا کہ مفتی صاحب دس مطالبے پیش کریں گے، مطالبات میں تو یہ ہوتا ہے کہ کچھ لو کچھ دو، چار باتیں مانوں گا، چھ منوالوں گا، چھ مانوں گا، چار منوالوں گا وہ اِس چکر میں، ویسے ٹیبل ٹاک کا بادشاہ، اُسے خیال تھا کہ لفظی ہیرا پھیری میں اِن مولوی صاحبان کو ایسا نچادوں گا کہ یہ خیر سے چوکڑی بھول جائیں گے۔

مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ سمجھتے تھے، وہ مسکرائے۔ بھٹو صاحب نے کہا: مفتی صاحب! مطالبے؟ مفتی صاحب نے جواب میں کہا: کچھ بھی نہیں! کچھ بھی نہیں کا معنی یہ کہ اس کی جتنی پلاننگ تھی اِس ایک جملے میں خیر سے دور کر دی۔ اُس نے نورانی میاں کی طرف دیکھ کر کہا کہ نورانی صاحب! مفتی صاحب کو سمجھائیں، کیا کہہ رہے ہیں؟ مفتی صاحب نے فرمایا: بھٹو صاحب! واقعہ یہ ہے کہ ہمارے کوئی مطالبے نہیں ہیں، ہماری تو ایک درخواست ہے کہ دوسطری آئین میں لکھ دیں کہ مرزا اور اُس کے ماننے والے کافر ہیں۔

اگر اِتنی بات لکھ دی جائے کہ مرزا اور اُس کے ماننے والے کافر تو باقی رہا کیا؟ مفتی صاحب کی خواہش یہ تھی کہ چوہڑے چمار، پارسی، ہندو، جہاں اور اقلیتیں ہیں وہاں

قادیانیوں کا نام بھی آنا چاہیے، جب کہ ذوالفقار علی بھٹو چاہتے تھے کہ مسئلہ کا بیان ہو قادیانیوں کا نام نہ آئے۔ اُن کی اپنی مصلحت، ''تیری پسند جدا، میری پسند جدا'' وہ اپنے داؤ پر اُن کی اپنی سوچ، اب بھٹو صاحب نے کہا: مفتی صاحب! آج مرزا نے نبوّت کا دعویٰ کیا، آپ کہتے ہیں: یہ کافر، کافروں میں اُن کا نام لکھو، کل کوئی اور نبوت کا دعویٰ کرے گا آپ تو کہیں گے کہ اُن کا نام لکھو، مہربانی کریں کسی کا نام لکھنے کے بجائے مطلق لکھتے ہیں کہ جو ختم نبوت کا منکر ہے وہ کافر، مفتی صاحب سمجھ گئے کہ بھٹو صاحب کہاں سے بول رہے ہیں؟ مفتی صاحب نے جواب میں کہا: بھٹو صاحب! میرے پاؤں میں کانٹا لگا ہے، میں کہتا ہوں کہ میرا کانٹا نکالو، آپ کہتے ہیں کہ لوہے کی جوتی تیار کرا دیتے ہیں کہ آئندہ کانٹا نہیں لگے گا، مجھے لوہے کی جوتی نہیں چاہیے، میرا کانٹا نکالو۔

مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے سب کو ڈھیر کر دیا

میرے بھائیو! جس وقت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہا تو بھٹو صاحب تو خیر سے ڈھیر ہو گئے، اب بولے وہ جو ساتھ بیٹھے تھے، عبدالحفیظ پیرزادہ۔ اُنہوں نے کہا: مفتی صاحب! آئین میں کسی کا نام نہیں ہوا کرتا۔ مفتی صاحب نے کہا: آپ ہمارے وفاقی لاء منسٹر ہیں، آپ کو معلوم نہیں کہ پاکستان کے آئین میں قائداعظم کا نام موجود ہے، آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آئین میں کسی کا نام نہیں ہوتا؟ اب خیر سے وہ بھی ڈھیر ہوئے۔ مولانا کوثر نیازی کو موقع ملا، توبہ! ہماری برادری کا مولوی تھا، اس نے اتنا خطرناک وار کیا: زبان مفتی صاحب کی بولی، تائید بھٹو صاحب کی کی، وہ کہتا ہے: مفتی صاحب! پاکستان کے آئین میں مرزا قادیانی کا نام لکھ کر آپ پاکستان کے آئین کو کیوں پلید کرنا چاہتے ہیں؟ سمجھے بھی ہو کہ قادیانیوں کا نام نہیں آنا چاہیے۔ الفاظ یہ بولے کہ مفتی صاحب کو ٹھنڈ پڑ جائے اور فائدہ یہ اٹھایا کہ بھٹو صاحب کی تائید کی۔ مفتی صاحب! آپ پاکستان کے آئین میں مرزا کا نام لکھ کر پاکستان کے آئین کو کیوں پلید کرنا چاہتے ہیں؟ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے کہ یہ کہاں سے بول رہا ہے؟ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے اور فرمایا: جناب کوثر نیازی! قرآن

مجید میں شیطان کا نام بھی ہے، قرآن مجید میں فرعون کا نام بھی ہے، قرآن مجید میں خنزیر کا نام بھی ہے۔ اگر خنزیر کا نام آنے سے قرآن مجید پلید نہیں ہوا تو مرزا کا نام آنے سے پاکستان کا آئین بھی پلید نہیں ہوگا۔ اب جناب کوثر نیازی بھی خیر سے ڈھیر ہوئے۔ اُس کی گردن کا جو سریا تھا وہ بھی مڑا، اُس کی گردن نیچے کو ڈھلکی تو بھٹو صاحب نے کوثر نیازی کی خفت مٹانے کے لیے کہا: کوثر نیازی! سوچ سمجھ کر گفتگو کر، تجھے معلوم ہے تیرے سامنے کون بیٹھا ہے؟

میرے بھائیو! مجھے اجازت دو کہ میں اِس کی تعبیر یہ کروں کہ گورنمنٹ کے پہلوان بدل رہے ہیں، ہمارا شیر اکیلا میدان میں کھڑا ہے۔

بھٹو صاحب ڈھیر ہوئے، کوثر نیازی ڈھیر ہوئے، عبدالحفیظ پیرزادہ ڈھیر ہوئے، افضل چیمہ کو تو خیر سے موقع ہی نہیں ملا، یہ مفتی صاحب نے بالکل پہلے ہی میدان مار لیا۔

نہ آپ ہارے نہ میں جیتا

اب بھٹو صاحب خوب ڈرامائی انداز میں اچانک اٹھے، اُن کے ہاتھ کے اندر تین چار کاغذوں پر مشتمل ایک فائل تھی، بڑے زور کے ساتھ میز کے اوپر پٹخی اور مفتی صاحب کو کہا: ''مفتی صاحب! آپ جیتے، میں ہارا۔'' کوئی اور مولوی صاحب ہوتے پتا نہیں وہ بے چارے پھولے نہ سماتے، میرے جیسا کوئی مسکین ہوتا تو پھولے نہ سماتا کہ وزیر اعظم میرے سامنے شکست مان رہا ہے۔ سامنے تھے حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ، سراپا اِخلاص، مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ، سراپا للّٰہیت۔ اب بھٹو صاحب کھڑے ہیں، مفتی صاحب بھی سامنے جبل اِستقامت بن کر کھڑے ہوئے اور اُنہوں نے بھٹو صاحب کو دیکھا اور فرمایا: ''بھٹو صاحب! یوں نہ کہیں کہ میں جیتا آپ ہارے بلکہ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ نہ میں جیتا، نہ آپ ہارے، کفر ہارا اور اِسلام جیتا۔''

یہ قرض بھی اتار دیا

میرے بھائیو! میری معروضات ختم ہوئیں، میں آپ دوستوں کی خدمت میں

عرض کرتا ہوں کہ اسمبلی کی کارروائی سے متعلق چالیس سال سے متواتر قادیانیوں نے پروپیگنڈا کر کے ہماری کھوپڑی کھالی، انہوں نے ہمارے دماغ کا پانی چاٹ لیا، برابر شور کرتے: ''وہ قومی اسمبلی کی کارروائی کہاں ہے؟'' لو اب شائع ہوگئی ہے۔ میرے بھائیو! اِس کارروائی کا ایک ایک حرف قومی اسمبلی کی پراپرٹی ہے، اُس کا ایک ایک لفظ قومی دستاویز ہے، اُس کا ایک ایک لفظ سرکاری طور پر اتھینٹک (مستند و معتبر) ہے۔

میں کہتا ہوں کہ سیّد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر سیّد محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ تک، حضرت شیخ بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تک پوری اُمت کی ڈیڑھ سو سالہ جدوجہد کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں کامیابی سے نوازا ہے اور چالیس سال سے جو قادیانی کہہ رہے تھے کہاں ہے کارروائی؟ آج اللہ نے ہمیں موقع دیا کہ ہم ڈنکے کی چوٹ پر اُنہیں کہہ سکیں کہ: لو! ہم نے تمہارا قرض اُتار دیا۔ اب یہ کارروائی کیا آئی ہے، ایک ایک لفظ اللہ کی طرف سے قادیانیت کے لیے اتمام حجت ہے۔ اِنْ شَآءَ اللہ! یہ جتنی آگے پھیلے گی، آگے چلے گی، قادیانیت اِنْ شَآءَ اللہ! اُتنی سمٹے گی اور میں کہتا ہوں کہ جتنی قادیانی سعید روحیں اِس کتاب کو پڑھ لیں گی وہ کبھی قادیانی نہیں رہ سکتیں۔ اِس لیے کہ میں دیکھتا ہوں کہ کوئی صفحہ ایسا نہیں جاتا جہاں پر مرزا ناصر احمد کو گرگٹ کی طرح اپنے رنگ نہ بدلنے پڑیں۔ کل بھی حق جیتا تھا، آج بھی حق جیتا ہے، کل بھی کفر ہارا تھا، آج بھی کفر ہارا ہے۔ بس اِسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

مکتوب گرامی

جناب واجب الاحترام علمائے کرام زید مجدکم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کو معلوم ہے کہ قادیانی رمرزائی اندر اندر مسلمانوں کو مرتد بنانے میں مصروف ہیں۔ میں آپ حضرات سے اللہ کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ مہینہ میں صرف ایک ہی دفعہ سہی اپنے خطبہ میں صرف دس پندرہ منٹ تحفظ عقیدۂ ختم نبوت اور قادیانی رمرزائی کا مکروہ چہرہ کے متعلق نوجوانوں کو آگاہ فرمادیا کریں تاکہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حق کو ادا کرنے میں خدا کے ہاں اجر کے مستحق بن سکیں۔ امید ہے کہ آپ توجہ فرمائیں گے۔

والسلام

فقیر خان محمد عفی عنہ

خانقاہ سراجیہ

۲۷ر جمادی الاول ۱۴۲۸ھ

”قانون ناموس رسالت اور آسیہ مسیح“

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا دامت برکاتہم

(مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

دہلی سوداگران لان، دہلی کالونی، کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ الَّذِیْنَ ھُمْ خُلَاصَۃُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَخَیْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: وَ اتَّقُوْا فِتْنَۃً لَّا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْکُمْ خَآصَّۃً وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ o (سورۃ الانفال ۲۵)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ کَانَتْ بَنُوْ اِسْرَآئِیْلَ تَسُوْسُھُمُ الْاَنْبِیَآءُ کُلَّمَا ھَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفَہٗ نَبِیٌّ وَاَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَسَیَکُوْنُ خُلَفَآءُ فَیَکْثُرُوْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ وَصَلِّ کَذَالِکَ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلَی الْمَلَآئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنَ۔

تعزیرات پاکستان

آج کل ملک میں ایک اہم ایشو کے طور پر مسئلہ زیرِ بحث ہے اور وہ ہے جناب ممتاز قادری کی شہادت کا، آج کی مجلس میں میری اِختصار کے ساتھ تمام تر گفتگو صرف اِسی مسئلہ کے اِرد گرد رہے گی۔

آپ حضرات جانتے ہیں کہ ملک کے اندر اِس وقت تعزیرات کا جو قانون نافذ ہے جسے ''تعزیراتِ پاکستان'' کہتے ہیں، پہلے اِس کا نام ''تعزیراتِ ہند'' تھا اور اِس سے پہلے اِس کا نام ''تعزیرات برٹش'' تھا۔ برٹش گورنمنٹ نے جس وقت اِس خطہ پر قبضہ کیا تو وہی برٹشیہ تعزیرات لاکر ''تعزیراتِ ہند'' کے نام سے نافذ کیں، پاکستان بنا تو اُنہی ''

تعزیراتِ ہند'' کی ایک کاپی یہاں لاکر اُسے ''تعزیراتِ پاکستان'' کا نام دیا گیا۔ خدا نہ کرے کہ آپ دوستوں میں سے کوئی شخص میری اہانت کرے، اللہ نہ کرے کہ میں آپ میں سے کسی دوست کے ساتھ بدتمیزی کروں، تو ''تعزیراتِ ہند'' کی ایک دفعہ ہے جس کے تحت آپ میں ایک دوسرے کے خلاف ہتک عزت کا کیس کر سکتے ہیں۔ اِس کیس کے ذریعہ قانون کراچی سے لے کر خیبر تک بسنے والے تمام پاکستانیوں کو یہ تحفظ فراہم کرتا ہے کہ آئینی طور پر اُن کی عزت اور ناموس محفوظ رہے۔ آپ حضرات کے ملک میں کوئی شخص اگر عدلیہ کی اہانت کا اِرتکاب کرے تو قانون گرفت کرتا ہے، اِس پر توہین عدالت کا کیس دائر ہوسکتا ہے، کوئی شخص اگر حساس ادارے یعنی فوج سے متعلق اہانت کا ارتکاب کرے تو اُس کے اُوپر کیس بن سکتا ہے، کوئی آدمی اگر پاکستان میں جناب قائد اعظم کے خلاف بدزبانی کرے تو اُس کے خلاف کیس بن سکتا ہے، جو ملک خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام پر لیا گیا' اُس ملک میں آپ کی' میری عزت کے تحفظ کا قانون موجود ہے، قائد اعظم کی عزت کے تحفظ کا قانون موجود ہے، فوج اور عدلیہ کی عزت کے تحفظ کا قانون موجود ہے تو اگر اس ملک میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ کا قانون منظور ہو جائے تو یہ کوئی اَنہونی اور اَنوکھی بات نہیں۔

توہین رسالت کا لائسنس

اِنہی تعزیرات میں پہلے سے ایک دفعہ موجود تھی: ''مقدس مقامات اور مقدس شخصیات کا تحفظ''۔ مقدس مقامات سے مُراد مسجد ہے، قبرستان ہے، مندر ہے، گرجا ہے۔ مقدس شخصیات سے مُراد: ''اِن تمام مذاہب مسلمان، عیسائی، سکھ، ہندو کی جو مقدس شخصیات ہیں، اُن کے تحفظ کا قانون'' ہوا یہ کہ جناب جنرل ضیاء الحق مرحوم کے زمانہ میں آپ حضرات کے ''تعزیراتِ پاکستان'' کی کوئی نئی دفعہ، کوئی نیا قانون نہیں بنا بلکہ پہلے سے موجود ایک دفعہ کی دو تین ذیلی شقوں کا اِضافہ ہوا، جن میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ گرامی، انبیاء کرام علیہم السلام، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، حضرات اِہل بیت رضی اللہ عنہم اور اُمہات

المومنین رضی اللہ عنہن کی عزت اور ناموس کے تحفظ کا قانونی تقاضا پورا کیا گیا۔ آج سویڈن، ناروے، ڈنمارک، گیارہ سے زائد مغربی ممالک میں حضرت سیّدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی عزت وناموس کی مخالفت کرنے والے کے خلاف کیس دائر ہوتا ہے، اگر اُن ممالک میں ایک قانون سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی عزت اور ناموس کے تحفظ کے لیے جائز ہے تو وہی قانون پاکستان میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزت اور ناموس کے تحفظ کے حوالے سے کیوں جائز نہیں؟ لیکن کیا کیا جائے اِس ظلم اور زیادتی کا کہ قرآن مجید کہتا ہے: **وَ قَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا** ۝ (سُوْرَۃُ النِّسَآء ۱۵۶) یہودیوں نے سیّدہ مریم علیہا السلام کی ذاتِ اقدس پر تہمت لگائی، سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نسب پر طعن کیا، برابر پونے چھ سو سال تک وہ پروپیگنڈا کرتے رہے، سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے پونے چھ سو سال بعد پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات پر قرآن مجید نازل ہوا، قرآن مجید نے کہا: **وَ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَ طَهَّرَكِ وَ اصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ** ۝ (سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰن ۴۲) سیّدہ مریم علیہا السلام کی، سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی عزت اور ناموس کے تحفظ کے چار وکیل چاروں جانب کھڑے ہوئے، خود پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، اِسلام، اہلِ اِسلام اور قرآن مجید۔ برابر چودہ سو سال سے ہم سیّدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی عزت اور ناموس کے تحفظ کے لیے صفائی کے وکیل کا کردار ادا کر رہے ہیں، لیکن کیا کیا جائے اِس ظلم اور عدوان اور زیادتی کا کہ مسیحی ہمارا شکریہ ادا کرنے کی بجائے، آج ہم سے اِس بات کا لائسنس لینا چاہتے ہیں کہ کائنات کے کسی حصے میں کوئی مسیحی کھڑا ہو کر حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اہانت کا اِرتکاب کرے تو کسی قانون کی گرفت اُس کے گریبان تک نہ پہنچ سکے۔ ہم اُن کے نبی کی عزت کے تحفظ کے صفائی کے وکیل بنیں اور اُن کی عزت کے ترانے گائیں اور وہ ہم سے پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالی دینے کا لائسنس لینا چاہتے ہیں؟

اِن حالات اور واقعات میں ضیاء الحق مرحوم نے قانون کیا منظور کیا، پوری مغربی این جی اوز، یورپی یونین دیوانے ہو کر میدان میں آئے اور اُنہوں نے پورا زور اِس بات پر صرف کیا کہ یہ تحفظ ناموسِ رسالت کا قانون پاکستان سے ختم ہونا چاہیے۔

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پُشت پناہی

محترمہ بے نظیر بھٹو، جس وقت ملک کی وزیرِ اعظم تھیں، گوجرانوالہ، حافظ آباد روڈ پر ایک گاؤں ''لدھے والا وڑائچ'' ہے، وہاں ایک مسیحی نے رات کے وقت اپنے گاؤں کی دیواروں پر پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو گالیوں پر مشتمل نعرے اور تحریر لکھی، وہ رنگے ہاتھوں پکڑا گیا، پولیس نے اُس کے خلاف کیس درج کیا، چالان مکمل ہوا، سیشن کورٹ میں کیس کی سماعت ہوئی، کورٹ نے اُسے سزائے موت دی۔ اُس کے بعد آپ دوست جو حالات اور واقعات پر نظر رکھتے ہیں، وہ مجھ مسکین کی اِس بات کی تائید کریں گے کہ محترمہ بے نظیر بھٹو نے اُن دنوں اپنی پارٹی کے گیارہ، بارہ سے زائد وکلا کو ہائی کورٹ کا ایڈہاک جج مقرر کیا تھا، اُن میں ایک تھے رمضان صاحب، ایک تھے احمد سعید اعوان، ایک تھے خورشید، ایک تھے عارف اقبال بھٹی اور بھی بہت سارے ہوں گے، آگے چل کر اُن کو پھر عدالتی طریقہ کار نے پکا نہ کیا اور وہ سارے فارغ ہوگئے، وہ ایک علیحدہ داستان ہے۔ جب اُن کو ایڈہاک جج مقرر کیا گیا تو دو جج، ایک خورشید صاحب جو اصل ٹوبہ کے رہنے والے تھے، بعد میں فیصل آباد منتقل ہوئے، یہ لاہور کے ایڈہاک جج تھے اور دوسرے عارف اقبال بھٹی، اِن دونوں نے محترمہ بے نظیر کو پیشکش کی کہ یہ مسیحی، جو سیشن کورٹ سے سزا یافتہ ہے، اِس کا کیس ہائی کورٹ کا کوئی جج نہیں سنے گا، یہ آپ ہمارے سپرد کریں، اُنہوں نے اُن کے سپرد کر دیا۔

چنانچہ آج کیس کی سماعت شروع ہوئی، شام کے وقت تمام عدالتوں کی چھٹی ہوگئی، لیکن اِس ڈی پی کا یہ ڈبل بینچ، اُس کی عدالت میں چھٹی نہیں ہوئی، کیس کی سماعت مکمل ہے، فیصلہ کا اعلان نہیں ہوا، عصر ہوگئی، فیصلہ کا اِعلان نہیں ہوا، مغرب ہوگئی، فیصلہ کا اِعلان نہیں ہوا، عشاء ہوگئی، فیصلہ کا اعلان نہیں ہوا، نو بج گئے، فیصلہ کا اعلان نہیں ہوا، رات کے دس بجے کے بعد کہیں جا کر فیصلہ کا اِعلان کیا گیا، فیصلہ یہ ہوا کہ اِس آدمی کو جو پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اہانت پر مشتمل نعرے لکھ رہا تھا، باعزت بری کر دیا گیا۔ جب اُس کی برأت کا اعلان ہوا، عین اُس وقت ایک کمپیوٹرائز پروگرام کی طرح ایک سرکاری گاڑی

عدالت کے اندر آئی، اعلیٰ آفیسر اُس کے اندر موجود تھا، رات کے وقت ہائی کورٹ نے روبکار تیار کر کے دی، یہ گاڑی روبکار لے کر جیل کے اندر گئی، سپرنٹنڈنٹ جیل رات کے گیارہ بجے اِنتظار کر رہا ہے، ادھر روبکار پہنچی، اُدھر اُس نے جیل کا دروازہ کھولا، کارروائی مکمل کی اور ملزم کو رہا کر دیا گیا۔ برادرانِ عزیز! یہی گاڑی اُس ملزم کو لے کر ایئرپورٹ پر گئی، اُسے نہلایا دھلایا گیا، تھری پیس سوٹ پہنایا گیا، اُسے پاسپورٹ دیا گیا، جس پر باہر کا ویزا لگا ہوا تھا، اُس آدمی کو کنفرم اینڈری کنفرم ٹکٹ مہیا کیا گیا، اُسے بتایا گیا کہ رن وے پر جہاز تیار ہے، سیٹ مخصوص ہے، وہ آپ کا اِنتظار کر رہی ہے، یہ آدمی جہاز پر پہنچا، ایک سرکاری آفیسر نے اِس کو ڈالروں سے بھرا ہوا بریف کیس پیش کیا۔

برادران! مجھے سمجھایا جائے کہ ایک آدمی کا کیس عدالت میں ہے، پتہ نہیں ہائی کورٹ کی پیشی کب نکلے گی؟ یہ آدمی جیل میں ہے، اُس کا پاسپورٹ کیسے بنا، اُس کا ویزا کیسے لگا، اُس کی ٹکٹ کیسے کنفرم ہوئی؟ کیسے انہیں پتہ چلا کہ ہائی کورٹ اِتنے بج کر اِتنے منٹ پر اِس کو بری کرے گی اور یہ وہاں سے رات ہی رات رہا ہو کر ایئرپورٹ پر اِس فلائٹ کو پکڑنے کی پوزیشن میں ہوگا؟ حالات اور واقعات یہ بتاتے ہیں کہ جس طرح اِس کی تیاری کرنے کے لیے پاسپورٹ تیار کیا گیا، ویزا لگوایا گیا، ٹکٹ خریدا گیا، اُس کے ٹکٹ کو کنفرم کرایا گیا، اُس کی سیٹ ریزرو کی گئی، جہاز اِنتظار میں ہے، جس طرح یہ سارے تیاری کے مراحل تھے کہ اِدھر فیصلہ ہوا، اُدھر ایک سرکاری گاڑی آ گئی، ایک سرکاری افسر آ گیا، رات کے وقت روبکار تیار ہوئی، رات کے وقت جیل کا سپرنٹنڈنٹ جب پوری دُنیا کی جیلیں بند تھیں، یہ جیل کا دروازہ کھولے اِنتظار کر رہا ہے کہ آج ہم نے اِس مہمان کو رخصت کرنا ہے۔

کوئی بڑے سے بڑا اپنے باپ کو بھی اِس طرح اِہتمام کے ساتھ بری کرا کے باہر نہیں بھیجتا، جس طرح ہماری حکومت نے اہانت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرنے والوں کو باپ سے زیادہ پروٹوکول دے کر رہا کیا۔ اِس ایک ملزم کو رہا نہیں کیا گیا، اہانت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرنے والے کو پروٹوکول نہیں دیا گیا بلکہ اِس کیس کے ذریعہ کراچی سے لے کر خیبر تک پورے

ملک کے بے دین طبقہ کو یہ پیغام دیا گیا کہ اگر تم باہر کا ویزا حاصل کرنا چاہتے ہو تو شارٹ کٹ راستہ یہ ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کو گالیاں دیتے جاؤ اور باہر کے ویزے حاصل کرتے جاؤ اور یہ حقیقت ہے کہ اِس واقعہ کے بعد پورے ملک میں اہانت رسول ﷺ کے واقعات کا سیلاب آ گیا۔ ایک کیس سے فارغ نہیں ہوتے تھے، دوسرا قضیہ کھڑا ہو جاتا، وہ پیشی بھگت کر نہیں آئے، تیسری پیشی تیار ہے۔ اِن حالات اور واقعات نے ملک عزیز کو مَعَاذَ اللہ! پیغمبر اسلام ﷺ کی عزت اور ناموس کے تحفظ کے حوالہ سے تلخ بنا دیا، جہنم کدہ بنا دیا، ہر طرف سے پیغمبر اسلام ﷺ پر گالیوں کی بوچھاڑ ہوئی اور یہ تمام تر اقدام کرنے والے ہمارے حکمراں تھے۔

قدرت کی پکڑ

پھر جن لوگوں نے اُس مسیحی کو رخصت کیا تھا، اُن کا انجام کیا ہوا؟ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ وہ جو عارف اقبال بھٹی تھا جس کو ہائی کورٹ کا جج کہتے ہیں، بھری عدالت میں ایک اندھی گولی آئی، اُس کے سینے کے اندر پیوست ہوئی، ہائی کورٹ کی عدالت میں بیٹھا ہوا، وہ اپنے اَنجام کو پہنچا۔ ہائے میرے اللہ! ایک ملزم کو گرفتار کیا گیا، اُسی ہائی کورٹ نے اُس کو بری کر دیا، آج وہ باہر پھر رہا ہے۔ جن حکمرانوں نے اُس مسیحی کو رہا کیا تھا، ان کا کیا ہوا؟ میں اِس پر بھی کوئی دلائل نہیں دیتا، حقائق آپ کے سامنے ہیں۔ اور وہ جو خورشید بھٹی تھا، عدالت میں ملازمت کے دَوران اُس کے اُوپر کرپشن کا کیس بنا، انکوائری بیٹھی، اُس سے تمام تر عدالتی اِختیارات واپس لے لیے گئے، خارش زدہ جانور کی طرح سارا دن بیٹھا اپنے زخموں کو چاٹتا رہتا تھا۔ برادران عزیز! اُسے ہائی کورٹ کے چیف جسٹس نے کیس دینے سے اِنکار کر دیا، کمیٹی بیٹھی، کمیشن بیٹھا، جرم ثابت ہوا، "یک بینی ودو گوش" اُسے پکڑ کر ملازمت سے دستبردار کیا گیا، باہر نکالا گیا، اپنے گھر میں واپس آیا، باہر گارڈ لگی ہے، جتنا عرصہ زندہ رہا' ایک دن گھر کی چار دیواری سے باہر نکلنے کی جرأت نہیں کر پایا، آخر کار وقت آیا کہ اُسے ہارٹ اٹیک ہوا، جنازہ اُس کا باہر آیا۔ ابھی تو یہ دُنیا کا عذاب ہے۔ وَلَعَذَابُ

الْاٰخِرَةِ اَکْبَرُ ۔۔۔ الآیۃ (سُوْرَۃُ الْقَلَم. ۳۳)

آج تک ایک گستاخ کو بھی سزا نہیں ملی

جس دن سے یہ قانون تحفظ ناموس رسالت بنا ہے، آج تک ایک ملزم کو سزا نہیں دی گئی۔ کیوں؟ پاکستان کے چالیس سیشن جج حضرات نے اُن ملزمان کو سزا سنائی، چالیس سیشن جج حضرات کے وہ فیصلے بارہ سو صفحے سے زیادہ کی کتاب میں آپ کی جماعت عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت نے شائع کردیئے ہیں، لیکن جس وقت اُن کی اپیلیں ہائی کورٹ میں گئیں یا اُنہوں نے اُڑا دیں یا سپریم کورٹ نے اُڑا دیں۔ مجھے یہ بات سمجھائی جائے کہ کیا یہ چالیس کے چالیس جج نااہل تھے؟ اگر یہ نااہل تھے تو پھر اپنے عدلیہ کے معیار کا تم سے سوال ہے، تمہیں اُس پر سوچنا چاہیے اور اگر اُن کے فیصلے صحیح تھے تو ہائی کورٹ نے اُن کو کیوں اُڑایا؟ میں یہ کہوں تو بے جا نہیں ہوگا کہ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کی اس رویہ کی وجہ سے تو لگتا یہ ہے کہ جیسے قسم اُٹھا رکھی ہو کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گالی دینے والوں کو ہم نے سزا نہیں دینی۔

آسیہ مسیح کیس کی تفصیلات

برادران! ضلع شیخوپورہ کی تحصیل کا نام تھا ننکانہ، آج کل وہ مستقل ضلع ہے، اِس ننکانہ کے ایک گاؤں کا نام ہے: چک نمبر ۳۰ / اٹھہ والی، وہاں پر فالسہ کا باغ تھا، گاؤں کی خواتین مل کر مزدوری کرنے کے لیے فالسہ کا پھل توڑ رہی تھیں، اُن میں ایک عیسائی خاتون تھی جس کا نام آسیہ مسیح تھا، گفتگو کے دَوران اپنی ہم جولی عورتوں میں اُس نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اہانت کا اِرتکاب کیا، سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو گالی دی۔ گاؤں کی عورتیں بے چاری کیا کرتیں؟ روتی دھوتی اپنے گھروں کو واپس آئیں، اپنے گھر والوں کے سامنے واقعہ کا اظہار کیا، شور اٹھا، رات کو نمبردار نے پورے گاؤں کی پنچائیت بلائی، آسیہ مسیح کو بلایا گیا، اُس نے پوری پنچائیت کے سامنے تسلیم کیا کہ میں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالی دی ہے، میں نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اہانت کا اِرتکاب کیا ہے، لیکن میں معافی چاہتی ہوں۔ اُنہوں نے

کہا کہ بی بی! اب معافی نہیں، اب تو تمہیں سزا بھگتنا ہوگی۔ اُس کو پکڑا، پوری پنچائیت، پورا گاؤں چل کر تھانہ گیا، کیس درج ہوا اور کیس بھی ایسے نہیں، گاؤں والوں نے درخواست دی، پولیس نے ڈسٹرکٹ اٹارنی کو رپورٹ کے لیے بھیجا، اُس نے رائے دی کہ اِس کے خلاف کیس درج ہوسکتا ہے، پھر کیس درج ہوا۔ ایس پی شیخوپورہ نے (اُس زمانے میں ایس پی ہوتے تھے، آج کل ڈی پی او ہیں) تفتیش مکمل کی، اُس کے سامنے بھی اُس خاتون نے جرم کا اِعتراف کیا۔ چالان مکمل ہونے کے بعد کیس سیشن کورٹ گیا، سیشن کورٹ نے اُس کو سزائے موت سنائی۔

گورنر نے قانون کو پاؤں تلے روندا

اُس زمانے میں ہمارے پنجاب کا گورنر سلمان تاثیر اپنی دو نوجوان بیٹیوں کو لے کر اُس خاتون کو ملنے کے لیے جیل آیا، پورے ملک میں اور کسی قیدی کو وہ ملنے کے لیے نہیں گیا، مجھے بتایا جائے کہ یہ اُس کی ماں لگتی تھی، اُس کی بچیوں کی یہ دادی لگتی تھی؟ کیا وجہ ہے؟ کیوں یہ ظلم ہورہا ہے کہ پیغمبر اِسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کرنے والوں کو سزا دی جائے تو صوبہ کا گورنر اُس کے اِستقبال کے لیے جائے؟ گورنر نے وہاں جاکر قانون کو پاؤں تلے روندا، مسلا، مسخ کیا، قانون کا مذاق اُڑایا۔ تقاضا یہ تھا کہ سیشن کورٹ کے فیصلے کے بعد اِس کی اپیل ہائی کورٹ میں جانی چاہئے تھی، ہائی کورٹ فیصلہ برقرار رکھتا تو سپریم کورٹ میں اپیل جانی چاہئے تھی، سپریم کورٹ فیصلہ کو برقرار رکھتا تو سپریم کورٹ میں نظر ثانی کی درخواست ہونی چاہئے تھی، وہ بھی مسترد ہوجاتی پھر رحم کی اپیل کا مرحلہ آنا تھا۔ اُس نے وہاں کھڑے ہوکر ہائی کورٹ کو بائی پاس کیا، سپریم کورٹ کو بائی پاس کیا، سرکاری وکیل کو بلایا کہ تم درخواست تیار کرو، میں اُس کی درخواست لے کر صدر مملکت کے پاس جاتا ہوں، اُس کی رہائی کے آرڈر لے کر آتا ہوں۔ برادران! یہ باہر نکلا، دروازے کے اُوپر الیکٹرونک میڈیا، پرنٹ میڈیا کے نمائندگان کھڑے ہوئے تھے، ٹک ٹک کیمرے چلنے لگے، اُس نے وہاں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور ناموس کے قانون کو ''کالا قانون'' کہا، اُس قانون کو

اِمتیازی قانون کہا، دُنیائے جہان کی کوئی ایسی گالی نہیں جو اُس نے حضور سرورِ کائنات ﷺ کی عزت اور ناموس کے تحفظ کرنے والے قانون کو نہ دی ہو، اُس نے یاوہ گوئی کا ریکارڈ قائم کیا۔

چالیس فیصلے ہوئے، ایک ملزم کو سزا نہیں ہوئی۔ اُس آسیہ مسیح کا کیس ہائی کورٹ کے اندر گیا، ہائی کورٹ نے سیشن کورٹ کے فیصلہ کو برقرار رکھا، ہائی کورٹ کا فیصلہ موجود ہے کہ اُسے سزائے موت ملنی چاہیے، لیکن ابھی تک سپریم کورٹ نے اُس کی اپیل نہیں نکلنے دی۔ مجھے سمجھایا جائے کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ یہ سب بلاوجہ نہیں، سوچا سمجھا منصوبہ ہے۔

مولانا فضل الرحمٰن کا گنبد خضراء پر وعدہ

میرے خیال میں آپ دوستوں کو یاد ہوگا کہ ایک دفعہ کراچی میں تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ کے نام پر ریلی نکلی تھی، جس میں مولانا فضل الرحمٰن، سیّد منور حسن، صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر، پروفیسر ساجد میر اور علامہ ساجد علی نقوی' ساری قیادت تبت سینٹر پر جمع تھی۔ قائداعظم کے مزار تک کئی کلومیٹر کا سارا علاقہ انسانوں کے ساتھ اٹا ہوا تھا۔ وجہ یہ ہوئی کہ اُس زمانے میں ویٹی کن سٹی میں وہاں کے پوپ نے تمام مغربی ممالک اور ہمارے اِس خطہ کے ممالک کو اکٹھا کیا اور اُن کو یہ پیغام دیا کہ: پاکستان میں تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ کا قانون ختم ہونا چاہیے۔

برادران! اُس زمانہ میں جناب زرداری صاحب ہمارے ملک کے صدر تھے' وہ وعدہ کر کے آئے تھے کہ ہم اِس قانون کو ختم کریں گے۔ اُسی دن مولانا فضل الرحمٰن عمرہ کر کے مدینہ طیبہ سے آئے، اُنہوں نے وہاں پر جلسہ میں اِعلان کیا کہ: ''جناب زرداری! اگر تم ویٹی کن سٹی کے پوپ کے ساتھ اِس قانون کو ختم کرنے کا وعدہ کر کے آئے ہو تو میں گنبدِ خضرا پر حضور اکرم ﷺ کے ساتھ وعدہ کر کے آیا ہوں کہ جان دے دیں گے مگر قانون ختم نہیں ہوگا۔''

ممتاز قادری نے قانون کا راستہ کیوں اِختیار نہ کیا

چشم فلک نے یہ نظارہ دیکھا کہ ہمارے سابق وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی صاحب نے اٹھارہ صفحات کا نوٹیفکیشن تیار کیا کہ ہم تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ کے قانون کو نہیں چھیڑیں گے۔ آج پھر اِس آسیہ مسیح کو (جس کے خلاف ہائی کورٹ کا فیصلہ ہو چکا ہے) کوئی سزا نہیں دی گئی، اُدھر ممتاز قادری کے کیس کو بڑی تیزی کے ساتھ چلایا گیا، طوفان، سیلاب، آندھی، زلزلے میں اِتنی تیزی کہاں ہو گی؟ جس تیزی کے ساتھ اُس کیس کو چلایا گیا اور انجام تک پہنچایا حال آں کہ ہائی کورٹ نے اِس کی بعض دفعات کو حذف کر دیا۔ ظلم کی، جانبداری کی کوئی اِنتہا ہوا کرتی ہے کہ ہائی کورٹ نے جو دفعات ختم کی تھیں، سپریم کورٹ نے اُن کو بھی بحال کیا، سزا بھی دی۔

آج میڈیا میں بڑے تیز و تند تبصرے ہو رہے ہیں، تین اعتراضات بڑی شد و مد کے ساتھ، بہ تکرار و اِصرار دہرائے جا رہے ہیں۔ اُن میں ایک الزام یہ ہے کہ ممتاز قادری نے قانون کا راستہ اِختیار نہیں کیا، اُس نے قانون کو ہاتھ میں لیا۔

جہاں تک قانون کو ہاتھ میں لینے کا تعلق ہے، اِس شق کو علیحدہ کرتے ہیں، قانون پر عمل نہیں کیا، اِس شق کو علیحدہ کرتے ہیں۔ پہلی بات کہ قانون کو ہاتھ میں لیا۔ میں پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ اگر میں مفتی ہوتا، ممتاز قادری میرے پاس آ کر مجھ سے مسئلہ پوچھتا کہ میں گورنر کے خلاف اقدام کر سکتا ہوں؟ تو میں کبھی اُس کو فتویٰ نہ دیتا، ہمارا کوئی عالمِ دین، کوئی دارالافتاء اُس کو فتویٰ نہ دیتا۔ لیکن جہاں قانون عضو معطل ہو جائے، جہاں قانون مفلوج ہو جائے، جہاں قانون اپنا راستہ نہ بنا سکے، جہاں قانون پیغمبر اِسلام ﷺ کی عزت اور ناموس کے تحفظ کا کام نہ کر سکے، وہاں میرا اللہ اگر پردہ غیب سے کسی کو ''علم الدین'' بنا کر کھڑا کر دے یا کسی کو ممتاز قادری بنا کر کھڑا کر دے تو اُس میں مولوی کا کیا قصور ہے؟ آپ کا، میرا فتویٰ پبلک پر تو لگ سکتا ہے، خدا پر نہیں لاگو ہو سکتا۔ اللہ نے کرم کا معاملہ کیا، ممتاز قادری نے اِقدام کر دیا۔ کہتے ہیں کہ اُس نے قانون کا راستہ اِختیار نہیں کیا، میں کہتا ہوں: ظالمو! اِتنی بے ہودہ دلیلیں؟! اِتنی بودی گفتگو کسی جاہل کو نہیں کرنی

چاہئے تھی جو تم کر رہے ہو۔ آپ کے قانون کے اندر یہ بات طے ہے کہ صدرِ مملکت اور چاروں گورنرز کے خلاف کوئی ایف آئی آر درج نہیں ہو سکتی، کوئی عدالت اُن کو طلب نہیں کر سکتی، اُن کے خلاف کوئی کیس نہیں بن سکتا۔ جب تمہارے قانون نے اُن کو یہ تحفظ دیا ہوا ہے کہ وہ جو چاہیں کرتے رہیں، کوئی کیس اُن کے خلاف نہیں ہو سکتا تو قانونی کارروائی کا تم نے خود راستہ بند کر دیا تھا، ممتاز قادری کون سے قانون کا راستہ اِختیار کرتا؟ معاف رکھو! دُنیا کو دھوکا مت دو! حد ہو گئی زیادتی کی، برداشت کی بھی حد ہوا کرتی ہے، اِس سے زیادہ برداشت شاید ہمارے لیے بھی ممکن نہ ہو۔

دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ ممتاز قادری نے اپنی ڈیوٹی سرانجام نہیں دی، اُس نے گورنر کی حفاظت کرنی تھی، یہ اُس کے اُوپر حملہ کر بیٹھا۔

میں کہتا ہوں کہ آپ کا اِعتراض بالکل ٹھیک ہے، واقعی ایسے ہوا، لیکن مجھے بتایا جائے کہ جب کوئی گورنر اپنی گورنری کا حلف اُٹھاتا ہے تو وہ وعدہ کرتا ہے کہ میں قانونِ پاکستان کا تحفظ کروں گا، وہ وعدہ کرتا ہے کہ میں نظریۂ پاکستان کی حفاظت کروں گا، وہ حلف اٹھاتا ہے کہ میں اِسلام کے نظریہ کی حفاظت کروں گا، اِسلام کا نظریہ، پاکستان کا قانون اور جمہوری اِقدامات کے متعلق اُس گورنر نے وعدے کئے تھے، اُس نے بھی تو اپنے وعدے کو پورا نہیں کیا۔ اگر ممتاز قادری مجرم ہے تو اُس سے کہیں زیادہ پہلے جرم کا اِرتکاب گورنر نے کیا، اگر گورنر مجرم نہیں تو ممتاز قادری بھی مجرم نہیں۔

تیسری بات یہ کہی جارہی ہے کہ: وہ تو عدالت کا فیصلہ تھا۔ سرآنکھوں پر! بالکل عدالت کا فیصلہ تھا، لیکن مجھے کہنے کی اِجازت بخشو کہ جناب بھٹو مرحوم کے خلاف جو فیصلہ ہوا تھا کیا وہ عدالت کا فیصلہ نہیں تھا؟ آج پوری پاکستان پیپلز پارٹی کہتی ہے کہ: وہ فیصلہ غلط تھا۔ میں پوچھتا ہوں نواز لیگ سے کہ جناب نواز شریف کے خلاف دو دفعہ عمر قید اور پھر اُن کی جائیداد کی قرقی کا جو فیصلہ ہوا تھا، جس پر معافی مانگ کر وہ سعودیہ عرب گئے تھے، کیا وہ عدالت کا فیصلہ نہیں تھا؟ لیکن آج پوری ن لیگ کہتی ہے کہ وہ عدالتی فیصلہ غلط تھا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر عدالتی فیصلے کی بات کرتے ہو تو غازی علم الدین کے خلاف جو فیصلہ ہوا تھا وہ بھی تو

عدالتی فیصلہ تھا۔ آپ اور میں نہیں، قائد اعظم اور علامہ اقبال پاکستان کے بانیان نے علی الاعلان کہا تھا کہ: یہ فیصلہ غلط ہے۔ سنو! اگر جناب بھٹو صاحب کے خلاف آپ کے نزدیک عدالتی فیصلہ غلط ہے، اگر آپ کے نزدیک جناب نواز شریف کے خلاف عدالتی فیصلہ غلط ہے، اگر پوری اُمت کے نزدیک علم الدین کے خلاف عدالتی فیصلہ غلط ہے تو پھر ممتاز قادری کے خلاف فیصلہ بھی غلط ہے۔

ممتاز قادری کا جنازہ قبولیت کی دلیل ہے

اِدھر ممتاز قادری کو سزا ہوئی، اُدھر امریکا نے اپنے بیان میں پاکستان کی گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا کہ گورنمنٹ نے ممتاز قادری کو پھانسی دینے کا جو فیصلہ کیا ہے، ہم اُس کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ دوسرا مطالبہ یہ کیا کہ: آسیہ مسیح کو رہا کرو۔ اب اُن کا تیسرا مطالبہ ہوگا کہ قانون تحفظِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم کرو۔

ممتاز قادری کو پھانسی دی، ہائے میرے اللہ! مارتے بھی ہیں، رونے بھی نہیں دیتے، جنازہ کا اعلان بھی نہیں کرنے دیا۔ اگلے دن ہزار پابندیوں کے باوجود میلوں کے اندر بلین پبلک وہاں جمع تھی، دیوبندی، بریلوی، شیعہ، اہلِ حدیث کی کوئی تمیز نہیں، مسٹر و ملا کی کوئی تمیز نہیں، سرکاری وغیر سرکاری کی کوئی تمیز نہیں، پتہ نہیں کہاں کہاں سے خلق خدا وہاں جمع ہوئی؟! میں نے گورنمنٹ سے کہا کہ بندگانِ خدا! ممتاز قادری نے جو کیا، اللہ کے ہاں اُس کی قبولیت کی دلیل اُس کا جنازہ ہے۔ جنہوں نے ممتاز قادری کو یہاں تک پہنچایا اُن کے جنازوں کا کیا بنے گا؟ یہ ابھی تاریخ کے ذمہ قرض ہے۔

یہ دُنیا کا عذاب ہے

ابھی چار دن نہیں گزرے تھے کہ "را" کا ایجنٹ کلبھوشن گرفتار ہوا، اُس کی گرفتاری کے بعد چنیوٹ میں رمضان مل پر چھاپہ مارا گیا، یہ رمضان، نواز شریف کے دادا کا نام ہے، اُن کے والد کا نام میاں محمد شریف تھا، شریف کے والد کا نام رمضان تھا، یہ اُس کے نام پر مل ہے، آج اِس کا بہنوئی وہ مل چلاتا ہے، اُن کی مل پر حساس ادارہ نے چھاپہ مارا، "را" کے گیارہ

ایجنٹ وہاں سے گرفتار ہوئے۔ بندگانِ خدا! اگر کسی مدرسہ سے "را" کا ایک ایجنٹ گرفتار ہوتا تو اُس مدرسہ کے در و دیوار کو تورا بورا بنا دینا تھا، اُس کو تم نے راکھ کا ڈھیر بنا دینا تھا۔ اب تمہاری باری آئی ہے، تیاری کرو! پتہ نہیں کہاں کہاں تمہیں قدرت رسوا کرے گی؟! اُن کا یہ حشر ہوا۔ رحیم یار خان میں شوگر مل سے بھی گرفتار ہوئے، وہ پی ٹی آئی کے جہانگیر ترین کی ہے۔ بندگانِ خدا! "را" کے ایجنٹوں کو اپنی بغل میں بٹھا کر، اپنی گود میں لقمے تم کھلاؤ، پالو اُن کو تم اور دہشت گرد مُلّا؟ ابھی وقت آ گیا ہے، میں تو مشکل میں تھا، میری مشکل کا وقت گزر گیا، ابھی آپ کی باری ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰه! جنہوں نے ممتاز قادری کے ساتھ زیادتی کی تھی، ربِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم! اُن کی چمڑی بازاروں کے اندر ادھڑتی مجھے نظر آ رہی ہے۔

میرے بھائیو! ابھی خیر سے چنیوٹ کے چھاپہ کی گرد نہیں بیٹھی تھی کہ پانامہ لیکس آ گیا، وہ پرویز رشید صاحب ہیں، نواز شریف بھی مسلم لیگی ہے، وہ بھی مسلم لیگی ہے، یہ اندر کی اپنی کیفیات کو ہم سے بہتر سمجھتے ہیں، ہم تو باہر کے لوگ ہیں، اُس نے کہا کہ: یہ پانامہ لیکس نہیں ہے بلکہ "پاجامہ لیک" ہے۔ چلو تمہارے گھر کی بات ہے۔

آج اِس اِجلاس کے حوالہ سے آپ حضرات یہ عزم کر کے جائیں کہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت اور ناموس کے تحفظ کا قانون رہے گا، اُمّت بھی رہے گی، ختم نبوت بھی رہے گی، محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت بھی رہے گی، اُس کے مخالف اپنے انجام کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اِنْ شَآءَ اللّٰه! اُن کا انجام بھی چشمِ فلک دیکھے گی۔

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

”تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام“

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا دامت برکاتہم

(مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت)

شایان لان، بلوچ کالونی، کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ خُلَاصَۃُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَخَیْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: وَاتَّقُوْا فِتْنَۃً لَّا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْکُمْ خَآصَّۃً وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝ (سُوْرَۃُ الْاَنْفَال ۲۵)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ کَانَتْ بَنُوْ اِسْرَآئِیْلَ تَسُوْسُھُمُ الْاَنْبِیَآءُ کُلَّمَا ھَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفَہٗ نَبِیٌّ وَاَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَسَیَکُوْنُ خُلَفَآءُ فَیَکْثُرُوْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ وَصَلِّ کَذٰلِکَ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلَی الْمَلَآئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔

صدر گرامی! برادران اسلام میرے مسلمان بھائیو، حاضرین گرامی!

یہ صدقہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا

مسند احمد کی روایت ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ رب العزت نے اس دُنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام بھیجے، سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام تھے اور سب سے آخری نبی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے۔ اِس دُنیا میں کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس پر اللہ رب العزت نے وحی نہ کی ہو، کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس کو معجزات سے سرفراز نہ کیا ہو، تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو معجزات دیئے، رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معجزات دیئے لیکن تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات میں اور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں فرق

ہے۔تمام انبیاء کرام علیہم السلام جب دُنیا سے تشریف لے گئے تو اُن کے معجزات بھی ساتھ گئے لیکن رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دُنیا سے تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ قرآنِ کریم آج بھی اُمّت کے پاس موجود ہے اور قیامت کی صبح تک اُمّت کے پاس رہے گا۔اللہ رب العزت نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو معراج کروائی۔

معراج کا معنی یہ ہے کہ ہر نبی کی زندگی میں کوئی ایسا وقت ضرور آیا کہ وہ رب کے سب سے زیادہ قریب تھے،اُسی کو معراج کہتے ہیں اور بس! یہ اور بات ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو معراج ہوئی فرش پر اور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج ہوئی عرش پر۔جس طرح تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات میں اور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں فرق ہے اِسی طرح تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی وحی میں اور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحی میں فرق ہے۔دیکھئے !کوئی نبی ایسے نہیں کہ اُن کو وحی نہ ہوئی ہو۔بعض انبیاء کرام علیہم السلام پر کتابیں اُتریں،بعض انبیاء کرام علیہم السلام کو صحیفے دیے گئے۔مشرق سے لے کر مغرب تک روئے زمین کا سروے کریں، جدید ٹیکنالوجی سے فائدہ اُٹھائیں،آپ چاند پر چلے جائیں یا مریخ پر،دُنیا کا سروے نہیں بلکہ الٹرا ساؤنڈ کرلیں،روئے زمین پر کوئی کتاب ایسی موجود نہیں جو اُسی حالت میں موجود ہو جیسے اُس نبی پر اُتری سوائے قرآن کریم کے،یہ اعزاز کسی اور کتاب کو حاصل نہیں۔

میرے بھائیو! آپ پڑھے لکھے لوگ ہیں،آج کی مجلس میں اس بات پر غور کریں کہ: پہلے جتنی آسمانی کتابیں تھیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے،قرآنِ کریم بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے،وہ بھی مُنَزَّل مِنَ السَّمَآءِ قرآن کریم بھی مُنَزَّل مِنَ السَّمَآءِ۔وہ کتابیں سیّدنا جبرائیل امین علیہ السلام لے کر آئے،قرآن کریم بھی سیّدنا جبرائیل علیہ السلام لے کر آئے،وہ کتابیں جن پر اُتریں وہ بھی اللہ کے نبی،رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اللہ کے نبی۔پھر میرا سوال یہ ہے کہ: یہ فرق کیوں؟ کہ اُن کتابوں میں رہا کچھ نہیں اور قرآن کریم سے گم کچھ نہیں ہوا۔ میرے بھائیو! جب آپ آئیں گے کیوں پر تو میں جواب میں عرض کروں گا: برادران! قرآن کریم کا محفوظ ہونا یہ صدقہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا،اگر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مَعَاذَ اللہ! کوئی اور نبی بنا ہوتا تو آج قرآن کریم کا وہی حال ہوتا جو حال دوسری

کتابوں کا ہوا۔

قرآن مجید جس طرح چودہ سو سال پہلے عرب کے صحراؤں میں جس شان سے نازل ہوا تھا آج بھی اُسی جاہ وجلال، شان وشوکت، اُسی آب وتاب اور اسی عظمت ووقار کے ساتھ بغیر ایک ذرہ کے فرق کے موجود ہے۔

صرف پچاس انبیاء کرام علیہم السلام کے نام

میرے بھائیو! آپ میں سے کوئی دوست انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرت وتاریخ پڑھنا چاہے تو صرف ۲۵ سے ۳۰ انبیاء کرام علیہم السلام کے نام ملیں گے جن کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے۔ ذرا اور کوشش کریں! جن انبیاء کرام علیہم السلام کا بائبل میں ذکر ہے اُن کو بھی لے لیں تو پچاس انبیاء کرام علیہم السلام کا پتہ چلتا ہے۔ میں نے ابتداء میں روایت پڑھی کہ: اللہ رب العزت نے دُنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام بھیجے آج اگر صرف ۵۰ انبیاء کرام علیہم السلام کے نام ملتے ہیں تو اِس کا معنی یہ ہے کہ ایک لاکھ تئیس ہزار نو سو پچاس انبیاء کرام علیہم السلام کے ناموں کا پتہ نہیں، اُن کے صحابہ اور اہلِ بیت کا، اُن کی سنن ونوافل کا، اُن کے دن ورات کا کسی کو کیا پتہ ہوگا؟

میرے بھائیو! اِس کے برخلاف آپ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر آئیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات آج اُمت کے پاس موجود ہیں، اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کی تفصیلات موجود ہیں، رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اَحادیث آج اُمت کے پاس موجود ہیں، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سنن ونوافل آج اُمت کے پاس موجود ہیں، بلکہ سنن کی حفاظت کا یوں اِنتظام کیا کہ ایک جماعت تبلیغ کے نام پر کھڑی کر دی جس کا کام یہ ہے کہ مشرق سے لے کر مغرب تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کو زندہ کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سنن ونوافل، سیرت وصورت آج اُمت کے پاس موجود ہیں بلکہ دَورِ نبوّت میں جن جن مواقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے آج اُمت کے پاس اُس کا ریکارڈ بھی کتابی شکل میں موجود ہے۔ آج آپ میں سے کوئی دوست چاہے کہ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس کس موقع پر آنسو

بہائے، وہ ریکارڈ بھی اُمّت کے پاس کتابی شکل میں موجود ہے۔ میرے بھائیو! میں تفصیلات میں نہیں جاتا، ۲۳ سالہ دَورِ نبوّت میں اگر رحمتِ عالم ﷺ نے کوئی اِشارہ یا کنایہ کیا تھا تو میرے رب کی حکمتِ بالغہ سے حضور سرورِ کائنات ﷺ کی شریعت نے اُن کو بھی محفوظ کرلیا۔ باقی انبیاء کرام علیہم السلام کے نام نہیں ملتے، ان سے متعلق باقی تفصیلات کہاں ملے گی؟ آپ حضرات توجہ کریں کہ رحمتِ عالم ﷺ کا ایک ایک جملہ، ایک ایک قول، ایک ایک بول آج اُمّت کے پاس موجود ہے۔

ساری اُمّت ہاتھ باندھے کھڑی ہے

برادرانِ اِسلام! مجھے آج خوشی ہے کہ اِس اِجتماع میں حضرات علماء کرام کثیر تعداد میں موجود ہیں، اِن حضرات کی موجودگی میں فائدہ اُٹھاتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ ذرا اور آگے چلتے ہیں، آپ دوستوں کا زیادہ وقت نہیں لیتا، میں نے نتیجہ کی بات عرض کرنی ہے، آپ حضرات اندازہ بھی نہیں کر سکتے کہ میں نے کتنی جلدی اپنی گفتگو کو ختم کرنا ہے۔ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے حضرت مولانا عبدالقیوم نعمانی صاحب تک یہ جو پوری اُمّت عرب وعجم، افریقہ وامریکہ، ہندوسندھ سے تعلق رکھنے والی پوری اُمّت ۱۴۰۰ سال سے برابر ہاتھ باندھے حضور ﷺ کے پیچھے کھڑی ہے یہ صدقہ ہے حضور ﷺ کی ختم نبوت کا اور مولانا نعمانی صاحب سے قیامت تک اُمّت جو مسلمان کہلائے گی تو یہ بھی صدقہ ہے رحمتِ عالم ﷺ کی ختم نبوت کا۔ میرے بھائیو! توجہ کریں پہلے جتنی اُمتیں تھیں اُن میں اِجماع نہیں تھا، اِس لیے کہ نبوّت جاری تھی، نبی جو حکم دے وہ شریعت، نبی جو کام کرے وہ شریعت، نبی کے سامنے جو کام کیا جائے اور نبی خاموش رہے وہ بھی شریعت، اِدھر نبی کی خدمت میں سوال آتا تھا اُدھر اللہ رب العزت آسمانوں سے اُس کا جواب نازل کر دیتے تھے۔ اِدھر نبی کی خدمت میں کوئی کیس پیش ہوتا اللہ تعالیٰ آسمانوں سے اُس کا فیصلہ نازل فرما دیتے تھے۔ وہ دیکھیں! لڑائی جھگڑے کی بات آئی ہے، اللہ نے فیصلہ نازل فرما دیا۔ کسی نے سوال پوچھا، وہ دیکھو! سیّدنا جبرائیل امین علیہ السلام اِس کا جواب لے کر آ گئے۔

چوں کہ نبوت جاری تھی، اِس لیے اُن اُمتوں کو اِجماع کی ضرورت نہیں تھی۔ اللہ رب العزت نے نبوت کے سلسلہ کو رحمت عالم ﷺ کی ذات پر ختم کیا تو ختم نبوت کے صدقے میں اللہ تعالیٰ نے اِس اُمت کو اِجماع کی دولت سے نوازا اب جو مسئلہ قرآن سے ثابت ہو وہ بھی دِین ہے، جو حدیث سے ثابت وہ بھی دِین ہے، اِسی طرح یہ اُمت کسی مسئلہ پر اِکٹھی ہو جائے اللہ اُس کو بھی دِین بنا دے گا۔ میرے بھائیو! ہمارے ایک بزرگ گزرے ہیں جو آپ کے شہر کراچی میں آباد ہوئے۔ میری مُراد مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اُنہوں نے اپنے اساتذہ کے حکم پر ایک کتاب لکھی اُس کا نام ہے: "ختم نبوت کامل" اُس کتاب کے اُنہوں نے تین حصے کیے:

❶ پہلے حصے میں رحمتِ عالم ﷺ کی ختم نبوت کے مسئلہ پر قرآن مجید کی سو آیات سے اِستدلال کیا۔

❷ دوسرے حصے میں رحمتِ عالم ﷺ کی دو سو دس احادیث سے ختم نبوت کے مسئلہ کو واضح کیا۔

❸ تیسرے حصے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اَقوال و آثار، اُمت کا اِجماع اور تواتر کے حوالہ جات نقل کیے۔

تبلیغی جماعت

برادرانِ اِسلام! دیکھیں ہمارے ملک میں تبلیغ کے نام سے ایک جماعت ہے، آپ حضرات جانتے ہیں کہ پاکستان میں اُن کا مرکز رائیونڈ ہے اور اصل مرکز پوری دُنیا کا ہندوستان میں ہے۔ آج رائیونڈ سے لے کر ہندوستان تک، ہندوستان سے آپ حضرات کے اِس اِجتماع تک، آپ حضرات کے اِس اِجتماع سے حضرت حاجی عبد الوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ تک ہر تبلیغی دوست جب کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنی گفتگو کا آغاز اِس بات سے کرتا ہے کہ تبلیغ کا کام انبیاء کرام علیہم السلام کا کام تھا، اللہ رب العزت نے رحمتِ عالم ﷺ کی ذاتِ اَقدس پر نبوت کے سلسلہ کو مکمل کیا اور ختم نبوت کے صدقے میں اللہ نے اُمت کو تبلیغ کی نعمت سے نوازا۔ آج ہر تبلیغی دوست حضور ﷺ کی ختم نبوت کی چلتی پھرتی دلیل ہے۔

دل وجان سے اس عقیدہ کا تحفظ

میری گفتگو لمبی نہ ہو، اب آپ آئیں نتائج کی طرف۔ اس وقت تک میں نے یہ عرض کیا کہ: رحمتِ عالم ﷺ کی ختم نبوت کے مسئلہ پر ایک سو آیات دلالت کرتی ہیں، رحمتِ عالم ﷺ کی ختم نبوت کے مسئلہ پر دو سو دس اَحادیث موجود ہیں، رحمتِ عالم ﷺ کی ختمِ نبوت کے مسئلہ پر اُمت کا سب سے پہلے اِجماع منعقد ہوا۔ آج اُمت کے پاس حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات محفوظ ہیں تو یہ حضور ﷺ کی ختم نبوت کا صدقہ ہے۔ آج اُمت کے پاس اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کے حالات محفوظ ہیں تو یہ حضور ﷺ کی ختم نبوت کا صدقہ ہے۔ آج اُمت کے پاس رحمتِ عالم ﷺ کے سنن ونوافل، سیرت و صورت محفوظ ہیں تو یہ حضور ﷺ کی ختم نبوت کا صدقہ ہے۔ اگر آج اُمت کے پاس قرآنِ کریم اپنی اصلی حالت میں محفوظ ہے تو یہ حضور کریم ﷺ کی ختم نبوت کا صدقہ ہے۔ میرے بھائیو! مجھے اور آپ کو سارا دِین ملا حضور ﷺ کی وجہ سے اور آج دِین محفوظ ہے حضور ﷺ کی ختم نبوت کے صدقے۔ پھر اُمت پر بھی فرض ہے کہ دل وجان سے اِس عقیدہ کا تحفظ کرے۔

پیٹ بھر کے جھوٹ بولا جارہا ہے

آج حالات پھر انگڑائیاں لے رہے ہیں، رحمت عالم ﷺ کی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کی ناکام کوشش کی گئی، آپ حضرات پڑھے لکھے دوست ہیں، آپ کو معلوم ہوگا کہ ہمارے ملک کی روایت ہے کہ آنے والے الیکشن سے پہلے پارلیمنٹ اِنتخابی اِصلاحات کا بل منظور کرتی ہے، اُس ترمیمی بل کے لیے ایک کمیٹی بنی جس کے اندر پارلیمنٹ میں موجود جماعتوں کے نمائندے موجود تھے۔ میں مانتا ہوں اور صدقِ دل سے مانتا ہوں کہ اُس کمیٹی میں جہاں پیپلز پارٹی، تحریک انصاف اور مسلم لیگ تھی وہاں جمعیت علماء اِسلام بھی موجود تھی، اُن حضرات کی کمیٹی کا اِجلاس ہوا، ایک اِجلاس نہیں ہوا بلکہ ایک سال کے عرصے میں ایک سو چھبیس اِجلاس ہوئے اور کمیٹی کے اِجلاس کے دَوران یہ بحث ہوتی رہی کہ: اِس کو یوں

کیا جائے، بہت اچھی تجویز لکھ دی گئی، اِس کو اُڑا دیا جائے، بہت اچھی تجویز لکھ دی گئی، اِسے ڈال دو، بہت اچھی تجویز لکھ دی گئی۔ اِتنی کاروائیوں کے بعد اب پاکستان کے وفاقی وزیر قانون جناب زاہد حامد صاحب نے اِس کا ڈرافٹ تیار کرنا تھا۔ آج پیٹ بھر کر جھوٹ بولا جا رہا ہے کہ: فلاں شریک تھے، فلاں بھی شریک تھے۔

کمیٹی کی تمام تر کاروائی سو فیصد درست تھی لیکن جب حتمی بل تیار کرنے کا موقع آیا تو اُس اِجلاس میں انوشہ رحمان بھی موجود تھی، وفاقی وزیر قانون بھی موجود تھا، اُس وزیر قانون کا بھائی جو پاکستان میں مغربی این جی اوز کا نمائندہ ہے وہ بھی موجود تھا اور ایک قادیانی ڈپٹی اٹارنی جنرل جس کا نام ہے عامر رحمٰن وہ بھی موجود تھا، اور قادیانیوں سے پوچھا گیا کہ: تمہاری ڈیمانڈ کیا ہے؟ جناب راجہ ظفر الحق نے وفاقی وزیر کو کہا کہ: تم یہ غلط کر رہے ہو۔ اُس نے کہا کہ ہماری پالیسی ہے، پارٹی قیادت کا حکم ہے۔ قیادت سے مُراد نواز شریف ہے۔ جو جھوٹ بول کر اپنی عاقبت خراب کرے تو اُس کی مرضی، ورنہ وہ برابر اِس میں مجرم ہے۔ میرے بھائیو! توجہ کریں، ۸۵ صفحے کا ڈرافٹ تیار کرنے کے بعد اب وہ اسمبلی میں پیش ہونا ہے، کسی کو پتہ ہی نہیں، ہر آدمی مطمئن ہے کہ جو کمیٹی میں فیصلے ہوئے وہی پیش کیے جائیں گے۔ اُنہوں نے غیر مرئی طور پر ایسی تبدیلی کی کہ قادیانیوں کو خوش کرنا چاہتے تھے۔ ۲ ارکتوبر کی شام کو بل منظور ہوا۔

توجہ کریں! آج پوری دُنیا کا کفر مل کر مسلمانوں کی مذہبی قیادت کو بدنام کر رہا ہے، اِنتہا پسندی کا ٹھپہ ہم پر لگایا جا رہا ہے، آج جب کہ مولوی کی تصویر کو مسخ کیا جا رہا ہے، ہماری شناخت کو مجروح کیا جا رہا ہے، اِن حالات واقعات میں یہ حکمران مغربی دُنیا کو خوش کرنے کے لیے یہ سمجھتے تھے کہ پہلے تو کسی عالمِ دِین کو پتہ نہیں چلے گا، اگر پتہ چل بھی گیا تو کوئی دیکھے گا نہیں، کچھ کہے گا نہیں، اگر کوئی کچھ کہے گا تو اُن کی کوئی سنے گا نہیں، اگر سن بھی لیا تو قوم اُن کے ساتھ چلے گی نہیں، اگر کوئی چلا تو تھک کر بیٹھ جائے گا اور ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔ میرے بھائیو! سنو، ربِ کریم کی قدرت کو دیکھو کہ اِدھر قرارداد پیش ہوئی، میں تسلیم کرتا ہوں کہ جماعت اِسلامی کے جناب طارق صاحب اور جمعیت علماء اِسلام کے

مولانا حافظ حمد اللہ صاحب نے سینیٹ میں آواز اُٹھائی۔ کیوں تاریخ کو مسخ کیا جارہا ہے؟ کیوں جھوٹ بولا جارہا ہے؟

اِس دَور میں ختم نبوت کے تحفظ کا وارث

پھر یہ بات جناب شیخ رشید صاحب کے ہاتھ لگی، اُنہوں نے قومی اسمبلی میں زناٹے دار تقریر کرتے ہوئے کہا کہ کہاں ہیں مولانا فضل الرحمٰن؟ کہاں ہیں عطاء اللہ شاہ بخاری کے ماننے والے؟ میں نے جناب شیخ رشید کو مبارک باد دی کہ آپ نے قومی اسمبلی میں مولانا فضل الرحمٰن کو پکار کر یہ تسلیم کرلیا کہ اگر اِس ملک میں ختم نبوت کے تحفظ کا وارث ہے تو وہ مولانا فضل الرحمٰن ہے۔ میرے بھائیو! اِس دن شیخ رشید نے تسلیم کیا کہ اِس ملک میں عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کا کوئی وارث ہے تو وہ مولانا فضل الرحمٰن ہے۔ میرے بھائیو! میں اُن دنوں کراچی میں تھا، میرے بھائی مولانا قاضی اِحسان احمد، حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ اور دوسرے رفقا گواہی دیں گے کہ جب ہمیں پتہ چلا کہ یہ ظلم ڈھا دیا گیا ہے تو حضرت مولانا فضل الرحمٰن کو فون پر بتایا گیا، حضرت مدینہ طیبہ میں تھے اُن کو بتایا گیا کہ اِتنی بڑی غلطی کی گئی، ہماری تمام تر محنت کو اِس طرح رُوند دیا گیا ہے، اِس گورنمنٹ نے ختم نبوت کی تحریک پر بلڈوزر چلا کر ہماری ساری کوشش و محنت کا قیمہ کرنا چاہا ہے۔ مولانا نے فرمایا: فون بند کریں! میں بتاتا ہوں کہ کیا کرنا ہے؟ اُس کے بعد مولانا نے جناب نواز شریف کو فون کیا۔ کہا ”شریف صاحب!“ میں کیا کروں؟ اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوں، میں رضوی صاحب والی زبان اِستعمال نہیں کرسکتا، بہت ہی کوشش کررہا ہوں کہ ”جناب“ اور ”صاحب“ کے پَردوں میں اُن کے کردار کو لپیٹ کر پیش کروں۔ ہائے کاش! چلو اِس موضوع کو یہاں چھوڑتا ہوں۔ میرے بھائیو! نواز شریف کو فون کیا اور کہا: سیاست میں اُتار چڑھاؤ آتا رہتا ہے، لو، دو کی پالیسی ہوتی ہے، کوئی بات مانی جاتی ہے، کوئی بات منوائی جاتی ہے، یہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا مسئلہ ہے، اِس پر کوئی دورائے نہیں۔ آج شام تک آپ اعلان کریں کہ جو فیصلہ تم نے کیا ہے وہ غلط ہے، اُس فیصلے کو واپس لیا جائے، بالفاظ دیگر جو تھوک دیا ہے اُس کو چاٹو اور اگر تم ایسے نہیں کرتے تو آپ کی راہیں اور میری

راہیں جدا ہوں گی۔ میں محمد عربی ﷺ کی ختم نبوت کا ساتھ دوں گا، حکومت کا ساتھ نہیں دوں گا۔تم جانو تمہارا کام جانے۔۔کل سے ہم پورے ملک میں صدا بلند کریں گے۔

تاریخ کا پہلا واقعہ

اب جب کہ پوری دُنیا میں مذہب والوں کو بدنام کر دیا گیا، اِن حالات میں وہ سمجھتے تھے کہ کوئی بھی کچھ نہیں کر پائے گا۔لیکن اللہ رب العزت کے کرم کو دیکھیں! اُن حالات واقعات میں ۲ر اکتوبر کی شام کو بل منظور ہوا، ۳ر اکتوبر کی صبح ہونے سے پہلے پہلے اللہ نے کراچی سے لے کر خیبر تک پورے اِسلامیانِ وطن کو محمد عربی ﷺ کی ختم نبوت کی حفاظت کے لیے ایک اسٹیج پر کھڑا کر دیا۔(سُبْحَانَ اللہ) ۳ گھنٹے تک سارے وزیر پیٹ بھر کے جھوٹ بولتے رہے کہ کچھ نہیں ہوا معمولی بات ہے۔ کچھ دیر کے بعد جب دباؤ بڑھا تو کہنے لگے: غلطی ہوئی۔شام کو کہا کہ غلطی کی تلافی بھی کرتے ہیں اور پھر دُنیا نے دیکھا کہ ایک دفعہ پھر یہ موقع آیا کہ کفر ہارا اور اِسلام جیتا۔ میں آپ دوستوں سے درخواست کرتا ہوں کہ پاکستان کی پارلیمنٹ کی تاریخ کا پہلا واقعہ ہے کہ آج ایک ترمیم ہوئی، ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن اُس ترمیم کے اندر اُن کو ترمیم کرنا پڑی۔

7B اور 7C

میرے بھائیو! توجہ کریں اِس کے بعد ایک اور مسئلہ کھڑا ہو گیا انتخابی اصطلاحات کی دفعہ نمبر 7B اور 7C کا۔۔۔کل یہاں پر ہمارے مخدوم حضرت مولانا عبدالغفور حیدری صاحب نے اِس پر سیر حاصل بحث کی ہے، میں اُس موضوع کو نہیں چھیڑتا اُس حصے کو اُنہوں نے پورا کر دیا۔اب مسئلہ تھا 7B اور 7C کی بحالی کا، ۱۹، ۲۰ر اکتوبر کو چناب نگر میں ختم نبوت کی کانفرنس ہوئی آخری خطاب حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ کا ہونا تھا، مولانا تشریف لائے ہم نے اُن سے درخواست کی کہ: حضرت! 7B اور 7C کا کیا مسئلہ بنے گا؟ اُنہوں نے کہا کہ: ہم نے سپریم کورٹ کے اہم وکلاء کی مشاورت سے بل تیار کر لیا ہے، سینیٹ میں بھی دے دیا ہے، وہ قومی اسمبلی میں بھی جمع کروایا ہوا ہے،

۲۳، ۲۴ راکتوبر کو اجلاس ہوگا۔ اُس میں یہ پیش ہوگا، اِنْ شَآءَ اللہ! یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

لیکن کیا کیا جائے گورنمنٹ کی بدنیتی کا کہ سینیٹ کا اِجلاس ملتوی کر دیا، قومی اسمبلی کا اجلاس ملتوی کر دیا اور وہ بل پیش نہ ہو سکا۔ اب ہمارے لیے سوائے اِس کے اور کوئی چارہ کار نہ رہا کہ اگر ہم آگے نہ بڑھتے تو نتیجہ یہ نکلتا تھا کہ فیصلہ کے مطابق ووٹ بننے شروع ہو جاتے اور یہ ہمارے لیے تکلیف دہ اَمر تھا کہ اگر ایک قادیانی کا ووٹ بھی مسلمانوں میں پڑ گیا اور ہم اِس کو چیلنج نہ کر پائے تو یہ شکست ہوگی۔ ہم نے ہائی کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹایا، اُس کریم کے کرم کو دیکھئے! آج شام کو یہ رٹ دائر ہوئی، اگلے دن صبح جس وقت سماعت ہوئی تو ہائی کورٹ اِسلام آباد نے چار صفحے کا فیصلہ دیا اور الیکشن کمیشن کو پابند کر دیا کہ: تم ایک ووٹ بھی قادیانیوں کا غلط نہیں بنا سکتے۔ (سُبْحَانَ اللہ) میرے بھائیو! اِدھر خبارات میں اعلان ہوا کہ اب ۱۵ نومبر کو اسمبلی کا اجلاس ہوگا، ۱۵ نومبر کی شام کو کمیٹی کا اجلاس تھا یہ اجلاس اسپیکر کی سربراہی میں ہونا تھا جس میں تمام جماعتوں کے پارلیمانی لیڈروں نے شریک ہونا تھا، ہم نے فون کیا اور مولانا سے درخواست کی کہ اجلاس ہو رہا ہے، آپ کمیٹی کو کہیں کہ اِس دفعہ تو بل لے آئیں۔ مولانا نے کہا: میں نے اِس اجلاس میں نہیں جانا، ہماری طرف سے اکرم خان درانی صاحب شرکت کریں گے۔ میرے ساتھ بیٹھے ہیں اُن سے بات کریں۔ صاحبزادہ عزیز احمد صاحب نے جناب درانی صاحب سے درخواست کی۔ اُنہوں نے کہا کہ: مولانا! آپ کو مبارک ہو۔ وہ جو ۱۵ نومبر کا اجلاس ہونا ہے اُس کا ایجنڈا آ گیا ہے، اُس ایجنڈے کی پہلی شق میں 7B اور 7C بحال کر دی گئیں ہیں۔ اب اِنْ شَآءَ اللہ! کل ہمارا اجلاس ہوگا، ہم اُسی اجلاس میں فیصلہ کریں گے، پرسوں قومی اسمبلی کا اجلاس ہے، سب سے پہلے یہی قرارداد پیش ہوگی، اُس سے پہلے جمعیت علماء اِسلام کی دعوت پر اسپیکر اور وزیر اعظم کی موجودگی میں، جبکہ دیگر جماعتیں تحریکِ انصاف، جماعت اِسلامی، پیپلز پارٹی، مسلم لیگ، اے این پی شامل تھیں، سب نے کہا: آپ ترمیم لائیں، ہم میں سے کوئی مخالفت نہیں کرے گا۔ یہاں یہ ماحول بنا۔

یہ ملک بھی رہے گا، ملت بھی رہے گی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت بھی رہے گی

اِدھر ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا، اُدھر رضوی صاحب دھرنے دے کر فیض آباد بیٹھ گئے، چاروں طرف سے دفاعِ ختم نبوت کا ماحول بن گیا۔ اسمبلی میں جمعیت علماءِ اسلام کے شاہین کھڑے ہو گئے، عالمی مجلس کو اللہ نے ہائی کورٹ میں کھڑا کر دیا، رضوی صاحب سڑکوں پر آئے، موحول ایسا بنا کہ ۱۶ نومبر کو قومی اسمبلی کا اجلاس ہوا۔ میرے بھائیو! آپ یہ سن کر خوشی محسوس کریں گے کہ ۴۳ سال پہلے ۱۹۷۴ء میں چشمِ فلک نے یہ نظارہ دیکھا تھا آج تینتالیس سال کے بعد دوسری مرتبہ ایسا ہوا کہ ۱۶ نومبر کو جب یہ قرارداد پیش ہوئی کراچی سے لے کر خیبر تک جتنے ممبران اُس دن اسمبلی کے اجلاس میں موجود تھے، ہائے میرے اللہ! کس گنہگار زبان سے میں تیرا شکر ادا کروں، تو پوری اسمبلی کے ایک رکن نے بھی اِس کی مخالفت نہیں کی۔ (سُبْحَانَ اللہ) وعظ ختم ہوا۔ میں اور آپ ایک دن اِس دُنیا سے چلے جائیں گے، اسٹیج پر بیٹھی قیادت بھی ایک دن چلی جائے گی لیکن یاد رکھو! ملک بھی رہے گا، ملت بھی رہے گی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت بھی رہے گی، اِس قانون کو ختم کروانے والے ختم ہو جائیں گے لیکن قانون ختم نہیں ہو گا۔ جن لوگوں نے قانون ختم کروانے کی کوشش کی تھی، بچوں اور بچیوں سمیت عدالتوں کے دھکے کھا رہے ہیں۔ یہ دُنیا کا عذاب ہے، وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۔۔۔ الآیۃ (سورۃ القلم۔۳۳) ابھی آخرت کا عذاب باقی ہے۔ تم نے ختم نبوت کے مسئلہ کو لاوارث سمجھا، میرا اللہ اِس کا وارث ہے، اَفراد بدلتے رہیں گے، موقف نہیں بدلے گا، اَفراد بدلتے رہیں گے کاز نہیں بدلے گا، کل بھی اِس کے لیے اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت سے کام لیا اور آج بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت سے کام لیں گے۔ میری اور آپ کی خوش نصیبی ہو گی کہ بطورِ آلہ اللہ ہم سے کام لے لے۔ میں کیا توقع رکھوں؟ کام کریں گے جو کہتے ہیں کہ کریں گے وہ ہاتھ بلند کر کے کہیں کہ کریں گے (اِنْ شَآءَ اللہ)۔

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

”جنگ یمامہ: حالات وواقعات“

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا دامت برکاتہم

(مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

گل بہارلان، بہادرآباد، کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ هُمْ خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَخَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: وَ اتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ٥ (سورۃ الانفال ۲۵)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَآءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهٗ نَبِيٌّ وَاَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَسَيَكُوْنُ خُلَفَآءُ فَيَكْثُرُوْنَ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ وَصَلِّ كَذٰلِكَ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَاِلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔

صدرِ گرامی، واجب الاحترام سامعین محترم!

خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا لشکر

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جس وقت حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مسند آرائے خلافت ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کو تین چار بڑے اہم اور ضروری کام اور مسائل درپیش تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روم کے عیسائیوں سے مقابلے کے لیے حضرت سیّدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا تھا۔ حضرت سیّدنا اسامہ رضی اللہ عنہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے ہیں اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے یہ واحد صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کا نام لے کر قرآن مجید نے تذکرہ کیا ہے۔ حضرت سیّدنا

اسامہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت ہی فرماں بردار اور بہت ہی چہیتے صحابی ہیں، یہ بالکل نو عمر تھے، اُٹھتی جوانی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے تھوڑا لمحہ قبل آپ رضی اللہ عنہ کی ڈیوٹی لگائی کہ آپ (رضی اللہ عنہ) روم کے عیسائیوں کے مقابلے کے لیے لشکر لے کر جائیں۔

اُس زمانے میں معمول یہ تھا کہ جو حضرات سفر کے لیے جاتے تیاری کر کے گھر سے نکلتے، باہر ایک منزل پر پہنچ کر پڑاؤ کر لیتے تاکہ اگر کوئی ساتھی رہ گیا ہے تو وہ آجائے، کوئی سامان شاٹ ہو گیا ہے تو وہ گھر سے لے لے، کوئی بات کوئی ہدایت گھر والوں کو دینی مقصود ہو تو دوبارہ رابطہ کیا جاسکے، رات بڑے اطمینان کے ساتھ گزارتے، سویرے اللہ کا نام لے کر تازہ دم ہو کر سفر شروع کر دیتے۔ اِسی طرح اُن حضرات کا معمول یہ تھا کہ جب کوئی لشکر کسی مہم سے واپس آتا تو مدینہ طیبہ کے قریب پہنچ کر شہر میں داخل ہونے کی بجائے باہر ٹھہر جاتا، ایک رات باہر گزارتے تاکہ شہر والوں کو آمد کی اِطلاع ہو جائے، گھر والوں کو پتہ چل جائے۔ دوسرا یہ کہ گھر والے بھی اُن سے رابطہ قائم کر لیتے، کوئی فوت ہو گیا ہے، کوئی بچہ پیدا ہوا ہے، کوئی لڑائی جھگڑا ہوا، کوئی صلح ہوئی تو پوری شہر کی صورت حال سے باخبر ہو جاتے کہ کہیں مبارک باد کے لیے جانا ہے یا تعزیت کے لیے، فلاں سے لڑائی ہو گئی ہے تو اُس سے ہم نے یہ معاملہ کرنا ہے۔ ان ساری تفصیلات کا پتہ چل جاتا، رات آرام کرتے، تھکاوٹ دور ہوتے ہی صبح تازہ دم ہو کر اللہ کا نام لیتے اور شہر میں داخل ہو جاتے۔

سیّدنا اسامہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا لشکر لے کر گئے تو اُسی معمول کے مطابق مدینہ طیبہ سے نکل کر بالکل قریب میں ہی اُنہوں نے قیام کیا۔ اگلے دن سفر سے پہلے اُنہیں اِطلاع ملی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت مبارک ٹھیک نہیں تو انہوں نے سفر کو ملتوی کر دیا۔ اگلے دن معلوم کیا تو اِطلاع ملی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت مبارک اور مضمحل ہو گئی ہے، اُنہوں نے جانا موقوف کیا۔ اگلے دن اِطلاع ملی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طبیعت مبارک اور گر گئی تو سفر پر جانے کی بجائے یہ مدینہ طیبہ واپس آگئے۔ اُدھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین کے اندر شریک ہوئے۔ اب سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے سب سے پہلے مسئلہ یہ تھا کہ حضرت اسامہ

رضی اللہ عنہ کے لشکر کی روانگی کا کیا کرنا ہے؟ خود حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور جا کر درخواست کی کہ حضرت! گھر کے بڑے کا وصال ہو جائے تو بعد والوں کے لیے اور چھوٹوں کے لیے اِتنے مسائل ہوتے ہیں کہ اُنہیں سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے، چہ جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخدومِ کائنات، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک سے پتہ نہیں اُمت کو کیا کیا مسائل پیش آئیں گے؟!!

میری درخواست یہ ہے کہ آپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے درخواست کریں کہ وہ اِس لشکر کی روانگی کو روک دیں۔ اگر وہ لشکر کو روانہ کرنا چاہتے ہیں تو کم اَز کم مجھے اِس لشکر کا سربراہ نہ بنائیں، میں بالکل نوعمر ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمادیا تو میں اِنکار نہیں کر پایا، مجھ سے بڑے اور سینئر دوسرے حضرات موجود ہیں، لشکر کی سربراہی اُن کے ذمہ رکھی جائے اور اِطمینان ہو کہ میں اُن کے خادم، ساتھی اور ماتحت ہو کر اُن کے ساتھ کام کروں گا اور آپ کو ذرّہ برابر شکایت نہیں آئے گی۔ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوتے ہی ہاتھ جھاڑے اور اِرشاد فرمایا کہ کہاں ہیں اسامہ؟ اُنہیں کہو کہ وہ لشکر کی تیاری کریں، لشکر کی روانگی کی فکر کریں۔

حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، اُنہوں نے عرض کیا کہ: حضرت! مدینہ طیبہ کا دفاع باہر کی لڑائیوں سے کہیں زیادہ اہم ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد نامعلوم کہاں کہاں چھپے ہوئے دشمن گھات لگائے بیٹھے ہیں۔ ہمارے جانے کے بعد اگر ناگہانی اُنہوں نے مدینہ طیبہ پر حملہ کر دیا اور مدینہ طیبہ خالی ہوا تو اُمت اِتنے بڑے حادثے سے دوچار ہوگی کہ پھر کبھی نہیں سنبھل پائے گی۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ لشکر کی روانگی کو موقوف کر دیں اور اگر لشکر کو بھیجنا آپ کے خیال مبارک میں بہت ضروری ہے اور آپ اِس رائے کو قبول نہیں کرتے تو میری دوسری درخواست یہ ہے کہ کم اَز کم اس لشکر کی سربراہی حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ جیسے نو آموز ساتھی کی بجائے کسی پُرانے تجربہ کار صحابیِ رسول کے ذمہ رکھی جائے تو وہ اُن کی اِطاعت کرنے کے لیے دل و جان سے تیار ہیں۔

حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جوں ہی یہ تجویز سنی تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

سے بے پناہ ناراض ہو گئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: بھائی عمر! آپ مجھ سے کیا توقع رکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک لشکر کو روانہ کریں اور ابوبکر اُس لشکر کی روانگی کو موقوف کر دے؟ آپ مجھ سے کیا توقع رکھتے ہیں کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو جرنیل مقرر کریں میں اُسے معطل یا تبدیل کر دوں؟

لشکر بھی جائے گا اور لشکر کے سربراہ بھی وہی ہوں گے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائے تھے۔ آپ اگر یہ فرمائیں کہ لشکر کو جو جھنڈا دیا تھا اُس لشکر کے جھنڈے کا کپڑا یا ڈنڈا تبدیل کر دیں ابوبکر یہ تبدیلی بھی قبول کرنے کے لیے تیار نہیں، چنانچہ لشکر روانہ ہوا۔ اُس کی تفصیلات ہیں، میں اُس میں نہیں جاتا۔

گلے کا ہار نہیں بنتے تو پاؤں کی زنجیر بھی نہ بنو

ابھی چار دن گزرے، اِطلاع ملی کہ مدینہ طیبہ کے قرب و جوار میں فلاں فلاں لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے اِنکار کر دیا۔ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کیا اور جمع کر کے اِرشاد فرمایا کہ مجھے اِطلاع ملی ہے کہ فلاں فلاں قبائل نے زکوٰۃ دینے سے اِنکار کر دیا ہے۔ آپ لوگ تیاری کریں، اُن کے خلاف جہاد ہوگا۔ بعینہٖ اب بھی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اُنہوں نے درخواست کی کہ حضرت! کیا کرتے ہیں؟ کل آپ نے ایک لشکر بھیجا حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں، آج اگر ایک اور لشکر بھیجتے ہیں تو مدینہ طیبہ خالی ہو جائے گا۔ یہ کون ہوتے ہیں زکوٰۃ کا اِنکار کرنے والے؟ یہ نہیں اِن کے بڑے بھی زکوٰۃ دیں گے۔ بس! میری اِتنی درخواست ہے کہ آج نہیں، پھر کبھی۔ ذرا ٹھہر جائیں۔ وہ لشکر واپس آ جائے، مدینہ طیبہ میں ایک دفعہ اِستحکام ہو جائے اِسلام کی گاڑی جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چل رہی تھی اُسی طرح رواں دواں رہے، رفتار میں کوئی کمی نہ آئے۔ جوں ہی حالات صحیح ہوئے ایک ایک سے زکوٰۃ لے لی جائے گی۔ آپ اطمینان رکھیں! حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہاں پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے دو تین مرحلوں میں دو تین باتیں علیحدہ علیحدہ کیں پہلی بات تو یہی کہی کہ اے عمر! جَبَّارٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَخَوَّارٌ فِي الْإِسْلَامِ۔ کیا کرتے ہو اِسلام لانے سے پہلے کے زمانے میں

توتم بہادر تھے، آج مصلحت کی باتیں کرتے ہو؟ یہ جملہ پوری اُمت میں سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو کہہ سکتے ہیں اور کسی کو کہنے کا حق نہیں۔ دوسرا فرمایا: اِنَّہٗ قَدِانْقَطَعَ الْوَحْیُ وَ تَمَّ الدِّیْنُ. اَیَنْقُصُ وَ اَنَا حَیٌّ (رواہ رزین، مشکوٰۃ، ص556: قدیمی کتب خانہ) آپ مجھ سے کیا توقع رکھتے ہیں؟ دِین مکمل ہوگیا، وحی منقطع ہوگئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کسی پر وحی نہیں آئے گی۔ اب آپ مجھ سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ میرے جیتے جی دِین اِسلام میں تبدیلی ہوگی اور میں اُس کو قبول کرلوں گا؟ یہ نہیں ہوسکتا! آپ کہتے ہیں کہ ذرا ٹھہر جائیں۔ اِس کا معنی یہ ہوا کہ آج زکوٰۃ کا اِنکار کیا ہے، ٹھنڈے پیٹوں ہم اُنہیں ہضم کرلیتے ہیں تو کل کوئی نماز کا اِنکار کردے گا، پھر اگر نماز کے اِنکار پر ہم چپ ہوگئے تو کل کوئی حج کا اِنکار کردے گا۔ دِین اِسلام کا حلیہ بگڑ جائے گا۔ مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا، اُن کے خلاف جہاد ہوگا۔ اور یہاں پر بہت ہی افسردہ دل کے ساتھ، جس طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کلیجہ پگھل پگھل کر باہر آرہا تھا، ایک جملہ یہ بھی اِرشاد فرمایا کہ: عمر! اگر تم بوڑھے ابوبکر کا ساتھ نہیں دے سکتے تو راستہ چھوڑ دو اور اُن کے سینے پر ہاتھ بھی مارا اور فرمایا: میرا راستہ چھوڑ دو! اور پھر بہت ہی حسرت کے ساتھ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کے فرمایا: بھائی عمر! اگر تم ابوبکر کے گلے کا ہار نہیں بن سکتے تو کم اَز کم ابوبکر کے پاؤں کی زنجیر تو نہ بنو۔

حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دل و دماغ میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی اِتباع اور دِین اِسلام کے دفاع کا جو جذبہ موجزن تھا وہ موجیں مار رہا تھا، ابھی ٹھنڈا نہیں ہوا تھا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عمر! تم میرا راستہ چھوڑ دو، اگر تم نہیں جاتے تو پھر میں اکیلا جاؤں گا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سینے پر ہاتھ رکھ کے جھٹکا دیا اور واقعی میں دو قدم آگے بڑھا لیے۔ بعد میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اِرشاد فرمایا کرتے تھے کہ لوگو! تمہیں کیا معلوم کہ اُس دن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے میرے سینے پر کیا ہاتھ رکھا کہ اُن کے ہاتھ رکھنے کی وجہ سے اللہ نے میرے سینے کو کھول دیا اور فرماتے تھے کہ اے لوگو! تم یہ سمجھتے تھے کہ اُس دن ابوبکر بول رہے تھے؟ نہیں! زبان ابوبکر کی چل رہی تھی، روح محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی کام کر رہی تھی۔ سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگو! اگر اُس دن ہمارے کہنے پر واقعی میں

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جنگ کرنے سے رک جاتے اور مانعین زکوٰۃ کے اِس فعل کو ہضم کر لیا جاتا تو پتہ نہیں دِین اسلام کا کس طرح حلیہ بگڑ جاتا؟ فرمایا: یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے کہ اُنہوں نے اِن مشکل حالات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پوری اُمت کو ایک دھاگہ باندھ کے لائن میں ایسے کھڑا کر دیا کہ ذرّہ برابر نہ کسی کو آگے ہونے دیا نہ کسی کو پیچھے ہونے دیا۔ لشکر تیار ہو گئے اور جا کر مانعین زکوٰۃ کے ساتھ معرکہ ہوا۔ اُس کی تفصیلات ہیں، میں اُس میں نہیں جاتا۔

خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور مسیلمہ کذاب

میرے بھائیو! حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سامنے تیسرا اہم ترین کام یہ تھا کہ یمامہ میں مسیلمہ کذاب نے نبوّت کا دعویٰ کیا۔ اب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا لشکر بھیجا جا چکا ہے، مانعین زکوٰۃ کے خلاف لشکر بھی بھیجا جا چکا ہے، اب پتہ چلا کہ چھ ہفتوں میں ایک لاکھ آدمی مسیلمہ کے ساتھ مل گئے ہیں۔ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اِطلاع ملی کہ تقریباً چالیس ہزار مسلح آدمی لے کر وہ مدینہ طیبہ پر بھی چڑھائی کا منصوبہ بنا رہا ہے۔ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جوں ہی اِطلاع ملی آپ نے نماز کے بعد تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا ہے؟ بھائیو! توجہ کرو، مجھے آپ سے عرض کرنا ہے وہ یہ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کی روانگی کا مسئلہ آیا تب اور مانعین زکوٰۃ کے خلاف لشکر بھیجنے کا مرحلہ آیا تب دونوں موقعوں پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اِختلافی نوٹ دے چکے ہیں۔ کہہ چکے ہیں کہ لشکر کو روانہ نہ کیا جائے اِس کو بھی اور اُس کو بھی، لیکن اِس کے باوجود صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لشکروں کو روانہ کیا۔ اب تیسرے مرحلے پر جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ: پتہ چلا ہے وہ جھوٹا مدعی نبوّت ملعون کائنات مسیلمہ کذاب لشکر لے کر مدینہ طیبہ پر چڑھائی کا سوچ رہا ہے، اُس جھوٹے مدعی نبوّت اور اُس کے عزائم کے ساتھ کس طرح نمٹا جائے؟ تو یہی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اُنہوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ حضرت!

ابھی، ورنہ کبھی نہیں۔ ایک سیکنڈ ضائع کیے بغیر لشکر تیار کریں اور اُس کے خلاف مقابلے کے لیے لشکر کی روانگی کا حکم جاری فرمائیں اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ: سب سے پہلے میرا نام لکھیں، میرے بھائی کا نام لکھیں، میرے بیٹے کا نام لکھیں۔

لو جی! فہرست بھی تیار ہوگئی کہ کون کون جائے گا؟ اور منکرین ختم نبوت کے خلاف جہاد کرنے کے لیے اِسلام کا پہلا جو لشکر جا رہا ہے اُس لشکر کے روانہ کرنے والے سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اور اُس لشکر میں پہلا نام لکھوانے والے سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ وہ دو آدمی ہیں کہ پوری کائنات میں جب سے زمین بنی اور جب تک یہ رہے گی، پوری دُنیا میں انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد اِن دو آدمیوں جیسا نہ کوئی آیا ہے نہ قیامت کی صبح تک کوئی آئے گا۔ یہ دونوں اپنی مثال آپ ہیں بعد الانبیاء سب سے اعلیٰ اور افضل شخصیات ہیں۔ ایک حکم دے رہے ہیں اور دوسرے نام لکھوا رہے ہیں۔ اب لوگوں نے نام لکھوانے شروع کیے، تین لشکر حضرت سیّدنا صدیق اکبر کو بھیجنے پڑے۔ میں معافی چاہتا ہوں میں نے گفتگو لمبی کر دی، میں نتیجے کی طرف بہت جلدی آجاؤں گا لیکن اِس نتیجے پر پہنچنے کے لیے یہ گفتگو کیے بغیر چارہ نہیں۔

مسیلمہ کے خلاف پہلے لشکر کی روانگی

بھائیو! پہلا لشکر حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں روانہ ہوا جس میں چار ہزار آدمی تھے۔ جب وہ جانے لگے تو حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے۔ فرمایا: دیکھو! جو فہرست مشورے سے تیار ہو چکی ہے مجھے ترمیم کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ اَمیرِ کارواں ہیں، اِس لشکر کے سربراہ ہیں۔ اگر آپ اِتنی ترمیم کر دیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو میرے پاس چھوڑ جائیں، جنگ میں جانے کی بجائے اُن کی یہاں زیادہ ضرورت ہے۔ چنانچہ سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق سیّدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اِستثناء کا سرٹیفکیٹ جاری کر دیا۔ اب لشکر روانہ ہونے لگا تو حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی لگام تھامے ساتھ ساتھ پیدل چل رہے ہیں اور سمجھا رہے ہے

ہیں کہ عکرمہ تم بڑی رازداری کے ساتھ جاؤ! جا کر دشمن کی پیش قدمی کو رُوک دو، تمہیں دیکھ کر اُس کے چھکے چھوٹ جائیں گے، کبھی آگے بڑھنے کی وہ جرأت نہیں کرے گا، مورچہ زن ہو جاؤ، اپنی فوجوں کو اُن کے سامنے ڈال دو لیکن اُن کے ساتھ لڑائی شروع نہ کرنا جب تک کہ میری طرف سے تمہیں اِجازت نہ آجائے۔ حضرت سیّدنا صدیق اکبر سمجھتے تھے کہ وہ بہت بڑا لشکر ہے۔ کہاں چالیس ہزار اور کہاں چار ہزار؟!! تو اِتنے بڑے لشکر کے سامنے لڑنا مناسب نہیں ہوگا۔

فرمایا: تم ذرا ٹھہر جاؤ! اُنہوں نے کہا: جی بہت اچھا! لیکن جب روانہ ہوئے تو وہاں پہنچنے پر حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو پتہ ہی نہیں تھا کہ صورت حال کیا ہے؟ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جذبہ، کچھ مسیلمہ کذاب جیسا گھاگ آدمی۔ اُس نے دیکھا کہ آج چار ہیں اور کل یہ آٹھ بھی ہو سکتے ہیں، آج آٹھ ہیں تو کل بارہ بھی ہو سکتے ہیں، ابھی سے اِن کا خاتمہ کرو، کہیں اِن کی تعداد بڑھ نہ جائے۔ اُس نے چھیڑ چھاڑ کی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ کا نام لیا، نہ چاہنے کے باوجود جنگ ہوئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شکست ہوگئی۔ حضرت سیّدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور خط کے اندر تحریر کیا کہ حضرت! میں مانتا ہوں کہ مجھ سے غلطی ہوئی، آپ نے مجھے روکا تھا کہ جنگ نہیں کرنی لیکن مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا ہوا؟ نہ چاہنے کے باوجود جنگ ہوگئی، میرے اِرادے کا اِس کے اندر کوئی دخل نہیں، یہ تقدیرِ الٰہی ہے کہ اُس نے جاری ہونا تھا۔ اُس کے اندر میرا قصور نہیں، خدا کے لیے مجھے معاف کر دیں اور اِطلاع یہ ہے کہ دشمن نے ہمیں محصور کر رکھا ہے، ہم گھیرے میں ہیں، شکست سے دوچار ہیں، ہماری مدد کے لیے کسی کو بھیجا جائے۔

یہ خط حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا، خط کو پڑھ رہے، ہیں خط کو پڑھتے پڑھتے ایک تاریخی جملہ فرمایا: عکرمہ کو کیا ہو گیا ہے؟ یہ اُستادی جانتا نہیں اور کسی کی شاگردی مانتا نہیں؟ مقصد یہ کہ یہ اُستاد بننے کے قابل نہیں اور شاگرد بھی نہیں بننا چاہتا کہ میں نے اُن کو روکا بھی تھا اور اُنہوں نے پروا بھی نہیں کی۔

دوسرے لشکر کی روانگی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ فرمایا: کہاں ہے شراحبیل ابن حسنہ رضی اللہ عنہ؟ وہ کھڑے ہوئے اور اُنہوں نے کہا: جی! میں حاضر ہوں۔ فرمایا: میاں! تم لشکر کو ترتیب دو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ ہمّت کرو! وہ دیکھو، جنّت تمہارے سامنے بانہیں کھولے تمہارا اِنتظار کر رہی ہے۔ شام سے پہلے پہلے لشکر تیار ہوا اور فرمایا: اپنے بھائیوں کی مدد کے لیے پہنچو، اگر آج تم سے غفلت ہوگئی تو تمہارا نام تک ناموں میں نہیں ہوگا اور تمہاری داستان تک داستانوں میں نہیں ہوگی۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آج اِس درد کے ساتھ خطبہ دیا کہ مدینہ طیبہ میں جتنے حضرات تھے کم وبیش ہر گھر سے ایک دو تین آدمی تیار ہوئے، چار ہزار کا اور لشکر تیار ہو گیا۔ اب یہ لشکر جانے لگا تو حسبِ روایت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ شراحبیل ابن حسنہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی لگام تھامے ساتھ دوڑ رہے ہیں اور بڑی سرگوشی کے انداز میں فرماتے ہیں: شراحبیل! جاؤ! اللہ کی مدد تمہارے ساتھ ہے، میں بھی تمہارے لیے دعا گو ہوں لیکن تم وہاں پہنچ کے اپنے زخمی بھائیوں کی مرہم پٹی کرو دشمن کو بھی یہ بات باور کرادو کہ یہ اکیلے نہیں، آپ بھی اُن کے ساتھ ہیں۔ لیکن آپ نے بھی لڑائی نہیں کرنی، میری طرف سے جب تک تمہیں پیغام نہ پہنچے پیش قدمی نہ کرنا۔

اب یہ حضرات وہاں پہنچے ہیں، مسیلمہ کذاب کو پتا چلا کہ اُن کے پاس تو کمک آگئی، اِن کی ابھی تک کمر نہیں ٹوٹی، ان کا حوصلہ نہیں ٹوٹا، اُسی طرح حوصلے میں ہیں، کمک بھی مزید پہنچ گئی، ویسے بھی وہ فتح کے نشے کے اندر چور تھا، اُس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، چھیڑ چھاڑ کی، اِدھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی شکست پر بل کھائے ہوئے تھے، انہوں نے بھی زخمی شیر کی طرح آؤ دیکھا نہ تاؤ، نہ چاہنے کے باوجود لڑائی ہوگئی۔ بھائیو! یہ واقعہ ہے کہ دوسری مرتبہ لڑائی ہوئی، اِس میں بھی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شکست ہوئی۔

ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی کمر کو ٹیڑھا کر دیا

اب حضرت شراحبیل ابن حسنہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا

کہ حضرت! میں کیا تاویل کروں اِس اَمر کی کہ آپ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو بھی روکا تھا لیکن جنگ ہوگئی، آپ نے مجھے بھی روکا تھا کہ جنگ نہیں کرنی لیکن ہوگئی، میں اِس کی کوئی تاویل نہیں کرتا بلکہ معافی چاہتا ہوں کہ اب مہربانی کریں اور ہماری مدد کے لیے مزید آدمی بھیجیں۔ آج پھر اُسی طرح حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت شراحبیل ابن حسنہ رضی اللہ عنہ کا خط پڑھ رہے ہیں اور خط پڑھتے پڑھتے اپنے ہاتھ کا مکا بنایا اور اپنی کمر کو ٹھکورتے ہیں اور مکا مارتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ لوگو! میں تمہیں بتا نہیں سکتا کہ شراحبیل ابن حسنہ رضی اللہ عنہ کے خط نے ابوبکر کی کمر کو کس طرح ٹیڑھا کر دیا ہے؟

مدینہ منورہ خالی ہوگیا

اب آپ حضرات ذرا توجہ کریں! ایک حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا لشکر، دوسرا مانعین زکوٰۃ کے خلاف لشکر، تیسرا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں وہ لشکر بھیجا جا چکا ہے، اتنے لشکروں کی روانگی، اُدھر شراحبیل ابن حسنہ رضی اللہ عنہ بھی گئے، مدینہ طیبہ تقریباً خالی ہو چکا، چند حضرات رِہ گئے، سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے صورتِ حال یہ ہے کہ بیک وقت مدینہ طیبہ کا بھی دفاع کریں اور کوئی اور لشکر بھی باہر بھیجیں، ایسی کوئی صورت نہیں ہے۔

کون بوڑھے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی مدد کرے گا؟

حضرت شراحبیل ابن حسنہ رضی اللہ عنہ کا خط آتے ہی سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسے بیدار مغز خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فوری فیصلہ کیا۔ کھڑے ساتھیوں کی جانب دیکھا اور فرمایا: میاں! تم میں کوئی جوان ہے جو اُٹھے اور بوڑھے ابوبکر کی مدد کرے؟ مجھے ایک آدمی چاہیے، ابھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اعلان کے الفاظ ختم نہیں ہوئے تھے کہ ایک نوجوان کھڑے ہوگئے، اُنہوں نے کہا: جی حضرت! میں حاضر ہوں۔ فرمایا: بیٹا! ہمت کرو! جاؤ اپنے گھر، گھوڑے کے دانہ پانی کے چکر میں نہ پڑنا بلکہ جس حال میں بھی گھوڑا ہے اُس پر کاٹھی رکھو اور آجاؤ۔ گھر میں کچھ پکا ہے تو ساتھ لے لو، پکوانے کے چکر میں بھی نہ رہنا، وقت ضائع نہ کرنا، جتنی جلدی ممکن ہو میرے پاس آؤ، میں اِتنے میں خط لکھتا ہوں۔ حضرت سیّدنا

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے نام خط لکھنا شروع کیا۔ برادرِ عزیز! خط لکھا جارہا ہے کہ اِتنے میں وہ آ گئے۔

ابھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دستخط بھی نہیں کیے، آخری سطریں ابھی باقی ہیں، جوں ہی اُس نوجوان کو دیکھا کہ وہ گھوڑے پر چڑھ کر آ گئے ہیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فوراً کھڑے ہو گئے اور اُس کے ساتھ چل پڑے۔ فرمایا: میں تمہیں اِنتظار کی زحمت بھی نہیں دینا چاہتا چلتے ہوئے اُس خط کو مکمل کیا، تہہ کر کے اُس کے سپرد کیا اور اُسے فرمایا: جاؤ! اللہ تمہاری مدد کرے۔ وہ صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں خط لے کر روانہ ہوا، مجھے ایسے محسوس ہوا کہ رب تعالیٰ زمین کی طنابیں کھینچ کر میرے گھوڑے کے قدموں کے نیچے سے گزار رہے ہیں، وہ مہینوں کا سفر تھا ہفتوں میں، ہفتوں کا دنوں میں، دنوں کا گھنٹوں میں، یہ جا وہ جا۔ اب یہ مدینہ طیبہ سے سفر کر کے وہاں پہنچے ہیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے نام خط

حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جو سَیْفٌ مِّنْ سُیُوفِ اللہِ ہیں، جنہیں محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعائیں حاصل تھیں، یہ بالکل تیاری کر کے لشکر کو میدان میں لے آئے سارے مسلح گھوڑوں پر سوار، سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر سوار اُنہیں ہدایات دے رہے ہیں، اُنہوں نے صفیں باندھی ہوئی ہیں، آپ رضی اللہ عنہ ہدایات دے رہے ہیں کہ آج فلاں طرف کا رُخ کرنا ہے، تم میں پہلی صف یہ ہوگی، دوسری یہ، یمین پر یہ ہوں گے، یسار یہ ہے، آگے یہ ہوں گے، پیچھے یہ ہوں گے۔ اِس طرح جانا ہے، پہلے یہ بات کرنی ہے، پھر یہ نعرہ لگانا ہے، یہ مطالبہ کرنا ہے، دشمن نہ جانے تو پھر اِس طرح ہم نے پیش قدمی کرنی ہے۔ اِدھر ہدایات دے رہے ہیں اُدھر نظر اُٹھی، دیکھا کہ دور مدینہ طیبہ کی جانب سے کوئی سوار گھوڑے کو دوڑاتا ہوا آرہا ہے۔ حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے خطاب کو روک دیا، سراپا اِنتظار ہو گئے۔ یہ اُن کے قریب آئے، جیب میں ہاتھ ڈالا، خط نکالا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ سیّدنا خالد کے نام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لکھا تھا: بھائی خالد! مسیلمہ

کذاب نے مدینہ طیبہ پر چڑھائی کے لیے پوری تیاری کی اُس کے اِرادے کا علم ہوا تو میں نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ کہا تھا کہ لڑائی نہ کرنا، اُنہوں نے لڑائی کی اور شکست ہوگئی۔ میں نے اُن کی مدد کے لیے شراحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں لشکر بھیجا۔ میں نے اُن کو بھی کہا کہ لڑائی نہ کرنا بلکہ میرے حکم کا اِنتظار کرنا۔ خیال تھا کہ میں اِدھر اُدھر سے فوجیں اکٹھی کرکے اُن کی مدد کے لیے بھیجوں گا، پھر یہ اُن پر چڑھائی کریں گے لیکن اُن سے بھی غلطی ہوئی اور لڑائی ہوگئی۔

اب مسلسل شکستوں کے بعد اُن حضرات کی بالکل کمر ٹوٹ گئی ہے، وہ جاں بلب ہیں۔ میرا یہ خط آپکے پاس پہنچے، اگر آپ کھڑے ہیں تو دوڑ پڑیں، اگر بیٹھے ہوں تو اُٹھ کھڑے ہوں، اگر لیٹے ہوئے ہیں تو اُٹھ کر بیٹھ جائیں اور اِس طرح کریں کہ میرا خط ملتے ہی فوری طور پر پورے لشکر کے دو حصے کریں، ایک کو اُسی جگہ رہنے دیں، دوسرے کو ساتھ لیں اور چل پڑیں۔ عکرمہ پر بھی پابندی تھی کہ تم نے میری اِجازت کے بغیر لڑائی نہیں کرنی، شراحبیل ابن حسنہ رضی اللہ عنہ پر بھی یہ پابندی تھی لیکن آپ کے اُوپر کوئی پابندی نہیں، آپ مجاز ہیں۔ اللہ کا نام لیں! جاتے ہی اُن ساتھیوں کے حالات معلوم کریں اور جو تجویز ذہن میں آئے اُسے اللہ کی اِجازت سمجھیں۔ ہمت کریں! محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعائیں بھی آپ کے ساتھ ہیں، ابوبکر (رضی اللہ عنہ) بھی آپ کے لیے دعائیں کر رہا ہے۔ میرے رب کی رحمت بھی آپ کے ساتھ ہے۔ میں توقع رکھوں گا کہ ایک منٹ ضائع کیے بغیر آپ میری ہدایات پر عمل پیرا ہوں گے۔

تیسرے لشکر کی روانگی

میرے بھائیو! توجہ کرو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خط سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پڑھ رہے ہیں، پڑھتے پڑھتے جب اِس بات پر پہنچے کہ لشکر کے دو حصے کریں، ایک حصے کو رہنے دیں، دوسرے کو ساتھ لے چلیں۔ تو لشکر کے دو حصے کر دیے۔ لشکر اُن کے سامنے صفیں بنائے ہوئے تھا، اپنے ہاتھ سے اِشارہ کیا اور فرمایا کہ اِدھر والے اُدھر ہوجاؤ اور اُدھر والے اِدھر

ہو جاؤ۔ ایک منٹ میں پورے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اُن کو کہا: آپ یہاں رہیں۔ دوسرے ساتھیوں کو کہا: اللہ کا نام لو اور میرے ساتھ چلو۔ اُنہیں کہا: پریشان نہ ہوں آپ مورچے کو سنبھالے رکھیں، میں آیا کہ آیا جلدی کہ تمہیں اندازہ بھی نہیں ہوگا۔ آپ یہیں رہیں، ایک ضروری کام سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پیغام آیا ہے۔ چنانچہ آپ اُس لشکر کو لے کر روانہ ہوئے۔ حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بروقت فیصلہ کرنے کی صلاحیت کا آپ حضرات اندازہ کریں کہ ایک منٹ میں لشکر کے دو حصے کیے اور اِدھر جانا تھا تو اُس حصے کو ساتھ لے لیا اور اگر اُدھر جانا ہوتا تو اُن کو کہتے کہ تم رہو اور اُن کو ساتھ لے کر چل پڑتے۔ سیکنڈ لگایا، یہ جا وہ جا پہنچے ہیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور جنگی پوزیشن کا جائزہ

حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے وہاں یمامہ میں جا کر حضرت سیّدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ کو بلایا، حضرت شراحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور وہاں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے اُن میں سے اِہم ترین حضرات کو بلایا۔ بلا کر پوری تفصیلات پوچھیں کہ اُس کے پاس لشکر کتنا ہے؟ اُس کے پاس سوار کتنے ہیں؟ پیدل کتنے ہیں؟ اُن کے پاس اسلحہ کتنا ہے؟ اُن کی جنگی پوزیشن کیا ہے؟ تمہیں کیا ہو گیا؟ تم لوگ کتنے تھے؟ کیسے شکست کھائی؟ کتنے شہید ہوئے؟ کتنے زخمی ہوئے؟ زخمیوں کا آپ نے کیا کیا؟ آپ کو یہ ساری معلومات کو بہم پہنچائی گئیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تبرک ساتھ رکھتے

اب میں اس بات کو یہاں پر چھوڑ کر تھوڑی دیر کے لیے آپ حضرات کو سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی شخصیت سے متعلق ایک بات کی طرف اِشارہ کرتا ہوں۔ توجہ کریں! آج رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجامت بنوائی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تراشیدہ بال اور ناخن حضرت سیّدنا خالد بن ولید نے لیے۔ گھر گئے، اپنی اہلیہ کو جا کر فرمایا کہ: دیکھیں! میرے لیے دوتہ والی ٹوپی تیار کریں اور اُس ٹوپی کے درمیان میں اِن بالوں کو بھی بکھیر کے رکھ دیں کہ پتہ نہ چلے، ناخن بھی میرے لیے تبرک کا درجہ رکھتے ہیں۔ سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب کبھی کہیں

لشکر کشی کے لیے جاتے تھے، محمد عربی ﷺ کے تراشیدہ بال اور ناخن کو سر کے تاج کی طرح سر پر رکھ کر جاتے تھے، اُوپر پگڑی باندھ لی، ٹوپی نیچے رکھی ہوئی ہے۔ اور بھائیو! حضور ﷺ کی دعا بھی ساتھ ہوتی تھی، محمد عربی ﷺ کا تبرک بھی ساتھ ہوتا تھا۔ سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جدھر جاتے تھے، دشمنوں کی صفوں کی صفیں اُلٹ دیتے تھے۔ توجہ کریں، ایک جنگ میں ایسا مرحلہ بھی آیا کہ حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اچانک نکلے ٹوپی اُٹھانا بھول گئے، پگڑی اُٹھائی، سر پر رکھی، ادھر جنگ کا طبل بجا اُدھر انہوں نے تیاری کی، پگڑی رکھ لی، ٹوپی نیچے رہ گئی اُن کی اہلیہ سویرے اُٹھیں تو اُنہوں دیکھا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی تو یہاں رہ گئی، اِس کے بغیر تو وہ جنگ نہیں کیا کرتے۔

بہادر کی دوستی بہادر بناتی ہے

بھائیو! میں عرض کرتا ہوں کہ بہادر آدمی کی سنگت (دوستی) اِنسان کو بہادر بناتی ہے، بزدل کی سنگت انسان کو بزدل بناتی ہے۔ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول آپ نے سنا ہوگا، فرمایا کرتے تھے کہ: میں یہ تو نہیں کہتا کہ جو میری مجلس میں آکر بیٹھ جائے میں اُس کو ولی اللہ بنا دوں گا۔ ہاں! اِتنی بات ضرور کہتا ہوں کہ جو ایک دفعہ میری مجلس میں بیٹھ گیا اُس کی چمڑی کے اندر انگریز کا خوف نہیں رہے گا۔ یہ ہے ایک بہادر آدمی کی بات۔ اب آپ توجہ کریں! سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بہادری کا یہ عالم ہے تو سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی بہادری کا کیا عالم ہوگا؟ اُن کی اہلیہ نے مَردوں والا لباس پہنا، نیچے وہی، اُوپر سے اُنہوں نے چوغہ ڈالا کہ کسی کو پتہ نہ چلے، سر پہ پگڑی باندھی، اپنے منہ کو ڈھانپ لیا، صرف آنکھیں ہیں سامنے دیکھنے کے لیے اور جسم کا کوئی حصہ نظر نہیں آرہا تھا۔ تیز رفتار گھوڑا پکڑا اور اُس کے اُوپر بیٹھیں، لگام کھینچی، ایڑی لگائی، یہ جا وہ جا! ہواؤں کے ساتھ فراٹے بھرتا ہوا گھوڑا جا رہا ہے۔

برادرانِ عزیز! وہ جس وقت میدان میں پہنچیں تو سیّدنا خالد رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے دیکھا کہ ستر دشمنوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو گھیر رکھا ہے وہ اُن کے نرغے میں اکیلے ہیں۔ حضرت سیّدنا خالد رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے اللہ کا نام لے کر اُن کے بیچ میں گھوڑے کو ڈال دیا، اُن کو کاٹتی مارتی جیسے تیسے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

اِس پریشانی کے عالم میں سوچ رہے ہیں کہ یہ کون اللہ کا بندہ ہے؟ جو ناگہانی میری مدد کے لیے اللہ کی رحمت ونصرت بن کر آ گیا۔ اب اہلیہ جیسے تیسے صفوں کو چیرتی ہوئی اُن کے قریب ہوئیں، جیب میں ہاتھ ڈالا، ٹوپی نکالی، اُن کی طرف بڑھائی۔ سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ یہ تو میری اہلیہ ہیں، جلدی میں اُنہوں نے پگڑی کو اُتارا، ٹوپی کو رکھا، پگڑی سیٹ کی، تلوار اُٹھائی، بس! یہ ٹوپی سر پر رکھنے کی دیر تھی، یہ ٹوپی سر پہ کیا آئی کہ رب کی رحمت آ گئی، یک دم میدان کا نقشہ بدل گیا۔ وہی سیّدنا خالد جو ستر آدمیوں میں گھرے ہوئے تھے اب اُنہوں نے تلوار چلانی شروع کی تو گاجر مولی کی طرح، بھیڑ بکریوں کی طرح کٹتے ہوئے دشمنوں کے ڈھیر لگے جا رہے ہیں۔ دو منٹ کے اندر اللہ نے جنگ کا پانسا ہی بدل دیا۔

راستہ دِکھایا جا رہا ہے

بھائیو! فتوح البلدان والے نے ایک اور واقعہ لکھا: اور یہ تاریخ اِسلامی کا عجیب ترین واقعہ ہے۔ حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک قلعے کا محاصرہ کیا، دشمن کو للکارا، دشمن جو آئے دو مہینے کی خوراک لے کر قلعہ بند ہو گیا اور قلعہ کا اِتنا مضبوط حصار کہ سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لیے قلعہ کو فتح کرنا مشکل ہو گیا۔ اب وہاں پر جانے کا راستہ کوئی نہیں، بالکل باہر میدان میں پڑے ہیں۔ اُدھر دشمن ہے کہ وہ عیش وعشرت کے ساتھ وہاں پر لیٹا ہوا، بڑے آرام واطمینان کے ساتھ محفوظ طریقے پر قلعہ بند ہو کے عیش کر رہا ہے۔ ایک دن، دو دن، ہفتہ دو ہفتے، چار ہفتے، مہینہ بھر گزر گیا، اب دروازہ کھلتا نہیں، یہ اندر جا نہیں سکتے۔ حیران وپریشان کہ کیا کریں؟ ہر روز لشکر کو لیتے ہیں، جا کر قلعے کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں، شام کو واپس آ جاتے ہیں۔ پھر لشکر لے کر گئے، پھر واپس آئے، برابر یہ عمل چل رہا ہے، اُن کی مشقیں بھی جاری ہیں لیکن قلعے تک پہنچنے کی کوئی سبیل نہیں ہو رہی۔ اِدھر لشکر جاتا اُدھر اُن کا جو خانساماں تھا وہ کھانا، اُس زمانے میں کھانا کیا ہوتا تھا؟ ایک آدھ روٹی، ایک آدھ چپاتی، اُوپر کوئی کھجور کا دانہ رکھ دیا، زیتون کا کوئی ایک دانہ رکھ دیا، اچار کی کوئی ڈلی رکھ دی اور کیا رکھتے ہوں گے؟ ہر ایک کے بستر پر وہ کھانا رکھ جاتا۔ یہ حضرات شام کو واپس آتے،

کھانا کھاتے، نماز پڑھی اور رب کا نام لے کر سو گئے۔ صبح اُٹھ کے پھر چل پڑے۔

ایک روز حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ان کے بستر پر کھانا نہیں ہے۔ سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ اُس بیچارے سے غلطی ہو گئی ہو گی، بھول گیا ہو گا، کوئی بات نہیں۔ اُس کو بھی نہیں بلایا، کسی کو بتایا بھی نہیں، بھوکے پیٹ رات گزار دی۔ دوسرے دن پھر واپس آئے تو دیکھا کہ اُن کے بستر پر کھانا نہیں ہے۔ حیران و پریشان کہ حد ہو گئی دو ہزار آدمیوں کو کھانا تقسیم کرتا ہے، کسی اور کا نہیں بھولتا، کل بھی میرا بھولا، آج بھی میرا بھولا؟ یہ بات نہیں، کوئی چکر ہے۔ لیکن صبر کیا، بُلا کے اُسے ڈانٹا بھی نہیں، جواب طلبی بھی نہیں کی رات جیسے تیسے گزار دی۔ فرمایا کہ کل دیکھیں گے! کہ کیا کرتا ہے؟ سیّدنا خالد بن ولید نے اندازہ لگایا کہ جب روٹی کے تقسیم کرنے کا، کھانا رکھنے کے عمل کا وقت ہو گیا ہے تو باقی لشکر وہاں اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ آئے، آ کر ایک جھاڑی کے پیچھے چھپ کر کھڑے ہو گئے۔ یہ خانساماں آیا ہر ایک کے بستر پہ کھانا رکھا، سیّدنا خالد رضی اللہ عنہ کے بستر پہ بھی کھانا رکھا، جب کھانا رکھا تو حضرت خالد سمجھ گئے کہ کل بھی غلطی ہوئی ہو گی، پچھلے دنوں بھی، لیکن چلو آج تو ٹھیک ہو گیا ابھی یہ سوچ رہے تھے کہ جوں ہی خانساماں کھانا تقسیم کر کے اپنے کیمپ میں گیا، اِتنے میں ایک کتا پھلانگتا ہوا آیا، پھلانگتا پھلانگتا پورے لشکر کے کسی بستر سے کوئی کھانا نہیں اٹھایا، سیدھا سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بستر پر آیا اور آ کر اُس نے کھانا اٹھایا اور چل پڑا۔ سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کیس تو سمجھ میں آ گیا۔ اگر آج اِس نے کھانا اٹھایا ہے تو کل بھی اِسی نے اٹھایا ہو گا، اگر کل اٹھایا ہے تو اِس کا معنی ہے پرسوں بھی اِسی نے اٹھایا ہو گا، لیکن یہ کیا چکر ہے؟ اگر یہ بھوکا کتا ہے اُسے سب سے پہلے پنڈال میں داخل ہوتے ہی پہلے بستر سے کھانا اُٹھانا چاہیے، دو سو آدمیوں کا ادھر کھانا ہے، پانچ سو کا اُدھر، تین سو کا اُدھر، سو کا اُدھر کسی اور کو چھیڑتا نہیں، میرے کھانے کو چھوڑتا نہیں، مجھے اِس میں کوئی راز نظر آتا ہے۔ جونہی کتے نے دوڑ لگائی، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اُس کے پیچھے گھوڑا دوڑایا۔ برادرانِ عزیز! گھوڑا پیچھے لگا یا، یہ کتا چکر دیتے ہوئے دوڑا، آگے ہوا، پیچھے ہوا، اُس جھاڑی سے، چار

دیواری کے اِدھر سے دوڑتا دوڑتا بالکل اُس قلعے کے قریب پہنچا، اُس قلعے میں ایک بدررو خشک ہوگئی تھی، اُس سے آنے جانے کا راستہ تھا۔ یہ اُس کے ذریعہ سے قلعے کے اندر داخل ہوگیا سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے سے اُترے، زمین پر سجدہ ریز ہوگئے۔ فرمایا: پروردگار! یہ تو تیرا کرم ہے کہ مجھے راستہ دکھایا جارہا ہے کہ خالد! اگر آپ نے قلعہ فتح کرنا ہے تو راستہ یہ ہے۔

برادران عزیز! سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ واپس آئے، اپنے خانسامے کو بلایا، کھانا طلب کیا، خود کھایا، ساتھیوں سے کہا کہ میاں! جلدی جلدی نماز پڑھو اور سو جاؤ آج میں نے درمیان رات آپ کو اُٹھانا ہے۔ تقریباً بارہ ایک بجے جب اَندازہ ہوا کہ پورے قلعے والے گہری نیند سو گئے ہوں گے تو سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو اُٹھایا، اُٹھا کے کہا کہ تم سارے قلعہ کے باہر کھڑے ہو کے صف بند ہو جاؤ، ابھی قلعہ کا دروازہ کھلے گا۔ آؤ دیکھنا نہ تاؤ! اَللّٰہُ اَکْبَر کی صدا بلند ہو اور تمہارا داخلہ شروع ہو جائے، منٹ لگانا۔ اِدھر پچیس تیس پچاس ساتھیوں کو ساتھ لیا، اُس قلعہ کی اُس بدررو سے جو راستہ تھا وہاں سے گزرنا شروع کیا، ایک گزرا، دوسرا، تیسرا، چوتھا، پچیس، تیس پچاس ساتھی گئے۔ یہ سب سے پہلے دروازے پر پہنچے تو دربان دروازہ بند کر کے چابیاں لٹکا کے کرسی پر گہری نیند میں سویا ہوا تھا۔ سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جا کے اُس کو ٹھڈا مارا، وہ آنکھیں ملتا ہوا ہڑ بڑا کے اُٹھا۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: چابیاں کدھر ہیں؟ اُس نے اِشارہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے چابیاں اُٹھائیں اُس کو کہا کہ تم یہاں پہ کھڑے ہو جاؤ کہ کل تاریخ میں تمہاری شہادت لکھی جائے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فوج کس طرح اِس قلعے میں داخل ہوئی۔ اسکے بعد تالے کو چابی لگائی، دروازہ کھولا، جب اُس کے پٹ کھلے تو لشکر اِسلام داخل ہوا اور جس طرح فتح پائی، اُس کی تفصیلات ہیں۔ یہ میرا موضوع نہیں۔ میں نے دو واقعات عرض کیے کہ: کس طرح فتح رب کریم کی رحمت بن کے سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی مدد کیا کرتی تھی اور اُن کی راہنمائی کیا کرتی تھی۔

مسیلمہ کذاب سے گھمسان کی لڑائی

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پہنچے، حضرت سیّدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت شراحبیل بن

حسنہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اِرشاد فرمایا: ہاں بھئی سناؤ! انہوں نے پوری تفصیلات عرض کیں۔ حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اُن سے اِرشاد فرمایا کہ تم سارے سو جاؤ، آج صبح اِن شاءاللہ! نماز کے بعد دشمن کے ساتھ ہم نے لڑائی کرنی ہے۔ حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہر چند کہ رات بھر طویل سفر کر کے آئے ہیں لیکن اُنہیں سونا نصیب نہیں ہوا۔ جنہیں اپنے کام کے ساتھ عشق کے درجے تک لگاؤ ہوتا ہے اُن کے سامنے نیند کوئی حیثیت نہیں رکھتی، وہ تو چلتے چلتے ہو گئی۔ اب حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے رات بھر نقشہ تیار کیا۔ صبح ہوئی تو نماز پڑھی۔ لشکر کے تین حصے کیے، ایک حصے کو کہا کہ تم اِس پہاڑ کی پچھلی جانب چلے جاؤ۔ ہمیں فتح ہو یا شکست تمہیں اِس سے کوئی سروکار نہیں، تم یہاں پر رہو گے۔ تم نے بارہ بجے کے بعد میدان میں آنا ہے۔ بھلے ہمیں شکست ہو جائے لیکن اِس سے پہلے بھی تمہیں آنے کی اِجازت نہیں۔ ایک اور حصے کو بلا کے فرمایا: میاں! تمہارا کام یہ ہے کہ اللہ کا نام لو اور اِس پہاڑ کے پیچھے چلے جاؤ، ہمیں فتح ہو یا شکست تمہیں اِس سے کوئی سروکار نہیں، تم نے تین بجے کے بعد میدان میں آنا ہے۔ ایک حصہ باقی رہ گیا، آپ کھڑے ہوئے اور اِشارہ کر کے ستر افراد کا چناؤ کیا۔ اب آپ حضرات اندازہ کریں! حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی فوج بھی ہے، حضرت سیّدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ کی فوج بھی ہے اور حضرت شراحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی بھی۔ تینوں لشکر اور یہ چار چار ہزار۔ ہمارے سیرت نگار حضرات نے بارہ ہزار تعداد لکھی ہے۔ دشمن چالیس ہزار۔ اب اُن میں سے چار ہزار اُدھر گئے، چار ہزار اِدھر رہ گئے۔ باقی کو کہا: اللہ کا نام لو۔ اُن ستر آدمیوں کو کہا: تمہارے ذمہ صرف اِتنا کام ہے کہ جدھر میں اُدھر تم، جو میں کروں تم بھی وہی کرو، میرے ساتھ ساتھ رہنا، بس مجھ سے گم نہ ہونے پانا، مجھے اپنے سے گم نہ کرنا، میرے ساتھ ساتھ سائے کی طرح حاضر باش رہنا۔ باقیوں کو کہا: بناؤ صف! لو نام اللہ کا! وہ دیکھو جنگ شروع ہو گئی۔

جونہی جنگ شروع ہوئی تو مسیلمہ کذاب ملعونِ جہاں تو فتح کے نشے میں چور تھا، کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہید کر چکا تھا، کئی کو زخمی کر چکا تھا، وہ تو مست ہاتھی کی طرح پُرانا گھاگ قسم کا بلا کا لڑاکا آدمی تھا، اب اُس نے اپنی فوج کو اپنی سربراہی میں میدان کے

اندر اُتارا، اُدھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تازہ دم ہو کے اس کے ساتھ لڑائی شروع کی۔ جب گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی تو سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے گھوڑے کو نکالا اور پیچھے سے جا کے اُس کے عقب کے اُوپر حملہ کیا، ستر ساتھی بھی ساتھ ہیں، اب یہ اِدھر کو جنگ لڑ رہے تھے کہ اچانک اُدھر سے حملہ ہوا، حواس باختہ ہوئے، یہ اُدھر کو متوجہ ہوئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اُدھر کو متوجہ ہوئے اور لڑائی شروع ہوئی، جس وقت وہ اپنے طول کو پہنچی تو سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے گھوڑے کو نکالا اور پیچھے سے جا کر دشمن پر حملہ کیا۔ اب اچانک حملہ ہوا تو یہ حیران و پریشان، پیچھے کو مُڑتے ہیں تو آگے سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کی تلواریں اُن کا استقبال کرتی ہیں، گاجر مولی کی طرح کٹتے جا رہے ہیں، ہر طرف سے شدید نقصان پہنچا لیکن انہوں نے ہار بھی نہیں مانی، شکست بھی تسلیم نہیں کی، میدان کو بھی نہیں چھوڑا بلکہ برابر معرکہ برپا ہے، اب سارا جنگ کا نقشہ پلٹا اور اُدھر رخ ہو گیا تو سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کو نکالا اور اُدھر سے جا کر حملہ کیا، پہلو بدل بدل کے بارہ بجے تک سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب کا بھر کس نکالا اور چھکے چھڑائے لیکن وہ بھی اِتنا ظالم کہ اُس نے ابھی تک اپنی شکست نہیں مانی۔ بھائیو! ذرا توجہ کرو، بجے بارہ اُدھر سے اُٹھا لشکر اِسلام کا، نعرے لگاتا ہوا، تلواریں لہراتا ہوا جب میدان میں آیا مسیلمہ کذاب نے دیکھا تو اُس کی ہوا ریزی ہوئی، معافی چاہتا ہوں! اُس پر دیوانگی کی کیفیت طاری ہوگئی۔ اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ اچانک ہمارے لیے اللہ کی مدد آگئی تو یہ بھی شیر ہو گئے، وہ تو پہلے سے آرام کر کے آئے تھے وہ تھے شیر ہی، اللہ کا نام لیا اور یکدم میدان کا نقشہ بدلا، دشمن بالکل بے حال ہے، لرزہ براندام ہے، اُس کی ہڈی ہڈی کانپ رہی ہے، جوڑ جوڑ درد کر رہا ہے، اُس کی بوٹی بوٹی زخمی ہے لیکن ایسا بلا کا دشمن کہ اُس نے ابھی تک میدان کو نہیں چھوڑا، الجھائے رکھا۔ جب بجے تین، تین بجے کے قریب اُدھر سے داخل ہوا لشکر اِسلام کا، نعرے لگاتا ہوا، تلواریں لہراتا ہوا، جب یہ حضرات آئے اور دشمن نے اب دیکھا کہ میرے لیے کوئی جائے مفر نہیں، یہ لشکر نہیں آیا بلکہ میرے پاس موت کے فرشتے آگئے تو اُس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، مسیلمہ کذاب نے گھوڑے کو لیا اور دوڑ لگائی، ایک آدمی خیمے میں کھڑا ہوا، اُس

نے مسیلمہ کذاب سے پوچھا: بتاؤ! کیا ہوا؟ کوئی فرشتہ تو نہیں آیا؟ اُس نے کہا: فرشتے کی بحث کو چھوڑو، اب اپنی عزتوں کے لیے لڑو۔ اگر یہ عرب آگئے تمہاری عزتیں نہیں بچیں گی ،تمہارے ٹکڑے کر دیے جائیں گے، میری نبوّت کی بات نہ کرو اپنی عزتوں کی فکر کرو۔ وہ زور سے چلا کے کہتا ہے: او مسیلمہ کے ماننے والے مسیلمیو! یاد رکھو کہ یہ بھی جھوٹا، اِس کا فرشتہ بھی جھوٹا، مشکل وقت میں اِس کا فرشتہ بھی ساتھ چھوڑ گیا ہے لیکن اب صورت حال یہ ہے کہ مسیلمہ کی خاطر نہیں بلکہ اپنی عزت کی خاطر لڑائی لڑو، قبائل کے لوگ تھے، جنگ ہوئی، بڑی تفصیلات ہیں کہ مسیلمہ کذاب گیا، حدیقۃ الرحمٰن نامی ایک باغ تھا، اُس کے اندر جا کر یہ قلعہ بند ہوگیا، اُدھر قلعہ بند ہوا اِدھر حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم آئے، اُنہوں نے درخواست کی کہ حضرت! آپ مہربانی کریں، مجھے اُٹھا کر کسی طرح اِس چار دیواری کے اندر پھینک دیں، میں اکیلا جا کر دروازہ کھولتا ہوں، آپ حضرات اندر داخل ہوں، اللہ کا نام لیں! حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ انگشت بدنداں حیران و پریشان فرماتے ہیں: خدا کے بندے! کیا کرتے ہو؟ میں کیوں کر تمہیں اندر بھیجوں؟ تمہاری اکیلی جان دشمن ہزاروں کی تعداد میں، تم اکیلے کو بھیجا تو یہ خود کشی کے مترادف ہے۔ تمہارے خون کا کون ذمہ دار ہوگا؟ مسلمان کے خون کا ایک قطرہ ناحق بہے تو میں قیامت کے دن اللہ کو کیا جواب دوں گا؟ میرے لیے یہ ممکن نہیں۔ وہ اُن کے قدموں میں گر گئے۔ اُنہوں نے کہا کہ میں نے خون بھی معاف کیا، تم اللہ کے حضور بالکل بری الذمہ ہو، تم نہیں بھیج رہے تو میں خود جا رہا ہوں، میں تو آپ سے مدد مانگنے آیا ہوں کہ مجھے یہ دیوار عبور کروا دو، پھر دیکھو! اللہ کیا کرتے ہیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دو ساتھیوں کو بلایا اور کہا: اُس کو اُوپر اُٹھاؤ، ایک نیچے بیٹھا دوسرا اُس کے اُوپر، اُس کو کندھے پر اُٹھایا، پہلے ایک کھڑا ہوا، پھر دوسرا، یوں وہ صحابی دیوار کے قریب ہوگئے۔ دیوار کی دوسری طرف اَچانک دھماکہ ہوا، دشمن بیدار ہوا لیکن یہ بھی نیچے گر کر تلوار سنبھال چکے تھے، اُن سے لڑتے لڑاتے، کاٹتے پیٹتے جیسے تیسے دروازے تک پہنچے، اپنی تلوار کو تالے پر مارا، تالا کٹا، پھر ٹھڈا مار کر دروازہ کھولا، داخل ہوا لشکر اِسلام کا، پھر مسیلمہ کذاب اور اُس کے ماننے والوں کی جس

طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تکہ بوٹی کی وہ تاریخ کا ایک واقعہ ہے۔ مسیلمہ کذاب کے چالیس ہزار میں سے ایک روایت کے مطابق بائیس ہزار، ایک اور روایت کے مطابق اٹھائیس ہزار مسیلمی مارے گئے، بائیس ہوں یا اٹھائیس ہزار، یہ تعداد کوئی کم نہیں، اِدھر بارہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعینِ عظام شہید ہوئے۔ بھائیو! میں معافی چاہتا ہوں کہ میری گفتگو لمبی ہوگئی، میں سمیٹتا ہوں، آج اِس لشکرِ اسلام نے بارہ سو کی قربانی دی۔

حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے مقدر کو دیکھیں

ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے مقدر کو دیکھو! رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ۔ (سنن ترمذی شریف، ج 2، کتاب المناقب) قیامت کے دن سب سے پہلے میں اُٹھوں گا، میرے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے، دائیں بائیں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہوں گے۔ یہ مرحلہ چلتے وقت کا ہے کہ ایک مرحلہ یہ بھی ہوگا، جب قبر سے اُٹھیں گے تو دائیں محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بائیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے مقدر کو دیکھو! دائیں بائیں دو اللہ کے نبیوں کے حصار میں میرے رب کی رحمت اُن کو اٹھاتی ہے۔ میرے بھائیو! تفصیلات ہیں، میں اُس میں نہیں جاتا۔

سب سے بڑی نیکی

برادرانِ عزیز! علمائے کرام سے پوچھئے کہ دُنیا میں ایمان کے بعد سب سے بڑی نیکی کون سی ہے؟ نماز پڑھنا نیکی ہے لیکن سب سے بڑی نہیں، روزہ رکھنا، حج کرنا نیکی ہے لیکن سب سے بڑی نیکی نہیں، مجھ مسکین سے پوچھئے تو عرض کرتا ہوں کہ دُنیا میں اِیمان کے بعد سب سے بڑی نیکی نبوّت کے چہرے کا دیدار ہوا کرتا ہے۔ یہ اِتنی بڑی نیکی ہے کہ کائنات کی کوئی نیکی اِس نیکی کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ اگر سمجھ نہیں آتا تو مثال کے ذریعے عرض کرتا ہوں! اِس وقت روئے زمین پر مسلمانوں کی تعداد مردم شماری کے مطابق ایک ارب ۵۷ کروڑ ہے اب اُن سب مسلمانوں کو اللہ کروڑ سال کی زندگی دے دے، وہ کروڑ سال بیت اللہ میں گزریں جہاں ایک نیکی کے بدلے لاکھ ملتا ہے۔ ایک ارب ۵۷ کروڑ

مسلمانوں کی بیت اللہ کی عبادت ایک طرف اور ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پلک جھپک کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنا ایک طرف۔ یہ اِتنی بڑی نیکی ہے، جب کہ پوری اُمت کروڑ سال نیکی کر کے اِس سعادت کو حاصل نہیں کر سکتی۔ میرے ماں باپ، میری روح جسم، میری آل واَولاد قربان عقیدۂ ختم نبوت کی عظمت پر کہ مسیلمہ کذاب جھوٹے مدعی نبوت کے خلاف پہلا میدان لگا، بارہ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعینِ عظام رحمہم اللہ کی گراں قدر کمائی ہے اِس قدر فیاضی کے ساتھ عقید ختم نبوت کے مسئلہ پر قربان ہو کر آنے والی اُمت کو پیغام دیا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس کا مسئلہ آئے تو جان دے دینا، بڑی سے بڑی قربانی دے دینا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت پر سمجھوتا نہ کرنا۔ میرا وعظ ختم ہوا۔

قادیانیوں کو ریورس گیئر لگ گیا

اب میں رپورٹ عرض کرتا ہوں کہ ۱۰ اپریل کو میرا مانسہرہ جانا ہوا۔ ممکن ہے کہ یہاں مانسہرہ کا کوئی دوست بھی بیٹھا ہو، وہ ہماری اِن معلومات کی اپنے طور پر انکوائری کر سکتا ہے، وہاں میرا جانا ہوا، دوستوں نے پانچ چھ کانفرنسیں رکھی ہوئی تھیں۔ میں نے دوستوں کو بلایا اور اُن سے پوچھا کہ فتنہ قادینت کی پوزیشن کیا ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ آج سے دس بارہ سال پہلے ہم نے یہاں کام کا آغاز کیا تھا تو اُس وقت پورے ڈسٹرکٹ مانسہرہ کے قادیانیوں کی فہرست تیار کی، جوان، بوڑھے، عورتیں، بچے، مَرد، صحیح، سقیم، ملازم یا تاجر، سرکاری غیر سرکاری سب کی تعداد ۷۸۳ تھی۔ میں نے کہا: اب کیا پوزیشن ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ اللہ کے فضل و کرم اور ختم نبوت کے مسئلہ کی برکت سے پورے ضلع میں صرف ۹ قادیانی رِہ گئے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہیں۔ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ ---الآیۃ (سُورۃ ابرٰھیم) اللہ کا جتنا شکر کرو گے اللہ اتنی اپنی رحمتیں نازل کرے گا۔ برادرانِ عزیز! میں نے مانسہرہ کے دوستوں سے پوچھا: یہ کیسے ہوا؟ انہوں نے بتایا کہ اُن میں کچھ مسلمان ہو گئے، کچھ مَر گئے، باقی ۹ رِہ گئے۔ میں نے کہا: پھر؟ اُنہوں نے کہا کہ ہم جرگہ بھیج رہے ہیں، اُن

کے ساتھ کوئی جبر نہیں کیا، تبلیغ کے نقطہ نظر سے پہلے بھی جاتے رہے اب بھی جا رہے ہیں۔ اللہ نے دو سال کی مہلت دے دی تو دو سال کے بعد آپ جب تشریف لائیں گے تو پورے مانسہرہ میں کوئی ایک قادیانی نام کا جانور بھی نظر نہیں آئے گا۔اِنْ شَآءَ اللہ!

یہ طریقہ ہے کام کرنے کا، اس طریقے سے ہم سب اپنے اپنے علاقوں میں، جہاں ہم رہتے ہیں، پڑھتے ہیں، ملازمت یا کاروبار کرتے ہیں، اپنے گرد و پیش پر نظر رکھیں، علاقے میں ختم نبوت کے حوالے سے کام کرنے والے علماء سے ملتے رہیں، رابطہ رکھیں، جہاں کہیں کوئی غیر معمولی سرگرمی دیکھیں، ان کے علم میں لائیں، ان شاء اللہ! میرے اللہ نے چاہا تو بہت جلد اس دھرتی پر مرزا قادیانی کا نام لینے والا ایک قادیانی نہیں ملے گا۔

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

”دورِ حاضر کا سب سے بڑا فتنہ: فتنہ قادیانیت“

حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی رحمۃ اللہ علیہ
(مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت)

شایان لان، بلوچ کالونی، کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ٥
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔۔۔الآیۃ (سُوْرَۃُ الزُّمَرِ ۹) وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ اَوْ کَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ (سنن الترمذی:2682)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ وَصَلِّ كَذَالِكَ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلَى الْمَلَآئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِيْنَ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔

ہر اِبتداء سے پہلے ہر اِنتہا کے بعد
ذاتِ نبی بلند ہے ذاتِ خدا کے بعد
دُنیا میں اِحترام کے قابل ہیں جتنے لوگ
میں سب کو مانتا ہوں مگر مصطفی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد

علماء کرام سے درخواست

میرے نہایت واجب الاحترام علمائے کرام! ہم آپ حضرات کی زیارت کرنے اور آپ سے دعا لینے کے لیے آئے ہیں، اللہ نے آپ کو دینی مسائل کی جو سمجھ عطا فرمائی ہے وہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں ہے، اللہ پاک نے قرآنِ کریم میں اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیثِ طیبہ میں علماء کے جو فضائل بیان فرمائے ہیں وہ اچھے طریقے سے آپ کے سامنے بھی ہیں۔ ہم تو اِس قابل نہیں ہیں کہ ہم آپ کو کچھ نصیحت کرسکیں یا ہم آپ

کسی عنوان پر توجہ دلا سکیں۔ صرف ایک یاد دہانی کرانی ہوتی ہے، تذکرہ ہوتا ہے اور کچھ چیزیں ہمارے علم میں ہوتی ہیں، کچھ آپ حضرات سے مشورہ لینا ہوتا ہے۔ اِس وجہ سے آپ لوگوں کی خدمت میں حاضری ہوتی ہے، ہمارا آنا آپ لوگوں کی زیارت کا ذریعہ بن گیا کہ علماء کی زیارت سے اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے اور ہمارے لیے ذریعہ نجات بنادے۔ (آمین!) میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ فتنوں کا دَور ہے۔ آپ حضرات جانتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا فتنہ کتنا خطرناک ہوتا ہے اور اُس کی سنگینی کتنی سخت ہے کہ اِن فتنوں کی وجہ سے صبح کے وقت بندہ مؤمن رہے گا اور شام کے وقت کافر ہوجائے گا۔ فرمایا کہ اُس وقت لوگوں کی حالت یہ ہوگی کہ سامان کی خاطر اِیمان کو فروخت کردیا کریں گے۔ (صحیح مسلم: حدیث 31) اب ایسے فتنوں کا مقابلہ اور اُن کا سدِ باب آپ علماء کی اور میری ذمہ داری ہے۔

پاکستان بننے کے بعد دو قسم کے لوگ

علماءِ کرام نے اِس دِین کی بقاء کے لیے اور اِن فتنوں سے اُمّت کو بچانے کے لیے جو محنت کی ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں، جب پاکستان بنا تو پاکستان بننے کے بعد دو قسم کے لوگ تھے، ایک لبرل لوگ تھے جنہوں نے اپنا مقصد حکومت چلانا، اُس کو آگے بڑھانا اور ملک میں ترقی کے اسباب تلاش کرنا تھا۔ جبکہ دوسری طرف آپ جیسے بلند ہمّت علمائے کرام تھے۔ پاکستان کی سرزمین پر اُس وقت چند مدارس ہوں گے، اکثر شہر مدارس سے خالی تھے۔ اب آپ حضرات نے اپنی ڈیوٹی سنبھالی کہ ہم نے پاکستان میں دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کرنی ہے۔ گویا کہ ایک کام آپ نے اپنے ذمہ لیا۔ ایک کام آپ کا تھا اور ایک کام ہمارے اربابِ حکومت کا تھا، یہ دونوں ساتھ چلے۔ اب بتانے کا مقصد یہ ہے کہ یہ دونوں حضرات جو پاکستان کے ابتدائی دنوں سے چلے اور اب تک چلے آرہے ہیں اِن دونوں کے کام آپ کے سامنے ہیں۔ روزانہ بیچارہ صدر پاکستان پیٹ رہا ہے کہ کرپشن ختم کرو، انصاف رائج کرو۔ اور آپ کے سامنے ہے کہ ہر دَور میں آنے والے حکمرانوں نے جو حالات پیدا کیے، جس قسم کے مال بنائے اور کھائے وہ سب دُنیا جانتی ہے اور دین کی

حفاظت و بقا کیلئے آپ علماء کرام کا کردار بھی سب کے سامنے ہے۔ اگر میں قسم اُٹھاؤں تو اِنْ شَآءَ اللہ! میں غلط نہیں ہوں گا کہ علماء کرام بڑے ہی پُر خطر اور بڑی ناداری کے حالات میں اِس دِین کے ساتھ وابستہ رہے، اِس کو آگے بڑھاتے رہے، دِینی اِدارے جاری کرنے کے لیے محنت کرتے رہے۔ یہ آپ لوگوں کی محنت کا ثمرہ ہے کہ اِس وقت پوری دُنیا کے اندر اگر اِسلام کچھ نہ کچھ اپنی اصلی شکل میں باقی ہے تو پاکستان میں ہے اور اِس اصلی شکل میں باقی رہنا آپ کی جرأت اور اِستقلال کا نتیجہ ہے۔ ورنہ آج آپ کے سامنے مصر، یمن، ایران اور دیگر ممالک کے حالات ہیں نام لینے کی ضرورت نہیں۔ آپ آتے جاتے رہتے ہیں۔ بہت بڑا زمین و آسمان کا فرق ہے اور وہ صرف اِس وجہ سے کہ آپ حضرات علمائے کرام کو اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جو منصب عطا فرمایا، جو لقب عطا فرمایا ہے اُس کی برکات ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ سے کام لیا۔

مولانا غلام رسول خان رحمۃ اللہ علیہ کی طلباء کو نصیحت و وصیت

حضرت مولانا غلام رسول خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے جب طلباء دورۂ حدیث سے فارغ ہوکر واپس جا رہے تھے تو طلباء نے عرض کیا کہ حضرت! ہمیں اب اِسناد مل گئی ہیں، ہمیں اپنے اپنے علاقوں میں جانا ہے تو ہمیں نصیحت فرما دیجیے۔ تو حضرت مولانا غلام رسول خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک نصیحت کرتا ہوں اور ایک وصیت کرتا ہوں۔ وصیت تو یہ کرتا ہوں کہ جب تمہارے کانوں میں آواز پڑے کہ غلام رسول خان دُنیا سے رُخصت ہوگیا ہے تو کچھ پڑھ کر مجھے بخش دینا اِس لیے کہ مُردہ محتاج ہوتا ہے اور نصیحت یہ کرتا ہوں کہ آپ جب دِین کے علوم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اپنے اپنے علاقوں میں جائیں گے تو یہ یاد رکھنا کہ اللہ نے آپ کو جو منصب عطا فرمایا ہے یہ بہت بڑا اور اُونچا منصب و مرتبہ ہے۔ اِس سے بڑھ کر آدمی کوئی تعریف نہیں کرسکتا کہ علماء کا یہ مقام ہے، علماء اِتنے معزز ہیں۔ اُن کے لیے تعریف کا سب سے خوبصورت جملہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ۔ (سنن الترمذی:2682) یہ انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ اَلْوُزَرَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ، یا دُنیادار کے بارے میں کوئی لفظ نہیں

آئے گا تو قرآن کی حفاظت، دِین کی حفاظت، اِیمان کی حفاظت ایسے مشکل ہوجائے گی جیسے ہاتھ کی ہتھیلی پر آگ کا انگارہ رکھنا مشکل ہوگا۔ یہ بات حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب انوار الباری جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۱۳۶ میں موجود ہے۔

بے حیائی اور عذابِ الٰہی

ہم دیکھ رہے ہیں کہ اِس وقت ہمارے معاشرے میں خصوصاً کالجوں اور یونیورسٹیوں میں عریانی، فحاشی اور بے حیائی کو جس تیزی کے ساتھ پھیلایا جارہا ہے، مخلوط نظام کو آپ دیکھیں گے تو آپ کانوں کو ہاتھ لگائیں گے کہ یہ کس طرح سے اُمّت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نوجوانوں کو برباد اور تباہ کرنے کے لیے ڈرامے کرتے ہیں، نشستیں ہوتی ہیں اور جو لڑکے اور لڑکیاں آپس میں میل ملاپ کرتے ہیں وہ کھلے عام اللہ کے عذاب کو دعوت دیتے ہیں۔ اِس کا نتیجہ اب ہمارے سامنے ہے، ملک کے اندر جو دہشت گردی کے حالات ہیں کہ ایک طرف بند کرتے ہیں تو دوسری طرف شروع ہوجاتی ہے، اُس طرف بند کرتے ہیں تو اِس طرف شروع ہوجاتی ہے تو اُس کی وجہ بے حیائی ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ: اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ۔۔۔ الآیۃ (سُوْرَۃُ النُّور ۱۹) (جو لوگ اہل ایمان میں فحاشی اور بے حیائی کو فروغ دینا چاہتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے دونوں جہانوں میں) آپ حضرات ہی نے اِن چیزوں کو روکنا ہے اور اِن کے آگے سدِّ سکندر بن کے کھڑا ہونا ہے تو پھر یہ چیزیں رکیں گی۔

دُنیا کے جتنے ممالک ہیں، انٹرنیٹ اور ٹی وی چینلز ہیں، آپ کے سامنے ہیں، ہر جگہ عریانی اور فحاشی کے لیے کام کیا جارہا ہے اور ہمارے نوجوانوں کی باقاعدہ ذہن سازی کی جارہی ہے تاکہ اُن کو ایسا عریاں اور فحاش بنادیا جائے کہ یہ لوگ اور علماء آپس میں ٹکراتے رہیں۔ دوسری طرف اربابِ اقتدار ہیں جن کا مطمحِ نظر یہ ہے کہ مستقل بنیادوں پر کھاتے رہیں، بنگلے بناتے رہیں، تنخواہیں لیتے رہیں، یہاں سے فارغ ہوجائیں تو کسی دوسری نوکری پر لگ جائیں اور گویا کہ اُنہوں نے یہ دھندا بنالیا ہے کہ پیدا ہونے سے لے

کر مرنے تک کسی نہ کسی سیٹ پر ہم براجمان رہیں گے اور اپنا پیٹ حرام سے بھرتے رہیں گے، ملک وملت کی فلاح وبہبود اور دینی امور سے انہیں کوئی سروکار نہیں۔ صرف علماء ہی کی محنت سے یہ دین کچھ باقی ہے۔ اور یہ جو اللہ کی نصرت نہیں آرہی ہے، اِتنی قربانیوں کے بعد دہشت گردی ختم نہیں ہو رہی ہے، اس کی وجہ سے اللہ نے ہماری ڈیوٹی لگائی ہے کہ ہم بھی اُن لوگوں کے سامنے، اُن ہی چیزوں کو رکھیں جو اللہ پاک نے ملکوں کی تباہی وبربادی کا سبب بتائی ہیں۔

ان حالات میں اب بتائیں! دُنیا میں کیا عذاب نہیں آئے گا؟ کہیں زلزلے آئیں گے، کہیں لڑائی، کہیں قتل وغارت کا سلسلہ شروع ہو جائے گا اور کہیں کرونا جیسے عذاب آتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ جو آدمی اِس دَور میں دِین کے تقاضے پورے کرے گا تمہارے (صحابہ کرام کے) پچاس آدمیوں کا ثواب اِس ایک آدمی کو ملے گا۔

عقیدہ ختم نبوت اسلام کی روح ہے

اِس لیے فتنوں کا مقابلہ کرنے کیلئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ حضرات کو انبیاء کرام علیہم السلام کا وارث قرار دیا کیوں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا کام ہم نے کرنا ہے، یہ جو فتنے ہیں اِن سب کا مقابلہ کرنا ہے، عریانی اور فحاشی کو روکنا ہے اور بھی جو گندگیاں معاشرے میں ہیں اُن کی طرف توجہ دلانی ہے، لیکن سب سے اِہم کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت کا کام ہے۔

اِس لیے حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اِنسان کے جسم کے اندر ایک روح ہے، وہ روح جب تک باقی رہتی ہے تو جسم کے سارے اعضاء کام کرتے ہیں، بازو، ٹانگ، آنکھیں، جسم کا ہر عضو حرکت میں رہتا ہے۔ اور جب روح نکل جائے تو یہ ہاتھ بھی بے کار ہیں، آنکھیں بھی بے کار ہیں۔ اب وہ لاش ہے، لاشئ بن جاتا ہے، کوئی حقیقت نہیں رہتی، کیونکہ اندر روح نہیں رہی، فرماتے ہیں کہ: اِسلام کا بھی ایک جسم ہے اور اُس کی بھی ایک روح ہے، اِسلام کے بھی اعضاء ہیں، نماز، روزہ، تلاوت، ذکر اَذکار، تبلیغ، حدیث پڑھنا پڑھانا، قرآن پڑھنا پڑھانا اِسلام کے اَعضاء ہیں۔ لیکن اِسلام کی رِوح عقیدۂ ختم

نبوت ہے۔ جب تک عقیدۂ ختم نبوت اِس اِسلام کے جسم کے اندر محفوظ رہے گا تو قرآن پڑھنا بھی محفوظ، حدیث پڑھنا بھی محفوظ، جو بھی نیکی کا کام ہے وہ اُس وقت تک محفوظ رہے گا جب تک اُس جسم کے اندر روح رہے گی، اِسلام کا جسم ہے، اُس کے اعضاء ہیں اور اُس کی روح عقیدۂ ختم نبوت ہے۔ اگر یہ اُس سے نکال دی جائے گی تو

زکوٰۃ اچھی، حج اچھا، روزہ اچھا اور نماز اچھی
مگر میں باوجوداس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مَروں میں خواجہ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

عقیدۂ ختم نبوت کو چھوڑ دیں ایمان ہی باقی نہیں رہتا۔ جب تک عقیدۂ ختم نبوت باقی نہ ہو تو کیسے اِیمان باقی رہ سکتا ہے؟

قادیانی، گستاخِ رسول

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ نے مجھے علم بھی دیا، حافظہ بھی دیا لیکن میری علمی زندگی میں اپنے مطالعے میں جو چیزیں آئی ہیں، مرزائی جیسا بڑا فتنہ میں نے پڑھا نہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی نے محمد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، قرآن اور اِسلام کی جس قدر توہین کی اُتنی کسی نے نہیں کی۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک جتنے کفار آئے، یہود میں سے یا نصاریٰ میں سے یا کوئی اور آئے، جتنی توہین مرزا غلام احمد قادیانی نے حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کی ہے اُتنی توہین کسی دَور میں کسی کافر نے کسی پیغمبر کی نہیں کی، نہ ابوجہل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِتنی توہین کی، نہ عتبہ نے، نہ شیبہ نے۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ: میں آپ کو بتا کر جا رہا ہوں کہ اِس قدر گستاخِ رسول نہ پیدا ہوا ہے نہ قیامت تک پیدا ہوگا، جتنے یہ قادیانی گستاخِ رسول ہیں۔

وہ فرماتے ہیں کہ: اِس پر بات موقوف نہیں ہے کہ یہ ختم نبوت کے منکر ہیں۔ نہیں! یہ لفظ ہے، اِس کے پیچھے بہت کچھ ہے۔ جب قادیانی کہتا ہے کہ: نبوّت ایک رحمت ہے، اُس کو جاری رہنا چاہیے۔ یہ کہہ کر قادیانی لوگوں کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈالتے ہیں کہ

نبوّت رحمت ہے اور رحمت بند نہیں ہونی چاہیے، یہ جاری رہنی چاہیے۔ قرآن میں بہت ساری آیات اِس پر شاہد ہیں کہ یہ قرآن کریم اللہ کی آخری کتاب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔

اسلام کی روح کے بغیر کیسے اخلاق؟

قادیانی کہتے ہیں کہ ہم بھی کلمہ پڑھتے ہیں، ہم بھی نماز پڑھتے ہیں، او بھئی! تیرے اعمال کدھر ہیں؟ جب تیرے اُختم نبوتندر اسلام کی روح ہی نہیں تو تیرا کلمہ نماز کہاں؟ تیرے اندر روح نہیں تو تیری تلاوت کہاں؟ تیرے اَخلاق کہاں؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اُن کے اَخلاق اچھے ہوتے ہیں۔ یہ اُس وقت ہے جب اِسلام کی روح باقی ہو۔ جب قادیانی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی آسکتے ہیں تو گویا قرآن واحادیث کو جھٹلاتے ہیں۔ (شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اپنی کتاب ملفوظات میں اور میں درخواست کرتا ہوں کہ اِس کتاب کو پڑھو! اِس کے اندر حضرت نے سات آٹھ سو مسائل بیان کیے ہیں اور کمال کر دیا۔) شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دراصل ہر قادیانی گستاخِ رسول ہے اور یہ گستاخِ رسول کلمہ گو مسلمانوں کو نَعُوْذُ بِاللهِ ثُمَّ نَعُوْذُ بِاللهِ کہتا ہے کہ تمہارے نبی نے ۲۱۰ دفعہ جھوٹ بولا ہے۔ یہ معمولی مسئلہ نہیں ہے جسے برداشت کیا جاسکے، کیا ہمارے بزرگ ویسے ہی میدان میں آجاتے تھے؟ جیلوں میں جاتے تھے؟ مار کھاتے تھے؟ قید ہوتے تھے؟ یہ کوئی انتہا پسندی کی بات نہیں ہے۔ یہ اسٹیٹ کی ڈیوٹی ہے کہ وہ قادیانیوں کو لگام دے اور اگر بالفرض اسٹیٹ بھی نہ روکے اور اُن کے اندر سے جب محبت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکل جائے تو پھر ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیغمبر نے ورثاء الانبیاء علماء کرام کی یہ ڈیوٹی لگائی ہے کہ انہوں نے اِس دِین کی حفاظت کرنی ہے اگر آپ ردِّ قادیانیت پر مہینے کے چار جمعوں میں سے صرف ایک جمعہ بھی پڑھا دیں یا آپ پندرہ منٹ پہلے نہیں تو پانچ منٹ پہلے آپ اپنے اُوپر ختم نبوت کی بات کو لازم کرلیں۔

مہینا میں صرف ایک جمعہ

ہم نے اِس کا تجربہ کر کے دیکھا ہے، اپنے اپنے علاقوں میں، ہماری نئی جنریشن کو پتہ ہی نہیں ہے کہ ختم نبوت کیا ہے؟ قادیانیوں کے عقائد کیا ہیں؟ وہ کس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرتے ہیں، کس طرح اُنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی؟ تو اگر آپ حضرات مہینے میں پانچ منٹ یا دس منٹ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر مختص کریں اور اِس عزم کے ساتھ اُٹھیں کہ: اِنْ شَآءَ اللّٰہ! ہم ہر مہینے ایک جمعہ تو ضرور دیں گے۔ نہیں تو اِس جمعہ کا آدھا وقت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کے حوالے سے، ختم نبوت کی عظمت کے حوالے سے دیں گے۔ چند سو علماء یہ شروع کر دیں تو جو کام علمائے ختم نبوت، مولانا اللہ وسایا اور ہماری جماعت، ہمارے ورکرز کرتے ہیں اُس میں یہ حضرات تھوڑا سا حصہ ڈال دیں گے اور ڈال بھی رہے ہیں، اللہ آپ سے کام لے بھی رہے ہیں لیکن آپ اِس کو اپنی زندگی کا ایک معمول بنالیں۔ اِس لیے میں اللہ کی قسم اُٹھا کر کہتا ہوں کہ ہر قادیانی ڈاکٹر، قادیانی میجر، ہر قادیانی DPO، ہر قادیانی کارخانے والا، ہر قادیانی طالبِ علم، ہر قادیانی اسٹوڈنٹ، ہر قادیانی لڑکی، ہر قادیانی لڑکا، وہ قادیانیت کی اشاعت کے لئے نہایت گھٹیا طریقے اختیار کرتا ہے۔

آپ حضرات لوگوں کو بتائیں کہ قادیانیت ایک بہت بڑا گھٹیا فرقہ ہے اور جو کلمہ گو مسلمان قادیانیوں کے اَخلاق کو اچھا کہتا ہے وہ ایمان کی فکر کرے، جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا باغی ہو، اُن کا گستاخ ہو، اُس کے اَخلاق اچھے نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس سے متعلق اپنا عقیدہ صحیح نہیں کرے گا۔ آپ حضرات کو یہاں جو اکٹھا کیا گیا ہے اِس کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہم آپ لوگوں کے تعاون سے آگے جانا چاہتے ہیں، جو کام ہم ۲۵، ۳۰ سال میں کریں گے، اگر آپ حضرات شروع ہو گئے تو بہت جلد فتنۂ قادیانیت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ!

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

''خدام ختم نبوت سے مثالی محبت''

حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی دامت برکاتہم
(مرکزی ناظم تبلیغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

ہمالان، دہلی کالونی، کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ۔ الآیۃ (سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰن،۸۱)

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۝ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۝ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ۝ (سُوْرَۃُ طٰهٰ،۲۵تا۲۸)

سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ (سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ،۳۲)

صدر ذی وقار، حضرات علماء کرام، بزرگان محترم، برادران عزیز!

ماضی کا جلسۂ عام اور خاص

مجھ سے قبل نعت خواں حضرات مستقبل میں ہونے والے ایک جلسہ کے بارے میں بتلا رہے تھے، میں ماضی میں ہونے والے ایک جلسہ خاص کا تذکرہ آپ کے سامنے کرنا چاہتا ہوں۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ: جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارواحِ بنی آدم کو پیدا فرمایا تو ارواحِ بنی آدم کے دو اجتماع، دو کانفرنسیں، دو جلسے منعقد کئے۔ ایک جلسہ، جلسۂ عام تھا جس میں آپ بھی شریک ہوئے، میں بھی شریک ہوا، تمام انسانوں کی ارواح شریک ہوئیں، اور ایک قسم کا جلسہ، جلسۂ خاص تھا جس میں، میں اور آپ شریک نہیں ہوئے بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اولاد آدم علیہ السلام میں سے سوا لاکھ افراد کا انتخاب فرمایا، اُن سوا لاکھ منتخب افراد کا اللہ تبارک وتعالیٰ نے جلسہ منعقد فرمایا اور وہ جلسہ کتنا عظیم الشان جلسہ ہوگا جس کے صدر اللہ پروردگار عالم ہوں گے اور جن کے مہمان خصوصی

رحمت دو عالم ﷺ ہوں گے اور اللہ پاک پروردگارِ عالم نے اُس جلسہ میں جو خطبہ صدارت فرمایا، اِس آیت مبارکہ میں اُس کا تذکرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اِرشاد فرمارہے ہیں کہ میرے محبوب ﷺ! اُس وقت کو یاد کریں جب اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے عہد و پیمان لیا کہ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ اے میرے نبیو! جب میں تمہیں کتابیں اور شریعتیں دوں، تم پر دانائی کی باتیں اور حکمتیں نازل کروں۔

ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ۔ ثُمَّ تراخی کے لیے آتا ہے، سب سے آخر میں رسول آئے، رَسُوْلٌ میں تنوین تعظیم کے لیے ہے، اَیْ رَسُوْلٌ عَظِيْمٌ عظیم الشان رسول آئے۔ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ اللہ تعالیٰ تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے عہد لے رہے ہیں کہ اے آدم! پھر تم نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اٰدَمُ صَفِیُّ اللّٰهِ نہیں پڑھنا، اے نوح! تم نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نُوْحٌ نَجِیُّ اللّٰهِ نہیں پڑھنا، اے ابراہیم! تم نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ اللّٰهِ نہیں پڑھنا، اے موسیٰ! تم نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُوْسٰى كَلِيْمُ اللّٰهِ نہیں پڑھنا، اے عیسیٰ! تم نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عِيْسٰى رُوْحُ اللّٰهِ نہیں پڑھنا، بلکہ سب نے پڑھنا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے یہ عہد و پیمان لیا، پھر اُن کو وصیت فرمائی کہ تم نے اپنی اُمتوں کو نصیحت کرنی ہے کہ وہ نبی آخر الزمان ﷺ پر ایمان بھی لائیں اور اُن کی مدد و نصرت بھی کریں۔

بائبل میں آپ ﷺ کا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر

پہلی کتابوں میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کا تفصیلی تذکرہ فرمایا بلکہ حلیہ مبارک بھی ذکر فرمایا اور صرف آپ ﷺ کا نہیں بلکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا تذکرہ بھی تفصیل سے موجود ہے۔ چنانچہ ایک واقعہ تفصیل سے سیرت کی کتابوں میں آتا ہے کہ: فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تجارتی قافلے کے ساتھ شام کے ملک تشریف لے گئے، جب تجارت سے فارغ ہوئے، واپسی کے لیے رختِ سفر باندھا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے تو ایک آدمی نے رکنے کا اشارہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے گھوڑے کو

روکا تو اُس شخص نے کہا کہ آپ کا نام عمر ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! عمر ہے۔ آپ کے باپ کا نام خطاب ہے؟ فرمایا: ہاں! آپ قریش سے تعلق رکھتے ہیں؟ فرمایا: قریش سے تعلق رکھتا ہوں۔ کہا کہ: آپ مکہ مکرمہ سے تشریف لائے ہیں؟ فرمایا: مکہ مکرمہ سے آیا ہوں۔ تو اُس نے کہا: اگر آپ کھانا میرے ہاں تناول فرمالیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا قافلہ روانہ ہوگیا ہے۔ وہ شخص کہنے لگا: آپ جوان آدمی ہیں، آپ کا گھوڑا بھی تازہ دم ہے، اِس کو بھی چارہ کھلائیں گے، آپ بھی کھانا تناول فرمالیں، پھر چلے جایئے گا۔ آپ گھوڑا دوڑا کر قافلے کے ساتھ مل سکتے ہیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تھوڑی دیر آرام کے لیے لیٹ گئے، جب کھانا تیار ہوا تو کھانا کھانے کے بعد جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی تو اُس یہودی نے کہا کہ آپ اس پر لکھیں کہ میں تمہارا جزیہ معاف کرتا ہوں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کو غلط فہمی ہوئی، میں کوئی محصول وصول کرنے والا تحصیل دار نہیں ہوں، انکم ٹیکس آفیسر نہیں ہوں، آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ یہودی کہنے لگا: آپ دستخط تو کردیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بلا وجہ دستخط کیوں لیتے ہو؟ جب اُس نے اصرار کیا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دستخط کردیئے۔ میرے دوستو! رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دَور آیا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دَور آتا ہے اور شام کا ملک فتح ہوتا ہے، وہ یہودی بوڑھا ہوچکا ہے، وہ پرچہ لے کر آتا ہے تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اُس پرچہ کو دیکھ کر فرماتے ہیں: ''لَا لِعُمَرَ وَلَا لِاَبِیْ'' نہ عمر کے اِختیار میں ہے نہ عمر کے باپ کے اِختیار میں ہے۔ آپ دیکھیں! اُس یہودی کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ مسلمانوں کا دوسرا خلیفہ بننے والا ہے؟ اُس یہودی نے اپنی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ یہ بات پڑھی تھی۔ بہرحال میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں ایک کانفرنس منعقد کی اور ہم یہ ختم نبوت کانفرنسیں اُسی کی یاد میں مناتے ہیں اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! اِس تحریک کی خوش نصیبی ہے کہ سب سے پہلے اِس تحریک کے قائد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب مسیلمہ کذاب نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اُس کے مقابلے

میں تین لشکر بھیجے، گھمسان کی جنگ ہوئی، مسیلمہ خود بھی قتل ہوا اُس کے ماننے والے اکیس ہزار، دوسری روایت اٹھائیس ہزار، اور ایک شاذ روایت کے مطابق چالیس ہزار مسیلمی قتل ہوئے۔ حالانکہ وہ کلمہ ہمارا والا پڑھتے تھے جیسے قادیانی پڑھتے ہیں، وہ نماز ہماری والی پڑھتے تھے، دورانِ نماز چہرہ خانہ کعبہ کی طرف کرتے، اُن کا مؤذن اذان ہماری والی کہتا، مکبّر تکبیر ہماری طرح کہتا، اِن تمام تر اعمال کے باوجود حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اُس کا قلع قمع کیا۔

مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت

میرے محترم دوستو! یہ سلسلہ چلتا رہا بہت سے جھوٹے مدعیان نبوّت آئے۔ یہاں شاید "ائمہ تلبیس" نامی کتاب موجود ہو، آپ وہ لے کر دیکھیں! اُس میں بہت سارے جھوٹے مدعیان نبوّت کا تذکرہ ہے، جھوٹے مدعیان مسیحیت کا تذکرہ ہے کہ کس طرح سے دجل وفریب کر کے لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی لیکن اُن تمام دجالوں میں بدترین دجال مرزا قادیانی تھا جس نے نہ صرف نبوّت کا دعوٰی کیا بلکہ اپنے آپ کو محمد رسول اللہ کہا۔ (نَعُوْذُ بِاللهِ. اَسْتَغْفِرُ اللهَ ثُمَّ اَسْتَغْفِرُ اللهَ) یہ میں کوئی الزام نہیں لگا رہا بلکہ مرزا اپنے ایک رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" کے صفحہ ۴ پر لکھتا ہے: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ ـــــ الآیۃ (سُوْرَۃُ الْفَتْحِ، ۲۹) اس آیت کی رُو سے میں محمد بھی ہوں اور رسول بھی ہوں۔ مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین کی کتاب "کلمۃ الفصل" میں ایک سوال لکھا ہے کہ: جب قادیانیوں کا مستقل نبی ہے تو پھر قادیانی ایک مستقل کلمہ کیوں نہیں پڑھتے؟ تو بشیر احمد نے لکھا کہ محمد رسول اللہ کی بعثت دو مرتبہ ہوئی: ایک مرتبہ آپ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور دوسری مرتبہ قادیان میں پیدا ہوئے۔ کہتا ہے کہ: مکہ والے محمد کی نبوّت قادیان والے محمد کے پاس رہی، جب محمد کی نبوّت محمد کے پاس رہی تو پھر نئے کلمے کی ضرورت نہیں۔ (کلمۃ الفصل ص158)

مشائخ عظام کی قربانیاں

اِس فتنہ کے خلاف اُمت نے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ! عظیم الشان قربانیاں دی ہیں۔ سب

سے پہلے علماء لدھیانہ نے اِس کے کفر پر فتویٰ دیا اور مشائخ عظام میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلیفہ حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو اِس محاذ کے لیے تیار فرمایا۔ اِسی طرح حضرت سیّد محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کم سو کتابیں لکھیں، اپنی تمام خانقاہی مصروفیات کو چھوڑ دیا، ذکر و اذکار میں کمی کر دی حتیٰ کہ تہجد کی ۸ رکعات سے ۴ رکعات میں تبدیل کر دی اور اپنے تمام اَوقات قادیانیت کی سرکوبی کے لیے وقف کر دیئے۔ اپنے خلیفہ کو خط لکھتے ہیں اور اِنتہائی دردمندی کے ساتھ فرماتے ہیں: تم جانتے ہو کہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں، اِس بڑھاپے میں آدمی چارپائی کے ساتھ لگ جاتا ہے، اِتنا بڑا جو کام ہوا کہ ۹۹ کتابیں لکھی گئیں اُس میں میرا کوئی کمال نہیں، یہ میرے اللہ کی عطا ہے۔

خانقاہ میں پریس

حضرت سیّد محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ نے خانقاہ میں باقاعدہ پریس لگا دیا تاکہ بجائے اِس کے کہ آدمی لکھنو، دہلی یا لاہور جائے، اُس کا وقت ضائع نہ ہو اور اسے یہیں لٹریچر چھپا ہوا ملے۔

ختم نبوت کے لٹریچر کو اتنا عام کرو

ایک اور خلیفہ کو خط لکھا کہ: تم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر جلسہ رکھو اور اُس میں ختم نبوت کو بیان کرو۔ ایک اور خلیفہ کو خط لکھا کہ ختم نبوت کے لٹریچر کو اِتنا عام کرو کہ ایک آدمی صبح اُٹھے تو اُس کے سرہانے ختم نبوت کا لٹریچر موجود ہونا چاہیے۔ اپنے ایک اور خلیفہ کو لکھتے ہیں کہ میرا جی یہ چاہتا ہے کہ ایک مستقل جماعت ہو جو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر صرف اور صرف قادیانیت کا مقابلہ کرے۔

دل میں سوراخ

میرے محترم دوستو اور بزرگو! امام العصر حضرت علامہ سیّد محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ہماری ختم نبوت تحریک کے گویا الہامی قائد سمجھ لیجیے، اُن کے متعلق آپ کے اِسی شہر (کراچی) کے عظیم عالم دین شیخ الاسلام محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ چھ ماہ تک رات کو آرام نہ کر سکے۔ اِس طرح محسوس ہوتا تھا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دل مبارک میں کوئی سوراخ ہے، اُس کی تکلیف حضرت کو آرام کرنے نہیں دیتی لیکن حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ خود اِرشاد فرمایا کہ مولوی محمد یوسف! میرا دل صحیح کام کر رہا ہے لیکن قادیانیت کا فتنہ مجھے چین نہیں لینے دیتا۔ حضرت انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دار العلوم دیوبند کے حضرات کو کھڑا کیا، اُن سے کتابیں لکھوائیں، لٹریچر تیار کروایا، رسائل لکھوائے، اِس پر بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت مطمئن نہ ہوئی کہ اِن رسائل سے تو پڑھا لکھا طبقہ اور عالم فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ عوام کو اِس فتنہ سے کیسے بچایا جائے؟

میرا جی چاہتا ہے

پھر حضرت مولانا انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے اُنہیں امیر شریعت قرار دیا۔ حضرت شیخ بنوری رحمۃ اللہ علیہ موقع کے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ لاہور میں حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں خدام الدین کا سالانہ جلسہ تھا حضرت علامہ انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت تھی۔ حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ تقریر فرما رہے تھے۔ شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ تقریر کرتے ہوئے قرآن کریم کی تلاوت فرماتے تو فضاء میں اُڑتے پرندے رک کر اُن کا قرآن سنتے، جب شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر جوبن پر پہنچی تو مجمع پر آہ و بکا کی کیفیت طاری ہوئی، حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے: میرا جی چاہتا ہے کہ میرے شیخ و مرشد حضرت شاہ جی کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ پنجاب کے ایک نامور صحافی بابائے صحافت مولانا ظفر علی خان جو بلا کے خطیب تھے انہوں نے اُٹھ کر دھواں دھار تقریر کی۔ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اُس کے بعد حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے کہ میرے بھائی حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ: حضرت شاہ جی کے ہاتھ پر میرے شیخ و مرشد بیعت کریں۔ مظفر گڑھ کے ایک جلسہ میں اُنہوں (حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ) نے مجھ سے کچھ اَوراد و وظائف پوچھے تھے، اِس لحاظ سے یہ میرے مُرید ہوئے اور میں اِن کا شیخ ہوا۔ یہ کہہ کہ

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ہاتھ بڑھا دیئے۔ مولانا عبد الرحیم اشعر رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ: مجھے خود حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ: مولوی عبدالرحیم! جب حضرت شاہ صاحب نے میری طرف ہاتھ بڑھایا تو میرا پورا جسم تھر تھر کانپ رہا تھا کہ برصغیر کا سب سے بڑا عالم میرے ہاتھ پر بیعت کر رہا ہے اور میں رو رہا ہوں اور ہاتھ جوڑ کر کہہ رہا ہوں کہ آپ ہی ہمارے شیخ ہیں، میں اِس قابل نہیں ہوں کہ آپ میرے ہاتھ پر بیعت کریں۔ لیکن جب میں نے دیکھا کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اِصرار بڑھ رہا ہے تو میں نے جلدی سے اپنا ہاتھ آگے کیا اور کہا کہ: حضرت! آپ نے مجھے اپنی بیعت میں قبول فرمالیا اور یوں حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کو اِس محاذ پر لگایا۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور قادیانیت کا تعاقب

بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے والد شیخ نور محمد کی سیالکوٹ میں ٹوپیوں کی دکان تھی اور مرزا قادیانی جب سیالکوٹ میں ہوتا تھا تو فارغ وقت میں شیخ صاحب کے پاس آکر بیٹھتا تھا اور گپیں لگاتا تھا۔ جب ۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی مرا تو علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد صاحب کے ہمراہ قادیان سے ہوکر آئے لیکن جب علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری سامنے آئی تو حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیوبند سے جب لاہور آئے تو معمول یہ تھا کہ سیدھا حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے پھر وہاں سے اُن کے ساتھ آگے جاتے لیکن آج جب تشریف لائے تو سیدھا علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے گھر تشریف لائے، گھنٹوں اقبال سے بات کی، مذاکرات کئے۔ اب وہ اقبال جو ۱۹۰۸ء میں اپنے والد کے ہمراہ قادیان سے ہوکر آیا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اب اُسے قادیانیت کے مقابلے میں لا کھڑا کیا۔ اقبال نے نظم ونثر کے ذریعے قادیان کو خوب رسوا کیا۔ مجھے چونکہ شعر سے اُنس نہیں ہے، قاضی (احسان احمد) صاحب بھی کہتے ہیں کہ جب آپ شعر پڑھتے ہیں تو شعر کی ٹانگیں توڑ دیتے ہیں تو یہ صرف میں نہیں کرتا بلکہ حضرت جالندھری رحمۃ اللہ علیہ بھی ایسے کرتے تھے۔ بہر حال علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سارے اَشعار کہے۔ فرماتے ہیں۔

وہ نبوّت ہے مسلماں کے لیے برگِ حشیش
جس نبوّت میں نہیں قوت وشوکت کا پیام

یعنی یہ نبوّت نہیں بلکہ بھنگ کا پتا ہے جس میں جہاد کو حرام قرار دیا گیا ہو۔ مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اِس محاذ پر لگایا بلکہ اُن کی نگرانی بھی کی ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مہمان آرہا ہے

حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند گرامی مولانا ازہر شاہ قیصر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اخبار پڑھنے کا وقت نہیں ملتا تھا، اگر کوئی ساتھی اخبار پڑھ رہے ہوتے تو پوچھتے بھائی! کہیں عطاء اللہ شاہ بخاری کی آمد کی خبر تو نہیں ہے؟ ایک دن ایک ساتھی نے کہا کہ: حضرت! شاہ جی کل تشریف لا رہے ہیں۔ جناب ازہر شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے والد محترم کی حالت قابل دیدنی تھی کہ جوتا بھی نہیں پہنا اور گھر کی طرف دوڑے جا رہے ہیں، گھر کی دہلیز میں قدم رکھا، والدہ محترمہ کو بلانا شروع کیا۔ اری! کہاں ہو؟ اری! کہاں ہو؟ ہماری والدہ محترمہ باورچی خانہ میں تھیں۔ جناب ازہر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ۱۴ سال اِس گھر میں رہے، اُن چودہ سالوں میں پہلی مرتبہ باورچی خانہ میں تشریف لائے اور والدہ محترمہ کو ہدایات دیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مہمان آرہا ہے، اس کی خدمت میں کوئی کسر نہیں چھوڑنی۔ ہماری والدہ سمجھتی تھیں کہ اِس میں مبالغہ آرائی نہیں ہے۔ والدہ نے پوچھا: وہ کون ہے جسے آپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مہمان قرار دے رہے ہیں؟ فرمایا: عطاء اللہ شاہ بخاری ہے۔

جھولی اٹھا اٹھا کر مانگتا ہوں

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ پوری جماعت ختم نبوت کے پیر و مُرشد ہیں، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۵ سال کے لیے رکنیت سازی کی پرچی کٹوا کر اِس کام کی سرپرستی فرمائی ہے۔ غرض کہ اُن مشائخ عظام نے اِس محاذ پر کام کیا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! آج بھی اِس کام کو تمام خانقاہوں کی سرپرستی حاصل ہے، میرے برادر محترم حضرت

مولانا اللہ وسایا صاحب ﷾ اور میں، حضرت میاں عبدالہادی دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، کارگزاری سنائی اور دعا کی درخواست کی۔ تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنی سرائیکی زبان میں اپنا کرتا اٹھا کر فرمانے لگے: "میاں! میں تاں اللہ سائیں کوں تہاڈے واسطے جھولی چاچا دے پندا بیٹھاں" یعنی! میں اللہ تعالیٰ سے آپ کے لیے جھولی اٹھا اٹھا کر مانگتا ہوں۔ ایسے کئی حضرات مشائخ ہیں میرے محترم دوستو! یہ تحریک جاری ہے جب تک روئے زمین پر ایک بھی قادیانی موجود ہے اِنْ شَآءَ اللہ یہ تحریک جاری رہے گی۔

خواتین توجہ فرمائیں!

یہاں خواتین بھی موجود ہیں، ایک واقعہ عرض کر کے بات ختم کرتا ہوں۔ آج کل قادیانیوں نے اپنا طریقہ واردات تبدیل کیا ہے، آج سے کچھ عرصہ پہلے قادیانی نوکری اور چھوکری کا لالچ دے کر مسلمان نوجوانوں کو گمراہ کرتے تھے، اب وہ مسلمان بچیوں کو اپنے نکاح میں لا کر ساری زندگی اُن کی برباد کرتے ہیں۔ میں راولپنڈی گیا، تقریباً تین ہزار خواتین تھیں، بیان ہوا تو ایک بہن کا خط آیا، کہنے لگی کہ ہماری ایک بہن بی اے پڑھی ہوئی تھی لیکن ایک قادیانی کے گھر ہے۔ پھر میں نے اُسے جان چھڑانے کا طریقہ بتایا۔ بہرحال! اِس قسم کے واقعات پنجاب میں کثرت کے ساتھ ہیں، اِس لیے آپ حضرات جب بھی بچی کا رشتہ کریں تو ہزار بار سوچ کر کریں۔ ابھی دو تین ماہ پہلے کی بات ہے، فیصل آباد کی ایک بچی کا نکاح لاہور کے ایک نوجوان سے ہوا، ہمارے دفتر کو اطلاع ملی کہ آج ایک قادیانی نوجوان کی بارات فلاں مسلمان لڑکی کو بیاہنے کے لیے آ رہی ہے۔ ہمارے مبلغ نے، اگرچہ اس کو یہ طرز نہیں اِختیار کرنا چاہیے تھا اِس لیے جماعت ختم نبوت نہ تو قتل و غارت گری کی دعوت دیتی ہے اور نہ ہی اجازت دیتی ہے، لیکن اُس نے کہا کہ: سنا ہے کہ تم بارات لے کر آ رہے ہو؟ اُنہوں نے کہا: ہاں! ہم بارات لا رہے ہیں۔ اِس مبلغ نے کہا کہ تم ضرور آؤ! تم دلہن کی بارات نہیں بلکہ دولہا کی لاش لے کر جاؤ گے۔ بہرحال! اِس طریقے سے اُس کو ٹالا۔

خاتون کا اِیمان افروز واقعہ

میرے محترم دوستو! ایک اور واقعہ ملتان اور شجاع آباد کے درمیان ایک علاقہ کا

ہے، کھوکھرا ایک گاؤں ہے، انتہائی مالدار خاندان ہے وہاں کی ایک فیملی قادیانی ہے، اب بھی اُس کے جراثیم وہاں موجود ہیں، یہاں کے ایک نوجوان کا نکاح مظفر گڑھ کی ایک بچی سے ہوا، جب بارات واپس آئی تو دولہن حجرہ عروسی میں بیٹھی تھی، اُس کی نظر چند تصاویر پر پڑی اور پوچھا کہ: یہ کون ہے؟ اُنہوں نے بتایا کہ یہ تمہارے شوہر کی ہے۔ یہ کون ہے؟ یہ تمہارا سسر ہے۔ یہ کون؟ یہ فلاں رشتہ دار ہے۔ یہ پگڑ والا سکھ کون ہے؟ کہنے لگے: یہ ہمارے پیرومرشد ہیں۔ بچی نے پوچھا کہ: تمہارے پیرومرشد کون ہیں؟ بتایا گیا: مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ وہ بچی جلدی سے اُٹھی، جوتا پہنا اور دوڑ کر گئی اُس جگہ جہاں جہیز کا سامان اُتر رہا تھا، کہا کہ: خبردار! سامان نہ اتارا جائے۔ لوگوں نے کہا کہ: ٹھہریں تو سہی! پانی تو پیئیں! بچی کہنے لگی: حرام سمجھتی ہوں اِس گھر میں پانی پینے کو۔ بہر حال! وہ بارات واپس گئی، اُس زمانے میں سڑکیں اتنی خاص نہ تھیں، رات بارہ ایک بجے گھر پہنچی۔ دروازہ کھٹکھٹایا، والد نے پوچھا: کون؟ اپنا نام بتایا۔ والد کی چیخ نکل گئی۔ کہنے لگا: خیر تو ہے؟ بچی کہنے لگی: ابا! اللہ کا شکر ادا کرو کہ اپنی عزت بھی بچا کر آئی ہوں اور اِیمان بھی بچا کر آئی ہوں۔

آج روضۂ رسول علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں بھی خوشیاں ہوں گی

حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اُس بچی کو ملنے آئے، پردے میں بچی آئی تو اُس کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: تمہارے اِس عمل سے صرف عطاء اللہ ہی خوش نہیں بلکہ روضۂ اَقدس علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں بھی خوشیاں منائی جا رہی ہوں گی۔

حضرات محترم! اپنی بچیوں کے رشتوں میں ہزار بار سوچ کر، چھان بین کر کے رشتہ کیا کریں۔ آخر میں برادر محترم مولانا قاضی اِحسان احمد صاحب، انور رانا صاحب، سید انوار الحسن صاحب کا شکر گزار ہوں، میں دو دن کراچی آرام کی غرض سے آیا تھا لیکن قاضی صاحب نے فرمایا: پہلے بے آرامی پھر آرام۔ بس! اِسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

علامہ سیّد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

”مرزا غلام احمد قادیانی بلاشبہ مردود ازلی ہے۔ اس کو شیطان سے زیادہ لعین سمجھنا جزوِ ایمان ہے۔ شیطان نے ایک نبی کا مقابلہ کیا تھا، اس خبیث اور بد باطن نے جمیع انبیاء کرام علیہم السلام پر افترا پردازی کی ہے۔ مرزا قادیانی اس زمانہ کا دجالِ اکبر ہے۔“

(تحریک ختم نبوت از شورش کشمیریؒ، ص:۷۰)

مزید فرمایا: ”تاریخ اسلام کا جس قدر میں نے مطالعہ کیا ہے۔ اسلام میں چودہ سو سال کے اندر جس قدر فتنے پیدا ہوئے ہیں، قادیانی فتنہ سے بڑا خطرناک اور سنگین فتنہ کوئی بھی پیدا نہیں ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جتنی خوشی اس شخص سے ہوگی جو اس کے استیصال کے لئے اپنے آپ کو وقف کردے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے دوسرے اعمال کی نسبت اس کے اس عمل سے زیادہ خوش ہوں گے۔ جو کوئی اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے اپنے آپ کو لگادے گا، اس کی جنت کا میں ضامن ہوں۔“

(چراغ ہدایت، ص:۳۵)

''استاذ جی مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ''

حضرت مولانا مفتی خالد محمود دامت برکاتہم
نائب مدیر اقراء روضۃ الاطفال

گل بہار لان، بہادر آباد، کراچی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آج کی ہماری یہ نشست اُستاذ العلماء حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب قَدَّسَ اللّٰہُ سِرَّہٗ کی یاد میں منعقد کی گئی ہے اور اِس مجلس کے اغراض ومقاصد پر تفصیل سے مفتی سلمان یاسین صاحب روشنی ڈال چکے ہیں۔ میں دو تین باتیں آپ کے سامنے بیان کر کے اجازت چاہوں گا۔

اپنے اکابرین کا تذکرہ کیوں کرتے ہیں

ہم نے ایک زمانے میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی قدّس اللّٰہُ سِرّہٗ کی وفات پر ''ماہنامہ اقرا ڈائجسٹ'' کا ایک خاص شمارہ ''قطب الاقطاب نمبر'' شائع کیا تھا۔ اِس پر ہمارے شیخ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید قدّس اللّٰہُ سِرّہٗ نے دو صفحے کا ایک مضمون ہماری خواہش پر جلدی جلدی تحریر فرمایا تھا۔ اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے یہ اَکابر اپنی زندگی گزار کر اِس دُنیا سے چلے گئے اور اللہ کی بارگاہ میں پہنچ گئے، لیکن جس طرح سے اُنہوں نے زندگی گزاری اُس کو سامنے رکھ کر ہم یہ یقین رکھ سکتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے اُن کے ساتھ اچھا ہی معاملہ کیا ہوگا۔ ہمارے یہ اَکابر اب ہماری کسی تعریف، توصیف، مدح کے محتاج نہیں ہیں اور اگر کوئی اِن کی تعریف نہ کرے تو اِن پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ لیکن ہم اُن کا تذکرہ اِس وجہ سے کرتے ہیں کہ جب صالحین کا تذکرہ ہوتا ہے تو اللہ کی رحمت وہاں پر نازل ہوتی ہے۔ تو ہم اپنے اِن اَکابر کا تذکرہ اللہ کی رحمت کو متوجہ کرنے کے لیے کرتے ہیں۔

اِن حضرات کی زندگی اور اِن کی خدمات کا تذکرہ کرنے کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ جس طرح سے اُنہوں نے زندگی گزاری ہے اُن کے ماننے والے، اُن کے شاگرد، اُن کی روحانی اَولاد، اب اُن کی ذمہ داری ہے کہ وہ اُن کی زندگی سے سبق حاصل کریں اور اُن کے نقشِ پا سے اپنا راستہ ڈھونڈیں۔ ہم نے اُن کو آگے بڑھانا ہے، اُن کو چھوڑنا نہیں ہے اور

یہی بات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے موقع پر فرمائی تھی۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا صدمہ سے بُرا حال تھا، خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تلوار نکال لی تھی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے ہوش وحواس میں نہیں تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہی فرمایا تھا کہ: حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول تھے وہ چلے گئے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو وہ یقین کرلے کہ وہ وفات پاچکے ہیں، لیکن جو اللہ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ حَیُّ الْقَیُّوْم ہے۔ مطلب یہی ہے کہ: حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس مقصد کے لیے تشریف لائے تھے، ہم نے اُس کو کرنا ہے۔

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کی شخصیت

ہمارے اُستاذِ محترم حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی اور اُن کی موت دونوں ہی میں ہمارے لیے سبق ہے اِس طور پر کہ اُنہوں نے مَرتے مَرتے بھی سبق دیا کہ اگر تم علم کی خدمت کرتے ہوئے، حدیث پڑھتے پڑھاتے ہوئے اور دِین کی خدمت کرتے ہوئے زندگی گزاروگے تو اللہ تعالیٰ موت کا مرحلہ جو ایک سخت اور دشوار ترین مرحلہ ہے وہ بھی آسان کردے گا۔ تو اِس طرح سے موت آتی ہے کہ کسی کو یقین بھی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے زندگی بھر اُستاذ جی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے علم کی خدمت لی۔ اُستاذ جی رحمۃ اللہ علیہ بنیادی طور پر علمی وتدریسی آدمی تھے اور زندگی بھر پڑھا پڑھایا ہے۔ پاکستان جب آئے تو مڈل پاس کرکے آئے تھے۔ خود ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ: میرے والدین کی خواہش نہیں تھی کہ میں دِین پڑھوں اور ہمارے خاندان میں اِس کا رِواج بھی نہیں تھا، یہ میرا اپنا شوق تھا تو میں نے دِین پڑھنا شروع کردیا۔ ہاں! یہ بات ہے کہ: میرے والدین نے میری مخالفت نہیں کی، دِین پڑھنے دیا۔ تو اِس طرح سے دِین پڑھا ہے اور جس دن سے فارغ ہوئے اُس کے بعد سے ساری زندگی تدریس کی ہے۔ پچپن سال تو حدیث پڑھائی ہے۔ یہ ایک بہت بڑا درجہ ہے۔

جن حضرات نے اُستاذ جی رحمۃ اللہ علیہ کا آخری دیدار کیا (ہمیں بھی اِس کی سعادت ملی) وہ جانتے ہیں کہ دن کے کوئی پونے دو بجے کے قریب اُستاذ جی رحمۃ اللہ علیہ کا اِنتقال ہوا ہے اور پورا

دن اور رات گزار کر کے دوسرے دن صبح کو کوئی تقریباً نو بجے کے قریب، اِتنا وقت گزرنے کے بعد بھی اُستاذ جی رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! بڑا تروتازہ تھا۔ اور اِس حدیث کا مصداق:

"نَضَّرَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا وَاَدَّاهَا۔" (مشکوٰۃ کتاب العلم، ص:۳۵)

حدیث جو پڑھے پڑھائے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے زندگی بھر مشغلہ رکھے، اللہ تعالیٰ اُس کو ہمیشہ تروتازہ رکھتے ہیں۔ اُس کا اَثر مرنے کے بعد بھی نظر آیا ہے۔ ہمارے اَکابر کی شان رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اُنہیں حُسنِ خاتمہ نصیب فرمایا ہے اور اَصل چیز یہی ہے۔ زندگی تو گزر جاتی ہے، اَچھے آدمی کی بھی، بُرے آدمی کی بھی، لیکن خاتمہ اَچھا ہو جائے اَصل کامیابی یہی ہے۔

کتاب دوست شخصیت

اُستاذ جی رحمۃ اللہ علیہ آخر وقت تک ہمیشہ مطالعہ میں مصروف رہتے تھے، کبھی کوئی نئی کتاب آتی تو فوراً ہی اُس کو دیکھ لیا کرتے تھے، اُس کی فہرست، اُس کے کچھ اَوراق کی ورق گردانی کر کے کہ اُس کا موضوع کیا ہے؟ اور اگر وہ دلچسپی کی چیز ہوتی تو اُس کو پورا مطالعہ کرتے تھے۔ ہم نے کبھی کوئی کتاب پیش کی، دوسرے دن پوچھا، کہا کہ میں نے رات کو ہی آدھی سے زیادہ کتاب پڑھ لی ہے۔ آخر وقت تک مطالعہ کا یہ معمول رہا۔ کبھی فرماتے تھے کہ سبق بغیر مطالعے کے نہیں پڑھایا، حال آں کہ ایک آدمی جو اتنے عرصے سے سبق پڑھا رہا ہو اُس کو تو کتابیں ویسے ہی یاد ہو جاتی ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! اللہ تعالیٰ نے اُستاذ جی رحمۃ اللہ علیہ کو اِتنا اَچھا حافظہ دیا تھا کہ بہت پُرانی پُرانی باتیں بھی یاد تھیں اور یہ حافظہ صرف اِس لیے نہیں کہ اُستاذ جی رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی صرف علم حاصل کرنے میں گزاری بلکہ کوشش کی ہے کہ اِس علم کے مطابق عمل بھی کریں اور تقویٰ کی زندگی گزاری ہے۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قوتِ حافظہ بھی دیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علم میں برکت بھی عطا فرمائی تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علم میں نور بھی عطا فرمایا تھا۔

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم کا دعا کرنا

حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "آپ بیتی" میں لکھا ہے کہ اُن کے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کی زیادہ تر تعلیم و تربیت خود کی، اُن کو پڑھانے کے لیے ایک خاص قسم کا طریقہ اِختیار کیا تھا اور بڑی محنت کی تھی، سختیاں بھی بڑی جھیلیں۔ فرمایا: جب حدیث شریف پڑھنے کا وقت آیا تو مجھے اُوپر اپنے کمرے میں بلایا، دُو رکعت نماز پڑھی اور اُس کے بعد والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعا مانگنی شروع کر دی، میں پیچھے بیٹھا تھا میں نے بھی ہاتھ اُٹھالیے، والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تو معلوم نہیں کیا دعا کی، مگر میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ: "اے اللہ! بڑی دیر سے حدیث شروع ہو رہی ہے تو اب زندگی بھر اِس حدیث سے تعلق جوڑے رکھ۔"

جیسی زندگی ویسی موت

اُستاذ جی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی تقریباً یہی حال تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اِس حدیث پڑھنے پڑھانے سے آخر وقت تک وابستہ رکھے اور اللہ تعالیٰ کبھی اِس سے محروم نہ فرمائے۔ اُستاذ جی رحمۃ اللہ علیہ کا صبح فجر کے بعد معمول تھا کہ: سبق پڑھایا کرتے تھے۔ سبق پڑھانے کے بعد پھر ناشتہ کا وقفہ ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی چلے جاتے تھے، اپنے کمرے میں ناشتہ کرتے تھے، تھوڑی دیر آرام کرتے تھے۔ دس بجے دوبارہ سبق پڑھاتے تھے، اُس دن بھی دونوں سبق پڑھائے۔ فجر کے بعد بھی اور دس بجے کا سبق بھی پڑھایا اور اُس دن چوں کہ ایک جنازے میں بھی جانا تھا اور ملتان وفاق المدارس کے اِجلاس میں بھی شریک ہونا تھا تو کہا کہ: "آج حدیث ذرا لمبی ہے، عبارت میں خود پڑھ لیتا ہوں" ورنہ عموماً طلبا پڑھتے تھے۔ تو اُس دن عبارت بھی خود پڑھی اور جنازہ آیا، جنازہ پڑھایا اور ملتان چلے گئے۔ حدیث پڑھا کر گھر سے نکلے اور وہاں جو دَرس دیا ہے، پندرہ منٹ تقریر کی ہے، اُس میں بھی ایک حدیث سُنائی اور اُس حدیث کی تشریح کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اِسی طرح قرآن سے، حدیث سے، علم سے وابستہ رکھا۔

چھوٹوں کو بڑا بناتے

اُستاذ جی رحمۃ اللہ علیہ خود تو بڑے عالم تھے ہی، اِس کے ساتھ ساتھ اُستاذ گر بھی تھے۔ باقاعدہ اپنے شاگردوں کی تربیت کرتے تھے اور پھر اِس کے بعد جب وہ فارغ ہوجاتے تو مسلسل اُن کی نگرانی اور سرپرستی کرتے تھے۔ پنجاب کا ہر مدرسہ اُستاذ جی رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں چلتا، کبھی کوئی اُن کو مسئلہ پیش آیا، فوراً اُستاذ جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچتے تھے، اپنی پریشانی بتائی اور اُستاذ جی رحمۃ اللہ علیہ ایسا صائب مشورہ دیتے تھے کہ مسئلہ حل ہوجاتا تھا۔

ساری زندگی اکابر کا دامن نہ چھوڑا

ایک اور بات جو اُستاذ جی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ہمیں نظر آتی ہے، وہ یہ کہ اُستاذ جی رحمۃ اللہ علیہ جتنے بڑے عالم تھے وہ اپنے علم اور اپنی تحقیق کی روشنی میں اپنی رائے قائم کرنا چاہیں تو اُن کا حق بنتا تھا کیوں کہ اُن کے پاس دلائل تھے، قرآن وحدیث کا علم تھا۔ لیکن ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ: بھئی! ہم تو اپنے اکابر کو دیکھتے ہیں اور اپنے اکابر کا جو نظریہ، جو عقیدہ، جو طرزِ عمل ہے، ہم اُس سے اِدھر اُدھر ہٹنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ، مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ، یہ بڑے بڑے علماء جنہوں نے تصنیف وتالیف بلکہ تدریس میں زندگی گزاری ہے، اِن حضرات سے ہمیشہ یہی سنا ہے کہ: جو ہمارے اکابر کا طریقہ ہے ہم اُس کے مقلد ہیں، ہم اُن کے راستے پر چلتے ہیں اور ہم اپنے اکابر سے ہٹنے کے لیے تیار نہیں۔

اُستاذ جی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جج کے موقع پر فرمایا: حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو میں مسلکِ دیوبند میں معیار سمجھتا ہوں، جو اُن کے عقائد ہیں، جو اُن کے افکار ونظریات ہیں، جو اُن کا طریقہ ہے بس! میں تو اُس کا پابند ہوں۔ اور ایک مرتبہ یہ فرمایا کہ میں تو درود شریف بھی وہ پڑھتا ہوں جو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مُریدوں کو بتایا کرتے تھے، میں تو بس! اُن کی اِتباع، اُن کی محبت اور عقیدت میں وہی پڑھتا ہوں۔

ہمارے اکابر نے اِتنا علم حاصل کرنے کے باوجود اور تحقیق کے درجے پر پہنچنے کے

باوجود بھی اپنے اکابر کا دامن نہیں چھوڑا تو ہم کیا ہیں کہ ہم اپنی رائے قائم کریں اور ہم اپنے اُن اکابر پر اِعتماد نہ کریں؟!!

امیر مرکزیہ کیسے منتخب ہوئے؟

اُستاذ جی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ گمنامی میں زندگی گزاری ہے۔ اُن کے شاگرد تو اُستاذ جی رحمۃ اللہ علیہ کو جانتے ہیں۔ عوامی آدمی نہیں تھے، کبھی ہم کہتے مجمع میں آپ بیان کریں تو اُستاذ جی رحمۃ اللہ علیہ کو سوچنا پڑتا تھا اور منع کر دیا کرتے تھے۔ عہدہ قبول کرنا یہ تو مزاج میں تھا ہی نہیں۔ وفاق المدارس سے شروع دن سے وابستہ رہے لیکن کبھی عہدہ قبول نہیں کیا۔ لیکن جب مسئلہ اُٹھا حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کی اِمارت کا تو مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب نے خصوصاً جب اُستاذ جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں یہ بات رکھی کہ ہمارے ذہن میں یہ ہے کہ ہم آپ کو اپنا اُمیر بنائیں۔ فیصلہ تو شوریٰ کرے گی لیکن ہم آپ کا نام پیش کرنا چاہتے ہیں۔ تو اُستاذ جی رحمۃ اللہ علیہ نے منع کر دیا تھا کہ عہدہ وغیرہ میں قبول نہیں کرتا ہوں، ختم نبوت کا میں خادم ہوں، اِس سے پہلے بھی میں شوریٰ کے اِجلاس میں آتا رہا ہوں، میں ختم نبوت کی خدمت کروں گا لیکن عہدہ قبول نہیں کروں گا۔ مولانا عزیز الرحمٰن صاحب نے یہ جملہ کہا کہ حضرت! آپ کو کیا فکر ہے؟ آپ تو یہ عہدہ طلب نہیں کر رہے اور جو بغیر طلب کے پیش کیا جائے وہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے تو پھر اللہ کی مدد بھی آتی ہے، تو آپ اِس کو قبول کر لیجئے اور اِس میں خیر ہوگی۔ تو اُستاذ جی رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہو گئے، چنانچہ شوریٰ نے آپ کو اُمیر منتخب کر لیا۔

اِس معاملہ میں اُستاذ جی رحمۃ اللہ علیہ ہی نہیں بلکہ پہلے اُمرائے مجلس کا بھی یہی حال تھا۔ حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو جب اُمیر بنایا جا رہا تھا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بھی منع کیا تھا۔ تو اُس وقت سب مبلغین ختم نبوت نے رُوتے ہوئے عرض کیا کہ: حضرت! ہم یتیم ہو چکے ہیں، آپ ہمارے سَر پر سَرپرستی کا ہاتھ رکھیں۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو اُس مجلس میں ہی نہیں تھے کہ جس میں اُن کو اُمیر منتخب کیا گیا اور یہی حال ہمارے

موجودہ اُمیر حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم کا ہے۔ میں اُس وقت شوریٰ کے اجلاس میں موجود تھا جب آپ دامت برکاتہم سے درخواست کی گئی تو آپ دامت برکاتہم نے بار بار منع کیا کہ: بھئی! کسی اور کو اُمیر بناؤ، میں اِس قابل نہیں ہوں۔ ہاں! میں ختم نبوت کا خادم ہوں اور میں اِس سے وابستہ رہوں گا خدمت کرتا رہوں گا۔ لیکن سب حضرات نے عرض کیا کہ: اِس وقت ہم خود یتیمی کی حالت میں ہیں اور حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی یاد تازہ کرتے ہوئے، آپ ہمارے سَروں پر ہاتھ رکھیں۔ تو حضرت ڈاکٹر صاحب دامت برکاتہم نے مجبوراً اِس کو قبول کیا اور پھر حضرت ڈاکٹر صاحب دامت برکاتہم پر گریہ طاری ہوگیا اور دیر تک رُوتے رہے اور بار بار ہم سے یہ کہتے تھے کہ: میں یہ ذمہ داری کیسے سنبھالوں گا؟

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے آپ کو ختم نبوت کا خادم کہتے تھے اور زندگی بھر ختم نبوت کے لیے کام کرتے رہے، ہمیشہ شوریٰ کے ممبر رہے بلکہ اُن سے پہلے جو نائب اُمیر تھے: سیّد نفیس شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، اُن کا ترجمان آپ کو مقرر کیا گیا تھا۔ آپ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمان تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جہاں کہیں بھی ختم نبوت کا کام ہوتا تھا، پہنچتے تھے۔ آخری عمر میں بھی بڑھاپا، ضعف، عوارض، بیماریاں لیکن پنجاب کی تو شاید ہی ختم نبوت کی کوئی کانفرنس ایسی ہوئی ہو جس میں اُستاذ جی رحمۃ اللہ علیہ تشریف نہ لے جاتے ہوں۔

ڈٹ کر کہو: ''لا نبی بعدی''

آج سے تین سال پہلے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مجلس کا اُمیر بنادیا گیا تو اُس کے بعد برمنگھم (انگلینڈ) میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں اُستاذ جی رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لے گئے، بہت سارے علماء کے بیانات ہوئے۔ آخر میں اُستاذ جی رحمۃ اللہ علیہ نے پندرہ منٹ بات کی تو یہی فرمایا کہ: ختم نبوت کے موضوع پر بہت بات ہوچکی ہے اور اِس مسئلے کو اچھی طرح سے علماء کرام نے، مقررین نے واضح کردیا۔ میں ایک بات کہتا ہوں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا تھا کہ میرے بعد تیس جھوٹے آئیں گے اور ہر ایک یہ گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ یہ حدیث بیان کی اور اِس کے بعد کہا کہ: حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس کا علاج کیا

بتایا؟ ایک جملہ اِرشاد فرمایا، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہی علاج بتایا کہ: جو لوگ اِس طرح کے دعوے دار ہوں، اُن کے سامنے ڈٹ کر یہ بات کہی جائے کہ سُن لو: ''لَا نَبِیَّ بَعْدِی'' کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ تو یہ عقیدہ جو ختم نبوت کا عقیدہ کہلاتا ہے کہ: حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، اِس کو اپنے دل و دماغ میں بٹھاؤ، اپنے ایک ایک بچے کو یہ بات یاد کراؤ کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، اپنے گھر کے ایک ایک فرد کو، ایک ایک عورت کو، اُس کے ذہن میں یہ بات بٹھادو کہ: اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

جو نبوّت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہوگا۔ یہ بات اگر آپ نے بٹھادی اپنے بچوں کے دل و دماغ میں، اپنی عورتوں کے دل و دماغ میں اور اپنے دماغ میں تو کوئی اُن کو نبوّت کے حوالے سے گمراہ نہیں کرسکے گا۔ تو یہی میری آپ سے درخواست ہے اور یہی اُستاذ جی رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِن اکابر کے نقشِ قدم پر چلائے اور اُن کی زندگیوں سے ہمیں راستہ ڈھونڈنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔

قادیانی زندیق ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مرزائی اور قادیانی کفر کی کون سی قسم میں داخل ہیں؟ کیا یہ منافق، زندیق اور مرتد ہیں یا اصلی کافر؟ برائے کرم شریعت کی روشنی میں بتائیں کہ یہ کون سی قسم میں داخل ہیں؟

(سائل: ابو محمد، کراچی)

جواب:...... جو شخص اسلام چھوڑ کر کوئی دوسرا مذہب اختیار کرے وہ مرتد کہلائے گا، مگر چونکہ قادیانی اپنے کفر کو اسلام کا نام دیتے ہیں، اس لئے یہ عام کافر، منافق اور مرتد نہیں بلکہ زندیق ہیں، ہر کافر، مشرک اور مرتد کی توبہ قبول کی جاتی ہے، مگر زندیق کی توبہ بھی ناقابل قبول ہے، اس لئے قادیانی زندیق ہیں اور زندیق تمام کافروں سے بدتر ہوتے ہیں، لہٰذا ان بدترین کافروں سے اپنے آپ کو اور مسلمانوں کو محفوظ کرنا چاہئے، لہٰذا ان کے ساتھ سلام، کلام، میل ملاپ اور خرید و فروخت ناجائز اور حرام ہے۔

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

دارالافتاء ختم نبوت، کراچی

''قادیانی سازشیں''

حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ دامت برکاتہم

(امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی)

شایان لان، بلوچ کالونی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ

وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔ (سُوْرَۃُ الْاَحْزَاب،۴۰)

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ

بَارِکْ وَسَلِّمْ۔

حضرات علماء کرام، بزرگان محترم اور میرے عزیز ساتھیو! حضرت حافظ صاحب بھی تشریف لا چکے ہیں، حافظ عبدالقیوم نعمانی صاحب پرانے آدمی ہیں اور اپنے مشاہدات اور تجربات کی روشنی میں بہت عمدہ باتیں بیان فرماتے ہیں جس سے لوگوں کے دلوں پر اثر ہوتا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ بیان تو وہ کریں گے دو چار باتیں اُنہوں نے مجھے کہنے کے لیے کہا ہے۔

شہدائے ختم نبوت کا کون جواب دے گا؟

موجودہ حالات میں قادیانیوں نے پھر سر اُٹھانے کی کوشش کی اور اُن کی تاریخ یہ ہے کہ یہ ہر چند سال بعد سر اُٹھاتے ہیں اور اللہ کا فضل ہے جب بھی اِنہوں نے سر اُٹھایا اِن کو منہ کی کھانی پڑی۔ ۱۹۵۲ء میں خود اِنہوں نے سر اُٹھایا تھا تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! ۱۹۵۳ء میں تحریک چلی بظاہر مسلمانوں کا نقصان ہوا لیکن مسئلہ واضح ہوا اور حضرت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا تھا کہ آپ نے دس ہزار لوگ شہید کروا دیئے آپ کو کیا

ملا؟ اور اُن کے خون کا حساب کون دے گا؟ تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: تم اُن دس ہزار کی بات کرتے ہو بارہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ جو تحفظِ ختم نبوت کے لیے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں شہید ہوئے تھے، ان شہداء سے متعلق جو جواب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دیں گے وہی جواب بخاری بھی دے دے گا۔ یعنی ایک صحابی کے مقابلے میں دس ہزار کیا ہیں؟ اور پھر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم ناکام نہیں ہوئے بلکہ ہر مسلمان کے سینے میں ایسا ایٹم بم فٹ کر دیا ہے کہ جب یہ پھٹے گا تو یہ قادیانیت کو راکھ کر دے گا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! ۱۹۷۴ء میں پھر قادیانیوں نے سر اُٹھانے کی کوشش کی، شرارت کی تو اللہ تعالیٰ نے اسمبلی کے ذریعہ مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔

آئینِ پاکستان سے بغاوت

ابھی نواز شریف کے دَور میں اُن لوگوں نے ختم نبوت کے حلف نامے کو خفیہ طور پر اُڑانے کی کوشش کی حالانکہ آئین میں یہ موجود ہے کہ سپریم لاء یعنی اعلیٰ قانون ہمارے ہاں قرآن اور سنّت کا ہوگا اور پھر حلف نامے میں یہ بات بھی لکھی گئی ہے اور ہر رُکنِ اسمبلی اِس بات کا حلف بھی اُٹھاتا ہے کہ پاکستان کے نظریۂ اِسلام کی حفاظت کروں گا۔ پھر اُنہوں نے حلف نامے سے ختم نبوت والی شِق کو اُڑایا ہے قانون کی رُو سے اُنہوں نے اپنے آئین سے بغاوت کی ہے۔ کوئی بھی رُکن پارلیمنٹ میں نہیں رہ سکتا۔

علماء کا اسمبلی میں ہونا فرض ہے

لیکن اِس میں تھوڑی سی یہ بات بھی عرض کروں گا کہ ہم لوگ جو مدرسوں میں بیٹھنے والے ہیں سیاست کو گالیاں دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ: سیاسی آدمی ایسے ہوتے ہیں ویسے ہوتے ہیں۔ اصل میں ہم لوگوں نے یہ ماحول دیکھا ہے کہ سیاسی وہ ہوتا ہے جو جھوٹ بولے، سیاسی وہ ہوتا ہے جو عوام کو ستائے، جو تکبر دکھائے حال آں کہ سیاست اِس چیز کا نام نہیں ہے سیاست تو بہت اُونچا لفظ ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام نے یہ کام کیا ہے۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ بنی اسرائیل کی سیاست انبیاء کرام علیہم السلام کیا کرتے تھے۔ سیاست کا معنی ہے: اُن کی نگہبانی

کرنا، اُن کی ضروریات کا خیال رکھنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی عمل کیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اِس پر عمل کیا خود بھوکے رہے عوام کے لیے آسانیاں پیدا فرمائیں۔ تو بہر حال آج کے دَور میں علماء کا وُجود اسمبلیوں میں ہونا فرض کے درجے میں ہے۔ ٹھیک ہے علماء کرام کو تاخیر سے اس معاملہ کا پتہ چلا لیکن علماء کی موجودگی کی وجہ سے یہ مسئلہ حل ہوا، الحمد اللہ

عاطف میاں قادیانی

یہ عاطف میاں اِس کا نام ونشان بھی نہیں تھا، ہمارے وزیر اعظم نے اِعلان کیا تھا کہ میں اِس کو وزیرِ خزانہ بناؤں گا، اس اعلان کے بعد کچھ علماء نے اُن کی گرفت کی، کہا: یہ تو قادیانی ہے۔ وزیر اعظم نے کہا: مجھے تو پتہ نہیں تھا۔ لیکن جیسے ہی وزیر اعظم بنے بجائے سیدھی طرح اُن کو لانے کے، اب اُن کو ٹیڑھے راستے سے اندر گھسانے کی کوشش کی کہ بھائی اقتصادی کمیشن جو بنایا اس میں اس کا نام دے دیا ۱۷ یا ۱۸ آدمیوں کے نام تھے اس میں اس کا نام بھی تھا تو اس بات کا ہمیں جب علم ہوا تو اس پر احتجاج ہوا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کامیابی عطا فرمائی۔

عاطف میاں قادیانی کی ملک دشمنی

اب یہ عاطف میاں ہے کون؟ میں نے ایک رسالے میں یہ لکھا ہے کہ اُس کا نظریہ ہے جسے وہ خود واضح کر چکا ہے کہ پہلا کام یہ کہ پاکستان اپنی فوج کم کرے، یہ اُس کا نظریہ ہے اور دوسرا کام یہ کرے کہ یہ ایٹم بم سفید ہاتھی اُنہوں نے جو پالا ہے اُس سے ہاتھ اُٹھالیں، یہ اُن کے لیے سفید ہاتھی ہے اور کشمیر کے مسئلے کو یہ بھول جائیں تو پھر یہ پاکستان ترقی کر سکتا ہے۔ آپ بتائیں یہ ترقی ہے؟ یا بالکل اپنی موت آپ مرنا ہے؟ اب ایسے آدمی کو لانا ملک کو مزید مشکلات اور خطرات میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ بھئی کوئی اچھے لوگوں کو اقتصاد میں لاتے، اچھی باتیں ان کو بتاتے، صحیح طریقے پر ان کو لے جائے لیکن در پردہ لگتا یہ ہے کہ اب بھی ہماری حکومت والے انہی سے رہنمائی لیتے ہیں اور انہی سے مشورے لیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ لگ رہا ہے۔

آج قادیانیت منہ چھپائے پھرتی ہے

میرے بھائیو! عام سطح پر بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! علماء نے قادیانیت کا مقابلہ کیا۔ جیسے حضرت فرمارہے تھے کہ مذہبی حوالے سے یہ اِتنے گندے ہوگئے کہ اب یہ کسی عام مسلمان سے بھی یہ بات نہیں کرسکتے اور کھلے لفظوں میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ: مرزا قادیانی نبی تھا کیوں کہ اِن کو پتہ ہے کہ: پھندہ یہاں تک فٹ ہوجائے گا۔ ہر مسلمان کو اِس کا علم ہے۔ مذہبی حوالے سے تو یہ اب بات نہیں کرتے۔ ٹھیک ہے! لالچ میں کسی نوجوان کو پھانس لیں گے اِس طور پر کہ اُس نوجوان سے کہیں گے کہ تمہیں باہر بھیجیں گے، تمہارا اِسٹیٹس اُونچا ہوجائے گا، تمہیں گاڑی مل جائے گی، تمہیں لڑکی مل جائے گی اور تم عیش کروگے۔ اس حوالے سے نوجوانوں کو پھانستے ہیں لیکن مذہبی حوالے سے کوئی بھی بات نہیں کرسکتا۔ اب اُنہوں نے سیاسی اَنداز اِختیار کیا ہوا ہے اِس طور پر کہ اُن اِداروں پر قبضہ کرو جس طرح ہوسکتا ہے پاکستان کے جو مین ادارے ہیں اُن پر اپنا کنٹرول حاصل کرو اور پھر مسلمانوں پر مسلط ہو جاؤ اور یہ آج سے نہیں شروع دن سے ہے۔ میں نے جو رسالہ لکھا ہے اُس میں ایک اور مضمون بھی لکھا ہے کہ اب ہمیں سیاسی میدان میں اُن کا مقابلہ کرنا ہوگا۔

مسلمان اَفسران تعاون کریں

میں اپنے مسلم نوجوانوں سے کہتا ہوں اور اپنے اَفسران سے کہتا ہوں کہ دیکھو! قادیانی دوسرے قادیانی کے لیے راستہ بناتا ہے، اُس کو آگے لانے کے لیے راستہ ہموار کرتا ہے۔ ہمارے مسلمان اَفسران کو چاہیے کہ: اپنے مسلمان نوجوانوں کو آگے لائیں، آج ہمارے نوجوان کو پڑھ لکھ کر بھی نوکری نہیں ملتی اور جو اُس نے پڑھا ہے اُس تعلیم کا جو نتیجہ ہمیں بتلایا تھا وہ نتیجہ اُس کو نہیں مل رہا۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگ ایسے نوجوانوں کے لیے رُکاوٹ بنے ہوئے ہیں لیکن قادیانی دوسرے قادیانی کے لئے اتنے وفادار ہوتے ہیں کہ اگر صفائی کرنے کے لیے بھی جگہ ہوگی تو اُن کی کوشش ہوتی ہے یہاں پر قادیانی آجائے تو یہ لوگ ہمارے ملک پر تسلط جمانا چاہتے ہیں۔

قادیانیوں کی سازشیں

اصل میں اُن کے ذہنوں میں یہ تھا کہ قادیانیوں نے انگریز کی خوشامد کی تھی، چاپلوسی کی تھی، مسلمانوں کی مخبریاں کی تھیں۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ انگریز جاتے جاتے کوئی حصہ ہمیں بھی دے جائے گا۔ کشمیر پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی کہ کشمیر ہمیں مل جائے اُس میں ناکام ہوئے۔ بلوچستان کو ہتھیانے کی کوشش کی اُس میں ناکام ہوئے اور پھر یہ دیکھا کہ بنگلہ دیش مشرقی پاکستان تھا یہاں پر ہماری دال نہیں گلتی اُن لوگوں سے کہا: اِس بنگلہ دیش کو، اِس مشرقی پاکستان کو الگ کرو تو ہم اِس مغربی پاکستان جو ہمارا موجودہ ہے اُس پر ہم تسلط جمالیں گے۔ مشرقی پاکستان کو اُنہوں نے الگ کیا۔ میں اور آپ آج دیکھ لیں کشمیر میں اگر حالات خراب ہیں تو اِس کی وجہ بھی یہ ہی قادیانی ہیں اور بلوچستان میں حالات خراب ہیں تو اِس کی بھی وجہ یہ قادیانی ہی ہیں۔

میرا دل گواہی دیتا ہے

میں یہ صاف لفظوں میں کہتا ہوں اور میرا دل یہ گواہی دیتا ہے کہ: پاکستان جب بھی کسی بحران میں آیا اُس کے پیچھے بھی اِن قادیانیوں کا ہاتھ ہوتا ہے۔ وہ کسی قسم کا بھی بحران کیوں نہ ہو۔ تو سیاسی انداز میں اُن کا مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے، اسکولوں میں، کالجوں میں، یونیورسٹیوں میں اور بالائی جو بیوروکریٹس ہیں اور اِسی طرح دوسرے اِدارے ہیں اُن میں اپنی آنکھیں کھلی رکھنی چاہئیں، اپنے لوگوں کو یہاں لانا چاہیے اور اِن قادیانیوں کا راستہ روکنا چاہیے۔ یہ اِسلام کی خدمت ہے، دِین کی خدمت ہے، پاکستان کی خدمت ہے اور اپنی پاکستانی قوم کی خدمت ہے۔ اللہ ہمیں اِس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

''میرے اکابر''

حضرت مولانا قاضی اِحسان احمد دامت برکاتہم

(مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

دھلی کالونی، کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سُبۡحَانَکَ لَاعِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّامَاعَلَّمۡتَنَاۤ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ اَسۡتَغۡفِرُاللّٰہَ رَبِّیۡ مِنۡ کُلِّ ذَنۡبٍ وَّاَتُوۡبُ اِلَیۡہِ۔اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَنۡزَلَ الۡکِتَابَ وَالۡحِکۡمَۃَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ نَبِیِّ الرَّحۡمَۃِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ اُولِی الۡعَزۡمِ وَالۡھِمَّۃِ یَارَبِّ لَکَ الۡحَمۡدُ لِجَلَالِ وَجۡھِکَ وَعَظِیۡمِ سُلۡطَانِکَ وَاَشۡھَدُ اَنۡ لَّآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَاشَرِیۡکَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ ۔ اَرۡسَلَہٗ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا وَدَاعِیًااِلَی اللّٰہِ بِاِذۡنِہٖ وَسِرَاجًامُّنِیۡرًا۔

اَمَّا بَعۡدُ !فَاَعُوۡذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ○

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًا ۔ (سُوۡرَۃُ الۡاَحۡزَاب:۴۰)

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعۡدِیۡ۔

حاضرین محترم! آج کا ہمارا یہ پروگرام اپنے اختتام کے بالکل قریب ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق امیر مرکزیہ اُستاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے اور اپنے اِس عظیم ترین کام کو فروغ دینے کے لیے آج کا پروگرام اِنعقاد پذیر ہوا۔ ہم سب خدامِ ختم نبوت کے لیے باعثِ صد اِفتخار ہے، ملکِ عزیز پاکستان کی عظیم علمی شخصیات نے اپنے محبوب قائد کے ساتھ والہانہ محبت اور عقیدت کا اِظہار کرتے ہوئے اِس عظیم ترین مشن کی نزاکت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہماری سرپرستی فرمائی۔ میں اپنی طرف سے اور خدامِ ختم نبوت کی طرف سے تہہ دل سے مشکور ہوں اِن تمام اکابر اور ساتھ ساتھ اپنے حاضرین کا بھی جو آج کے اِس پروگرام میں تشریف لائے۔

ہمارے اکابر کون تھے

خدا یاد آئے جن کو دیکھ کر وہ نور کے پتلے
نبوّت کے یہ وارث ہیں یہی ہیں ظلِّ رحمانی

یہی ہیں جن کے سونے کو فضیلت ہے عبادت پر
اِنہی کے اِتقاء پر ناز کرتی ہے مسلمانی

اِنہی کی شان کو زیبا نبوّت کی وراثت ہے
اِنہی کا کام ہے دینی مراسم کی نگہبانی

رہیں دُنیا میں اور دُنیا سے بالکل بے تعلق ہوں
پھریں دریا میں اور کپڑوں کو ہر گز نہ لگے پانی

اگر خلوت میں بیٹھے ہوں تو جلوت کا مزہ آئے
اور آئیں اپنی جلوت میں تو فقط ساکت ہو سخن دانی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امراء

آیئے! میں اور آپ آج جن اُکابر کے نام لیوا ہیں، جن کے مشن کی حفاظت کے لیے آج میں اور آپ جمع ہیں، ان کی خدمات کا تذکرہ کریں۔ اُس مشن کے پہلے داعی جناب سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے ان سے یہ مبارک سلسلہ چلا۔ موجودہ دور میں امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو خلاقِ عالم نے یہ توفیق عطا فرمائی۔ وہ مجلس تحفظِ ختم نبوت کے اُمیر اوّل بنے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد جماعت کے قائم مقام اُمیر حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ بنے۔ میں اِنتہائی اِختصار کے ساتھ یہ بات عرض کر رہا ہوں، تفصیلاتِ سال، مدّت، دن تمام چیزیں میرے پاس مرقوم ہیں لیکن میں اِنہیں اِختصار سے پیش

کر رہا ہوں۔ اِس لیے کہ ہمارے اُمیر مرکزیہ یادگارِ اُسلاف جانشین حضرت بنوری (رحمۃ اللہ علیہ) ہمارے درمیان موجود ہیں، اِنْ شَآءَ اللّٰہ میں اور آپ اُن کا خطاب سماعت فرمائیں گے۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ قائم مقام اُمیر بنے پھر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت دوسرے اُمیر حضرت مولانا قاضی اِحسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے حصے میں یہ سعادت آئی۔ تیسرے اُمیر حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کو بنایا گیا۔ کچھ عرصے کے لیے قائم مقام اُمیر فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ بنے اور اُس کے بعد عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کے چوتھے اُمیر فاتح قادیانیت مناظر اِسلام حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ اِس منصب پر جلوہ اَفروز ہوئے اور اپنی زندگی کی تمام بہاریں قادیانیت کے اِس بت کو گرانے کے لیے اُنہوں نے صرف کیں۔

میں اپنے اُستاد کا حکم پورا کر رہا ہوں

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کو اللہ ربُّ العزت نے یہ اعزاز بخشا کہ علومِ انوری کے وارث دار العلوم دیوبند کے مسندِ حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کو حاصل کرنے والی عظیم شخصیت حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ اِس منصب پر جلوہ اَفروز ہوئے۔ شاید آپ حضرات کے نزدیک یہ اَلفاظ اتنے دل آویز نہ ہوں لیکن میرے سامنے اِن لوگوں کی زندگیاں، اِن کا اِس کام پر مَر مِٹنا، اُن کی زندگی کی ہر خوشی کو اِس مشن پر قربان کرنا شاید آپ کے ذہن میں نہ ہو جتنا اِس ناکارہ کے ذہن میں ہے اور جتنا اِس ناکارہ نے ہوش سنبھالتے ہوئے اِن بزرگوں کے متعلق اپنے بڑوں سے سنا ہے۔ حضرت شیخ بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد میرے شیخ اور مُربی میرے محسن خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد قَدَّسَ اللّٰہُ سِرَّہٗ نے اس منصب کو رونق بخشی! جن کی زندگی کے ۳۲ سال ۴ ماہ ۹ دن اپنے شیخ اپنے استاد شیخ بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کو پورا کرنے میں گزرے۔ ایک مرتبہ میں نے اپنے اِن گناہ گار کانوں سے خانقاہ سراجیہ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنا کہ ’’یہ منصب ختم نبوت کی حفاظت، عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کی امارت کا منصب بہت اُونچا منصب ہے، میں اِس کے قابل نہیں تھا، میں تو اپنے اُستاد، اپنے شیخ

مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا حکم پورا کر رہا ہوں۔'' حضرت شیخ بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو جب مجلس کا اُمیر بنایا جا رہا تھا تو شیخ رحمۃ اللہ علیہ اِس شرط پر اُمیر بنے تھے کہ نائب اُمیر حضرت مولانا خان محمد صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) اگر بنیں گے تو میں امارت کا عہدہ قبول کرنے کے لیے تیار ہوں۔ تو اُمیر حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ بنے اور نائب امیر شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ بنے۔

اِخلاص سے مانگی ہوئی دعا

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی کا اس عہدے کے لیے انتخاب ہوا، آج میں اور آپ جنہیں خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ اُنہی سے متعلق میں نے سنا تھا کہ جیسے مفتی خالد محمود صاحب نے فرمایا کہ اُنہوں نے زندگی بھر عہدہ کو اپنے لیے قبول نہیں کیا۔ مگر حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میری دلی خواہش ہے کہ میں مجلس تحفظِ ختم نبوت کی شوریٰ کا رکن بن جاؤں تا کہ میرا نام بھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس کی تحفظ کا کام کرنے والوں کی فہرست میں ہو۔ اُن کی اخلاص سے مانگی ہوئی یہ دعا اُنہیں اِس جماعت کے اِس عہدے پر لانے کا سبب بنی۔ میں اور آپ آج کے اِس پروگرام کے توسط سے ربّ کائنات کے حضور دستِ دعا بلند کرتے ہیں کہ: اللہ ربُّ العزت ہمیں زندگی کی آخری سانس تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت اور ناموس کے تحفظ کے لیے میدانِ عمل میں کوشاں رکھے۔ ہمارا سارا مال، گھر بار، ہمارے اہل و عیال، ہماری عمرِ رواں کے ماہ و سال، ہمارے اِن ولولوں کا جاہ و جلال، ہمارا سب کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ ہمارا جینا بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہو، ہمارا مرنا بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہو۔

میں ایک مرتبہ پھر شکریہ کے ساتھ دعوت خطاب دوں گا عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کے اُمیر مرکزیہ اُستاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم (اس وقت حیات تھے) کو کہ وہ آپ حضرات کے سامنے اپنے عالمانہ فاضلانہ خطاب سے ہم سب کو محظوظ فرمائیں۔

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

''تحفظ ختم نبوت''

''ختم نبوت تقدیر کائنات پر وہ مہر کامل ہے' جس کی پاسبانی کا فریضہ اس امت پاک کے سپرد کیا گیا ہے۔ ہم اپنے قلم سے' اپنے عمل سے' اپنے آنسوؤں سے' اپنی محبت کے چراغوں سے اس کی پاسبانی کا حق ادا کرتے ہیں' اسی فریضے کی ادائیگی سے اس دنیا کا جمال اور وقار وابستہ ہے' جسے اسلامی دنیا کہتے ہیں۔

آج جبکہ فتنوں کا دروازہ کھل چکا ہے اور بلائیں ختم نبوت کے تصور پر بھیس بدل کر حملہ آور ہو رہی ہیں' اُس کی حفاظت کے لئے سینہ سپر ہو جانا چاہئے اور مجھے یقین ہے کہ اس سعادت کے حصول میں پاکستان صف اول میں ہوگا اور میدان حشر میں انشاء اللہ جب آقائے دو جہاں ﷺ یہ سوال فرمائیں گے کہ جب میری ناموس نبوت زد پر تھی تو تم نے کیا کردار ادا کیا تھا؟ اس وقت اہل پاکستان اپنے الفاظ کا نذرانہ بھی پیش کریں گے اور اپنے لہو کا تحفہ بھی پیش کریں گے' خدا سے دعا ہے کہ اس فہرست عاشقان میں کہیں آپ کا نام بھی درج ہو' کہیں اس عاجز کا نام بھی درج ہو' یہی وہ عظیم نعمت ہے جو جھولی پھیلا کر خدا کی بارگاہ سے طلب کی جا سکتی ہے اور بیشک وہ سمیع و بصیر ہے:

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں''

(چیف جسٹس میاں محبوب احمد)

”تحفظ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری“

حضرت مولانا قاضی اِحسان احمد دامت برکاتہم
(مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

گل بہار لان، بہادر آباد، کراچی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سُبۡحَانَکَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَاؕ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰهَ رَبِّیۡ مِنۡ کُلِّ ذَنۡبٍ وَّاَتُوۡبُ اِلَیۡهِ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ اَنۡزَلَ الۡکِتَابَ وَالۡحِکۡمَةَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِهٖ نَبِیِّ الرَّحۡمَةِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اُولِی الۡعَزۡمِ وَالۡهِمَّةِ یَا رَبِّ لَکَ الۡحَمۡدُ لِجَلَالِ وَجۡهِکَ وَعَظِیۡمِ سُلۡطَانِکَ وَاَشۡهَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِیۡکَ لَهٗ وَاَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ ۔ اَرۡسَلَهٗ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذۡنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیۡرًا۔

اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ○

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًا۔ (سُوۡرَۃُ الۡاَحۡزَاب،۴۰) قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّۃَ قَدِ انۡقَطَعَتۡ فَلَا رَسُوۡلَ بَعۡدِیۡ وَلَا نَبِیَّ۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ! آپ سامعین گرامی نے ہمارے آج کے تحفظِ ختم نبوت سیمینار کے مقرر جناب حضرت مولانا نجم اللہ عباسی دامت برکاتہم کا ایمان افروز بیان سماعت فرمایا۔ اللہ ربُّ العزت اِس ناکارہ سمیت ہم سب کو آقائے دو جہاں امام الانبیاء خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس بالخصوص عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے دل و جان سے زندگی کی آخری سانس تک قبول فرمائے۔

حضرت مولانا یحییٰ مدنی

میں اِنتہائی مشکور ہوں اپنے مکرم اُستاذُ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنی صاحب دامت برکاتہم کا کہ وہ اپنی اِس پیرانہ سالی میں ہم خدام ختم نبوت پر اپنا دستِ شفقت اپنے اَکابر اور اَسلاف کے طرز پر رکھے ہوئے ہیں۔ اللہ کریم اُن جیسے تمام گرامی قدر

علمائے کرام کا سایہ ہم سب کے سروں پر دراز فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس عظیم مشن میں اپنے اَسلاف کے مسلک و مشرب پر چلتے ہوئے ترقی کی راہوں میں گامزن ہونے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

سیمینار کا مقصد

اللہ تعالیٰ کی توفیق اور فضل و کرم سے آج میں اور آپ تحفظِ ختم نبوت سیمینار کی چوتھی نشست سے اپنے قلوب و جگر کو منور فرما رہے ہیں۔ اِنْ شَآءَ اللہ خالقِ کائنات کی توفیق اور اُس کے فضل و کرم سے اِس سلسلے کو بہتر سے بہتر اَنداز میں جاری رکھنے کی کوشش جاری رہے گی، اَکابر علمائے کرام کے مشورے سے چند اُمور آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرنے کی جسارت کرنی ہے۔ آپ حضرات تحفظِ ختم نبوت کے پروگرام میں شرکت فرما رہے ہیں اِس شرکت کے بعد اپنے ماحول میں، اپنے حلقہ میں، اپنے دُوست اَحباب میں تحفظِ ختم نبوت کے پیغام کو آپ اور میں کس طرح پہنچا سکتے ہیں؟ اِس کے لیے مجھے اور آپ کو چند اُمور ملحوظ خاطر رکھنے ہیں۔ جن کی بناء پر اِنْ شَآءَ اللہ میں آپ اِس تحفظِ ختم نبوت کے مشن میں اپنی وابستگی کا عملی مظاہرہ کرسکیں گے۔ اِس سیمینار کا مقصد اور پیغام مختصر ترین الفاظ میں شعورِ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت سے متعلق آگاہی ہے۔ معزز خواتین اپنے حلقۂ اَحباب میں تحفظِ ختم نبوت سے متعلق آگاہی، شعور اور فتنۂ قادیانیت کی سنگینی سے اپنے ماحول کو کیسے آگاہ کرسکتی ہیں؟ اِس کے لیے چند ایک رہنما تجاویز آپ کی خدمت میں پیش کی جائیں گی۔ حق تعالیٰ ہمیں توفیقِ عمل نصیب فرمائے۔ (آمین)

تحفظِ ختم نبوت سیمینار میں آپ کی تشریف آوری پر خدامِ تحفظِ ختم نبوت دل و جان سے مشکور ہیں۔ جَزَاکُمُ اللہ. حق تعالیٰ شانہ ہم سب کی اِس حاضری کو قبول فرما کر ہماری نجات اور شفاعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذریعہ بنائے۔ آئندہ سیمینار تک آپ اپنے علاقے میں تحفظِ ختم نبوت اور تردید قادیانیت کے سلسلہ میں جو کام اور خدمت پیش کر سکتے ہیں اُن کا مختصر سا خاکہ آپ سامعین گرامی کی خدمت میں پیش ہے۔ امید ہے کہ: آپ خود بھی اِس سلسلہ میں دلچسپی اور دلجمعی کے ساتھ حصہ لینے کی کوشش فرمائیں گے اور دوسرے

مسلمان بھائیوں کو اِسلام کے اِس عظیم کام کی طرف راغب کریں گے اور انہیں تحفظِ ختم نبوت کے عظیم کام سے وابستہ ہونے کی دعوت دیں گے۔

آپ نے کیا کرنا ہے؟

❶ تحفظِ ختم نبوت کے کام سے وابستہ ہونے کے لیے ختم نبوت کے لٹریچر کا مطالعہ فرمائیں تاکہ اِس موضوع پر معلومات میں اِضافہ ہوسکے۔

❷ اپنے حلقۂ اَحباب میں کم اَز کم روزانہ ایک مسلمان بھائی کو تحفظِ ختم نبوت کے کام سے آگاہ کریں۔

❸ اپنے علاقے کی مساجد میں اپنی نگرانی میں تحفظِ ختم نبوت لٹریچر کو سلسلہ وار تقسیم کا نظم قائم فرمائیں۔

❹ اپنے علاقوں میں لٹریچر کی ایسے مقامات پر فراہمی کا سلسلہ شروع فرمائیں جہاں عوام الناس اِس کا مطالعہ فرماسکیں۔ مثلاً: کلینک، لائبریری، اسپتال یا ایسا مناسب عوامی مقام جہاں پر عوام تشریف رکھتے ہوں وہاں پر لٹریچر کی تقسیم جاری کریں۔

❺ اپنے علاقوں میں تحفظِ ختم نبوت کے سلسلے میں دَرس و بیان کے حلقے قائم فرمائیں اور اِس سلسلے میں دفتر عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت نمائش ایم اے جناح روڈ سے رابطہ قائم فرمائیں۔

❻ آئندہ ماہ ربیع الاوّل پر سیرت طیبہ کے عنوان سے پروگرام کا اِنعقاد کرانے کے لیے دفتر مجلس تحفظِ ختم نبوت سے رابطہ قائم فرمائیں۔

❼ آپ تحفظِ ختم نبوت کے کام میں اپنی خدمات جن اُمور کے ذیل میں پیش کرسکتے ہیں اور پیش کی جارہی ہیں ملکی یا غیر ملکی کسی بھی زبان میں مہارت ہو تو لٹریچر اور کتابوں کے ترجمے کے ذریعے سے اِس کام میں حصہ ڈالیں۔

❽ قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ: جہاں سے خریداری کریں اگر وہاں قادیانی مصنوعات ہیں تو اُس صاحبِ دکان کی بہتر اَنداز میں ذہن سازی فرمائیں اور اسے ختم نبوت کے موضوع پر لٹریچر مہیا کریں۔

⑨ مجلس کے زیرِ اہتمام چلنے والے کاموں میں مالی اِعانت کریں مجلس کے بیتُ المال کو مضبوط کرنا جیسے نئ تعمیر ہونے والی مساجد مدارس کا قیام، بارش اور سیلاب سے متاثر زدہ مدارس اور مساجد کی تعمیرِ نو اور دفتر تحفظِ ختم نبوت کی تعمیر اور مرمت میں حصہ۔

یہ وہ چند ایک اُمور ہیں جو آپ حضرات کی خدمت میں پیش کیے گئے ہیں جو آئندہ ماہ سیمینار تک تین مہینے کے اندر آپ اپنے حلقۂ احباب میں اِن اُمور میں سے جو آپ کے لیے سب سے آسان ہو اِس کو لے کر آپ ختم نبوت کے کام میں عملاً شرکت کرسکتے ہیں۔ دعا کی درخواست سے قبل پروگرام کے اِختتام پر عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کی مطبوعات کا اِسٹال بھی قائم ہے اور اُس کے ساتھ ہفت روزہ ختم نبوت اور ماہنامہ لولاک کی ممبر شپ کے فارم اور مستقل ممبر شپ کے فارم بھی موجود ہیں۔ گزشتہ دنوں میں رُونما ہونے والے فتنہ زید زمان جو جھوٹے مدعی نبوّت یوسف کذاب کا پیروکار تھا یہ فتنہ ختم نہیں ہوا چند دنوں کے لیے اَنڈر گراؤنڈ ضرور ہوا لیکن آج پھر پَر پُرزے نکالنے کی کوشش کررہا ہے۔ اِس سے متعلق اِسٹال پر لٹریچر موجود ہے آپ تمام حضرات اِس لٹریچر کو لے کر جائیں، خود پڑھیں اور دوستوں کو پڑھنے کے لیے مہیا کریں اور اِس کی تقسیم اور اِشاعت کے عمل میں بھی حصہ لیں۔ ایک چھوٹی سی جسارت۔۔ اِس پروگرام کا دورانیہ بہت محدود ہے۔ ۱۱ بجے سے لے کر پونے ایک بجے تک اِس پروگرام کا دورانیہ ہے۔ میں اپنے تمام معزز سامعین اور کرم فرماؤں سے دل کی گہرائیوں سے درخواست کروں گا کہ بروقت ٹھیک ۱۱ بجے پروگرام کے آغاز سے پہلے ہی آپ حضرات تشریف لانے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی اِس محنت وکاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت نصیب فرمائے اور کل قیامت والے دن میرا اور آپ کا یہ جمع ہونا جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے دربار میں پیش کیا جائے تو حضور سرورِ کائنات امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میری اور آپ کی شفاعت اللہ ربُّ العزت کے دربار میں ضرور فرمائیں۔ حق تعالیٰ شانہ ہمیں آئندہ بھی اپنی اِس جماعت کے ساتھ ہر لحاظ سے شانہ بشانہ چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

میں ایک مرتبہ پھر شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے مخدوم ومکرم حضرت مولانا محمد یحییٰ

مدنی ﷺ کی خدمت میں درخواست کروں گا کہ وہ اِس پروگرام کے اِختتامی کلمات کے ساتھ دعائے خیر فرمادیں۔ ایک درخواست آپ سب دوستوں سے یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ ہمارے بھائی شکیل احمد صاحب کے اِس تعاون کو بہت ہی شرفِ قبولیت نصیب فرمائیں۔ بہت ہی اِخلاص اور دل کی گہرائیوں کے ساتھ اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے پروگرام کے لیے اپنی تمام تر چیزوں کو وقف کیا ہے، اُن کی والدہ محترمہ علیل ہیں اسپتال میں ہیں، حضرت بھی اُن کے لیے دعا کروائیں گے آپ تمام دوستوں سے بھی درخواست ہے کہ بھائی شکیل احمد صاحب کی والدہ کے لیے اور تمام خدامِ ختم نبوت کے لیے دل کی گہرائیوں سے دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی بارگاہ میں سرخرو فرمائے۔ جَزَاکُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہوتو ایسی''

حضرت مولانا قاضی اِحسان احمد دامت برکاتہم

(مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

گل بہار لان، بہادر آباد، کراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

سُبْحَانَكَ لَاعِلْمَ لَنَآ اِلَّامَاعَلَّمْتَنَآ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ-اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْزَلَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اُولِي الْعَزْمِ وَالْهِمَّةِ يَارَبِّ لَكَ الْحَمْدُ لِجَلَالِ وَجْهِكَ وَعَظِيْمِ سُلْطَانِكَ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ- اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا-

اَمَّا بَعْدُ !فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا -(سُوْرَةُ الْاَحْزَاب.۴۰)

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اَنَا خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ -

معزز حاضرین اور میرے عزیز دوستو! آج کے اِس پروگرام کی غرض وغایت اور مجھے،آپ کو اِس پروگرام سے کیا حاصل ہوا؟ اور یہاں سے جانے کے بعد میری اور آپ کی ذمہ داری کیا ہے؟ مجھے اور آپ کو کس انداز میں اِس محاذ تحفظِ ختم نبوت پر لگانا ہے؟

تحفظِ قرآن اور صاحبِ قرآن

اللہ ربُّ العزت کی آخری کتاب قرآنِ مجید جو آقائے دوجہاں امام الانبیاء خاتَمُ النَّبِیّٖن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلبِ اَطہر پر نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے آخری نبی، قرآن کریم آسمان سے نازل ہونے والی آخری کتاب، دِین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ ربُّ العزت کا آخری پسندیدہ دِین، شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمل کے لیے، نجات کے لیے

آخری شریعت ہے۔ اِس قرآنِ کریم کے بعد کسی اور نئی کتاب نے نہیں آنا، دِین محمدی ﷺ کے بعد کسی اور نئے دِین نے نہیں آنا۔ اِس شریعتِ محمدی ﷺ کے بعد کسی اور نئی شریعت نے نہیں آنا۔ جب رسول اللہ ﷺ پروردگارِ عالم کے آخری نبی ہیں، دِین آخری دِین ہے، شریعت آخری شریعت ہے، قرآنِ کریم آخری کتاب ہے تو مجھے آپ کو اِس بات کا یقین کر لینا چاہیے کہ آنحضرت ﷺ جب اللہ کے آخری نبی ہیں تو اُن کی نبوّت قیامت تک قائم اور دائم رہے گی، جب دِینِ محمدی ﷺ آخری دِین ہے تو یہ قیامت کی صبح تک اِسی اَنداز سے چمکتا دمکتا رہے گا۔ جب شریعتِ محمدی ﷺ اللہ کی آخری شریعت ہے تو یہ شریعت قیامت کی صبح تک قائم اور دائم رہے گی۔ جب یہ قرآنِ کریم اللہ کی آخری کتاب ہے تو قیامت کی صبح تک دُنیا میں مسلمانوں کے پاس یہ کتاب اپنی اُسی اصلی حالت میں جس اَصلی حالت میں سوا چودہ سو سال پہلے جنابِ نبی کریم ﷺ کے قلبِ اَطہر پر نازل ہوئی قیامت کی صبح تک باقی رہے گی۔ جب دِین قیامت تک رہے گا، شریعت قیامت تک رہے گی، قرآنِ کریم قیامت تک رہے گا، رسول اللہ ﷺ کی نبوّت قیامت تک رہے گی تو اِس بات کا لازمی نتیجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نبوّت اور رسالت کی حفاظت کرنے والے قیامت تک رہیں گے۔ اِس دِین محمدی ﷺ کی حفاظت کرنے والے قیامت تک رہیں گے۔ اِس شریعت محمدی ﷺ کو چہار دانگِ عالم میں غالب کرنے کے لیے لوگ قیامت تک رہیں گے۔ اِس قرآنِ کریم کی حفاظت کرنے والے لوگ قیامت کی صبح تک رہیں گے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۔(سورۃ الحجر:۹)

اللہ رب العزت نے اِنسانیت کو یہ چیلنج دیا کہ اِس پاک کلام کو ہم نے اپنے نبی محمد ﷺ کے قلبِ اَطہر پر نازل کیا اور ہم ہی اِس کی حفاظت کریں گے۔ اِس کی حفاظت کے اَسباب میں کبھی ہم قرآن کے قاری کو پیش کریں گے۔ اِس کی حفاظت کے اَسباب میں کبھی ہم مُجَاهِدٍ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ کو پیش کریں گے۔ اِس قرآن کی حفاظت کے لیے کبھی ہم رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کی شکل میں ایک جماعت کو پیش کریں گے۔ کبھی ہم اِس

قرآن کی حفاظت کے لیے، صاحبِ قرآن کی حفاظت کے لیے جان نثارانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شکل میں میدانِ عمل میں لاکر کھڑا کریں گے۔ کبھی ہم صاحبِ قرآن اور اِس قرآن کی حفاظت میں عشاقِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وہ عظیم جماعت لاکر کھڑی کریں گے جو اپنے عشقِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل ہونے والی اِس کتاب کی حفاظت بھی کرے گی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات کی حفاظت بھی کرے گی۔

اگر اِس قرآنِ کریم کے ظاہری حروف کو بچانے کی ضرورت پیش آئے گی تو اُسی جماعتِ مقدسہ کے افراد قرآنِ کریم کے ظاہری الفاظ وحروف کی حفاظت کریں گے۔ جب اِس قرآنِ کریم کے معانی اور مفاہیم کے حفاظت کی بات آئے گی تو اُسی جماعت مقدسہ میں سے ایسے جانباز وجان نثار کھڑے کیے جائیں گے جو اِس کے معنی اور تفاسیر کی حفاظت کریں گے۔ جب اُس ذات کی باری آئے گی جس ذات پر یہ اللہ کا آخری کلام نازل ہوا ہے، اُس کی عزت وناموس کی حفاظت کی باری آئے گی، تاجِ ختمِ نبوت کی حفاظت کی باری آئے گی، ردائے عزت وعصمت کے تحفظ کی باری آئے گی، پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ناموس کی حفاظت کی باری آئے گی تو اُن ہی عشاقِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں سے، اُن ہی غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں سے، اُن ہی جاں نثارانِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں سے چند دیوانے اُٹھیں گے جو پیغمبر کی ناموس کی حفاظت بھی کریں گے، پیغمبر کے تاجِ ختمِ نبوت کی حفاظت بھی کریں گے۔

اُس کے لیے تاریخ مجھے آپ کو اُن عشاقِ محمد کا دل آویز انداز پیش کر کے دعوتِ غور و فکر دے رہی ہے۔ آج صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وہ جماعت مقدسہ جس میں سات سو (۷۰۰) قرآن کے حافظ اور قرآن کے قاری تھے، جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر کے اللہ کی آخری کتاب کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعے سے اپنے سینے میں محفوظ کیا تھا، آج صحابہؓ وتابعینؒ کی جماعتِ مقدسہ یمامہ کے میدان میں جھوٹے نبوّت کے دعویدار کے خلاف اِعلان جہاد کر کے سینہ سپر ہو چکی ہے، سیسہ پلائی دیوار بن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت کے لیے یمامہ کے میدان میں جام شہادت نوش کر رہے ہیں، اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر آج رسول اللہ کی عزت کے لیے میدان میں اُترے تھے، اُنہوں نے

جان نثاری کا وعدہ کیا تھا وہ پورا کر کے دکھایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام پر کٹ مرنے کا وعدہ کیا تھا وہ کر کے دکھایا، ان میں قرآنِ کریم کے سات سو حافظ تھے۔ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزت کی باری آئی، میدانِ جہاد میں اُتر کے، میدانِ عمل میں اُتر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ناموس کی حفاظت کرتے ہوئے اپنی جان خالقِ حقیقی کے سپرد کر دی۔

ماں بیٹے کا انوکھا عشق رسول

آج اُمّت کی مائیں میدان میں رسول اللہ کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لیے موجود ہیں۔ سیّدنا حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے جھوٹے مدعیٔ نبوت مسیلمہ کذاب نے اپنے دربار میں چند سوال کیے۔ مسیلمہ کذاب نے سیّدنا حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے کہا: اَتَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ ؟ سیّدنا حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں! حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے نبی اور رسول ہیں۔ مسیلمہ نے سوال کیا: اَتَشْهَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللهِ ؟ کیا آپ اِس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ: میں بھی اللہ کا رسول ہوں؟ سیدنا حبیب رضی اللہ عنہ ایک عاشق ہے، جو رسول اللہ کا عاشق ہے، آج اُس نے اپنے عشق کا ثبوت دینا ہے، آج جھوٹے مدعی نبوّت مسیلمہ کذاب کے سامنے ڈٹ جانا ہے، چنانچہ سیّدنا حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے مسیلمہ کذاب نے سوال کیا: اَتَشْهَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللهِ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلام سیّدنا حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سامنے موجود ہیں اُنہوں نے مسیلمہ کذاب سے کہا: اِنَّ فِیْ اُذُنِیْ صَمَمًا عَنْ سِمَاعِ مَا تَقُوْلُ۔ میں تیری بات کو سننے کے لیے تیار نہیں۔ مسیلمہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بات سنتا ہے میری بات نہیں سنتا؟

قصہ مختصر، مسیلمہ نے سوال کیا، انکار پر مسیلمہ نے ایک بازو کٹوایا۔ مسیلمہ نے پھر سوال کیا، تو انکار پر دوسرا بازو کٹا۔ مسیلمہ نے سوال کیا، اُدھر جواب آیا، ایک ٹانگ کٹی۔ مسیلمہ نے سوال کیا، اُدھر جواب آیا، دوسری ٹانگ کٹی۔ مسیلمہ نے سوال کیا، اب جسم میں جان باقی نہیں رہی گردن تن سے جدا کر دی گئی، آج یہ عاشق ہمیں سبق دے رہا ہے کہ: میں نے جان دے دی ہے، میں نے جسم کے ٹکڑے کروائے ہیں، میں نے خالقِ کائنات کی سب سے

معصوم ہستی، سب سے محبوب ہستی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر جسم کے ٹکڑے کروائے۔ آج سیّدنا حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ مسیلمہ کے دربار میں جان دے کر کامیاب ہو گئے۔ میں اپنی ماؤں کو خراجِ تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں، آج اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا اپنے لختِ جگر کا اِنتظار کر رہی ہیں، میرا بیٹا زید آنے والا ہے۔ جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے دربار میں پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کی گواہی دینے کے لیے، تاجِ ختمِ نبوت کی حفاظت کے لیے، رِدائے عزت وعظمت کی حفاظت کے لیے، ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چوکیداری کے لیے، میرا بیٹا آج مسیلمہ کذاب کے دربار میں جاچکا ہے۔ ماں اِنتظار میں ہے کس وقت میرا بیٹا آئے؟ آج قافلہ واپس آرہا ہے، ماں اِنتظار میں ہے۔ اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا اِس اِنتظار میں ہیں۔

جو لوگ ساتھ تھے اُنہوں نے کہا کہ تیرے بیٹے کو مسیلمہ کذاب نے اپنے جھوٹے دعویٰ نبوت کو تسلیم نہ کرنے کی بناء پر ٹکڑے ٹکڑے کر کے شہید کر دیا۔

اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا کو پتا چلا کہ میرے بیٹے کے جسم کے ٹکڑے کر کے شہید کر دیا گیا۔ اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا نے سینہ نہیں پیٹا، اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا نے گریبان چاک نہیں کیا، بلکہ اپنے بیٹے کا جذبۂ عشقِ رسالت بیان کرتے ہوئے ماں کہتی ہے: لِهٰذَا الْيَوْمِ اَرْضَعْتُهٗ۔ یاد رکھو! میں نے آج کے دن کے لیے اپنے بیٹے کو دودھ پلایا تھا کہ یہ میرا بیٹا کل پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر قربان ہو، پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت پر قربان ہو، پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموس پر قربان ہو۔ آج بھی اُس جذبہ کی ضرورت ہے جو اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا میں تھا، آج بھی اُس جذبہ کی ضرورت ہے جو سیّدنا حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ میں تھا، آج بھی اُس جذبہ کی ضرورت ہے جو عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ میں تھا، آج بھی اُس جذبہ کی ضرورت ہے جو قاضی اِحسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ میں تھا۔

میرا سب کچھ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے

امیرِ شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ آپ جیسے عشاق سے جب مخاطب ہوتے، اُن کے جذبۂ عشق کو دیکھتے، اُن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کو دیکھتے تو میری بینائی

کی زبان میں کہتے۔

میر جمع ہیں اَحباب دردِ دل کہہ لے
پھر اِلتفات دل دوستاں رہے نہ رہے

نہ معلوم زندگی وفا کرے یا نہ کرے؟ کس موڑ پر ہماری زندگی کی کتاب بند کر دی جائے؟ آپ کے شہر کی سرزمین پر علمائے کرام سے متعلق جو حالات ہیں وہ آپ سے اُوجھل نہیں۔ لیکن خدا کی قسم! ایک کے بعد دوسرا، دوسرے کے بعد تیسرا جان تو دے گیا مگر اپنے پیچھے آنے والوں کو دِفاعِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشن سے ہٹا کر نہیں گیا بلکہ یہ کہہ کر چلا گیا کہ۔

میں تو کیا میرا سارا مال و منال
میرا گھر بار میرے اہل و عیال
میری عمر رواں کے ماہ و سال
میرے اِن ولولوں کا جاہ و جلال
میرا سب کچھ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔

آج میرا خون اگر کراچی کی سڑکوں کو رنگین کرتا ہے تو شاید میرے سینے پر گولیاں چلانے والے یہ تاثر لیں گے کہ آج یوسف لدھیانوی (رحمۃ اللہ علیہ) شہید ہو گیا تو قادیانیت کے خلاف بولنے والوں کا باب بند ہو گیا، آج سعید احمد جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ کو پیوندِ خاک کر دیا گیا تو آج قادیانیت کے کفر کو الم نشرح کرنے والا پیوندِ خاک کر دیا گیا۔ آج مولانا مفتی جمیل خان رحمۃ اللہ علیہ کو ہمیشہ ہمیشہ کی نیند سلا دیا گیا تو اب دِفاعِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشن پر نہ قلم چلے گا، نہ زبان چلے گی، نہ قدم اُٹھیں گے۔ یہ ان ظالموں کی بھول ہے، وہ اِن عشاقِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق و وفا کے جذبے کو اپنی ایک گولی کے زُور پر آزمانا چاہتے ہیں۔ آج سے چالیس سال پہلے خطیبِ پاکستان حضرت مولانا قاضی اِحسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اِن ہی اَغیار کو ایک پیغام دیا تھا۔

اِدھر آ ستم گر ہنر آزمائیں
تو تیر آزما، ہم جگر آزمائیں

نعرہ تکبیر: اللہُ اَکْبَر! تاج دار ختم نبوت: زندہ باد!

یہ تمہارے تیر تلوار، تمہاری گولیوں کو خاطر میں نہیں لاتے۔ خدا کی قسم! یہ زمین، اِس کا ایک ایک ذرّہ قیامت کی صبح تک اِس بات کی گواہی دے گا کہ جب تک اِن غلامانِ محمد ﷺ میں ایک بھی عاشقِ رسول ﷺ موجود تھا اُس کے دہن میں زبان تھی، ہاتھ میں قلم تھا، پاؤں میں چلنے کی طاقت تھی، اُسی قلم کے ذریعے سے، اُسی قوتِ بازو کے ذریعے سے نبی کریم ﷺ کی عزت وناموس کے جھنڈے کو بلند کرتے رہے اور دیوانہ وار سولی کو چوم لیا، ہتھکڑیاں پہن لیں، بیڑیاں پہن لیں، پھانسی کے پھندے کو چوم کے اپنے گلے میں ڈال کر اُس نے تختِ دار پر بھی پیغمبر ﷺ کی ناموس کے سبق کو دُہرایا، پیغمبر ﷺ کے ساتھ اُس نے اپنی جان کو بچانے کے لیے بے وفائی نہیں کی۔ حرمتِ رسول ﷺ پر جان بھی قربان۔

خدا کی قسم! آج ضرورت ہے اُن جیسی ماؤں کی، اُن جیسے باپوں کی جو اپنی اُولاد کو اپنے ہاتھ کے ساتھ غسل دے کر سفید پوشاک پہنا کر محمد رسول اللہ ﷺ کی عزت کے راستے پر رَوانہ کرتی تھیں۔ ماں کہتی تھی کہ جا میرے بیٹے! پیغمبر ﷺ کی ناموس کے لیے تو وقف ہے۔ یہ ماں تیرے سینے پر گولی دیکھنا پسند کرے گی، تیری پیٹھ پر گولی دیکھنا پسند نہیں کرے گی۔ آج کتنے راستہ چلتے ہوئے مَر جاتے ہیں جن کو کل ایک دن کے بعد، دو دن کے بعد کوئی یاد نہیں کرتا۔

زندہ ہے زمانے میں ثنا خوانِ محمد (ﷺ)
تابندہ رہے گا یوں ہی گلستانِ محمد (ﷺ)

اِس گل کو شہیدوں کا لہو ملتا ہی رہے گا

چار دن پیچھے چلیں مولانا جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ اسٹیج کی رونق ہوتے تھے۔ اس سے چار دن پیچھے چلیں مفتی جمیل خان رحمۃ اللہ علیہ اسٹیج کی رونق ہوتے تھے۔ چار دن پیچھے چلیں مفتی عتیق الرحمٰن شہید رحمۃ اللہ علیہ اسٹیج کی رونق ہوتے تھے۔ چار دن پیچھے چلے مولانا محمد یوسف لدھیانوی

علیہ السلام اپنا پیار و شفقت بھرا ہاتھ میرے آپ کے سر پر دراز کیے ہوتے تھے لیکن آج بھی یہ گلشن محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی اُسی آب و تاب کے ساتھ اِخلاص و للّٰہیت کے ساتھ لہلا رہا ہے، چمک رہا ہے، دمک رہا ہے۔ اِسی لیے تو میں کہہ رہا ہوں ؎

زندہ ہے زمانے میں ثنا خوان محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)
تابندہ رہے گا یوں ہی گلستان محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)
ہوں لاکھ خزاں لالہ و گل کِھلتا ہی رہے گا
اِس گل کو شہیدوں کا لہو ملتا ہی رہے گا

ہم نہیں ڈرتے! خدا کی قسم! باوضو مسجد میں کھڑا ہوں، ہم کٹ سکتے ہیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ناموس کا سودا نہیں کر سکتے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ۔

دعا کریں کہ: ہم اِن بزرگوں کی موجودگی میں اِن کا دامن پکڑ کر خالق کائنات کے دربار میں پہنچیں۔ کل میں اور آپ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے سرخرو ہو جائیں۔

سرخرو کہتے کسے ہیں؟

سرخرو کہتے کسے ہیں؟ بہادر شاہ ظفر کو گرفتار کیا گیا، انگریز نے اُس مسلمان حکمراں کو پابندِ سلاسل کر دیا۔ مجھے اُس کی شخصی زندگی سے کوئی بحث نہیں۔ بہادر شاہ ظفر آج پابندِ سلاسل ہے، جیل کال کوٹھڑی میں اپنی زندگی کی سزا پوری کر رہا ہے۔ بہادر شاہ ظفر کے سامنے ایک ٹرے لائی گئی اُس کے اُوپر یوں کپڑا ڈالا ہوا تھا۔ بہادر شاہ ظفر نہیں جانتا تھا کہ: اِس کے اندر کیا ہے؟ اس کے ایمان کو خریدنے کے لیے لعل و یاقوت کے اَنبار جواہرات، زمین مربع کے کاغذات؟ اُس کے اندر کیا ہے؟ نہیں جانتا! اُس کے سامنے اُس طشتری کو پیش کیا، ڈھکی ہوئی تھی۔ جب اُس کپڑے کو ہٹایا گیا تو بہادر شاہ ظفر کے خاندان کے نوجوان لڑکوں کی کٹی ہوئی گردنیں اُس ٹرے میں رکھی ہوئی تھیں۔ بہادر شاہ ظفر نے ایک نظر اپنے اُن خاندان کے نوجوان اور جیالوں پر ڈالی، دوسری نظر اُس ظالم جابر انگریز کے چہرے پر ڈالی۔

کمالِ اِستقامت کے ساتھ، کمالِ جرأت کے ساتھ بہادر شاہ ظفر نے انگریز کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر کہا کہ فرماں بردار اَولاد جب ماں باپ کے سامنے آیا کرتی ہے تو یوں ہی سرخرو ہو کر آیا کرتی ہے۔ گردن شرم سے جھکا کر نہیں آیا کرتی۔

اپنے نبی کے لیے کیا کیا؟

اِس لیے کہتا ہوں: فرماں بردار اُمتی جب اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے پیش ہو تو سرخرو ہو کر پیش ہو۔ اُس کی گردن ندامت سے جھکی ہوئی نہ ہو۔ جب رسول اللہ ﷺ سوال کریں کہ میری ناموس و نبوّت زد پر تھی تمھیں دُنیا کا ہر رشتہ یاد تھا، تمھیں دُنیا کی ہر محبت یاد تھی، تم دُنیا کی محبت پر جان لٹانا سعادت سمجھتے تھے، تم دُنیا کے لیے بے چین و بے تاب رہتے تھے، منصب کی چوکیداری کے لیے، وجاہت کے لیے، سرداری کے لیے آج نئے سے نئے عہدے کو پانے کے لیے تم نے دُنیا کا بازار گرم رکھا، دُنیا تمھارے آگے تم دُنیا کے پیچھے، تم نے دُنیا کی ہر چیز کو ترجیح دی میری ناموس و نبوّت زد پر تھی، بلائیں بھیس بدل بدل کر میرے دِین پر حملہ آور ہو رہی تھیں، تم نے اپنی دُنیا کو یاد رکھا تم نے میرے لیے کیا کیا؟ تمھیں اپنا باپ بھی یاد تھا، تمھیں اپنی ماں بھی یاد تھی، تمھیں اپنا لیڈر بھی یاد تھا، تمھیں اپنے بچے بھی یاد تھے، تمھیں میں ایک لمحے کے لیے بھی یاد نہیں آیا؟ جب قادیانی اور مرزائی میرے قرآن کے ترجمہ کو تبدیل کرتے، میرے قرآن کے معنی اور مفہوم کو تبدیل کرتے، جس جگہ خالقِ کائنات نے محمد رسول اللہ ﷺ کو بٹھایا تھا، اُس مقام پر قادیانی مرزا غلام قادیانی کو بٹھاتے تھے؟ جس جگہ اُمہات المومنین رضی اللہ عنہن کو بٹھایا، مرزا قادیانی اپنی بیویوں کو بٹھاتا تھا۔ جو میری بیٹیوں رضی اللہ عنہن کو مقدس مقام ملا، اُس جگہ مرزا قادیانی نے اپنے خاندان کی عورتوں کو بٹھایا۔ جس جگہ میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میرے جاں نثار میرے ایک ایک اِشارے پر اپنی جان قربان کرنے والے سرفروشان اسلام کو جو اِسلام نے منصب دیا مرزا قادیانی نے اُس کے مقابلے میں اپنے چیلوں کی جماعت تیار کی۔ مرزا غلام قادیانی نے میرے دِین کے ایک ایک حصے کو ٹکڑے ٹکڑے کیا تم اپنی دنیا میں مست رہے، آج تم بتاؤ تو صحیح میرے لیے کیا لائے ہو؟ کس منہ سے تم میرے سامنے آئے ہو تم نے میرے لیے کیا

کیا؟ بس! میرا یہی سوال ہے اور میری بات ختم۔

جسٹس میاں محبوب کے سنہرے الفاظ

جسٹس میاں محبوب نے ایک مقدمہ کے فیصلہ میں ایسا لکھا ہے کہ کمال کر دیا ہے! کہ ''ختم نبوت تقدیر کائنات پر وہ مہر کامل ہے، جس کی پاسبانی کا فریضہ اللہ پاک نے اِس اُمّت کے سپرد کر رکھا ہے۔'' آگے جسٹس میاں محبوب لکھتے ہیں کہ ''کل قیامت والے دن جب یہ اُمّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش ہوگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوال کریں گے کہ جب میری ناموس ونبوّت زد پر تھی، جب بلائیں بھیس بدل بدل کر میرے دِین پر حملہ آور ہو رہی تھیں تم نے میرے لیے کیا کیا؟'' تو جسٹس میاں محبوب کہتے ہیں: مجھے یقین ہے کہ: پاکستان کے مسلمان صفِ اوّل میں کھڑے ہوں گے کوئی اپنے آنسوؤں کا تحفہ پیش کرے گا، کوئی اپنے خون کا نذرانہ پیش کرے گا، کوئی اپنے محبتوں کے چراغ پیش کرے گا، کوئی اپنی رات کی تاریکیاں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر جو قربان کی تھیں وہ پیش کرے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِن کی قربانیوں کو قبول فرمائیں گے اور خالقِ کائنات کے دربار میں اُس کی شفاعت کے لیے دَستِ دعا بلند کریں گے۔ اگلا ایک جو جملہ لکھا ہے: اِنتہائی کمال کا لکھا ہے۔ جسٹس میاں محبوب کہتے ہیں: ''کاش! اُس فہرستِ عاشقاں میں کہیں آپ کا نام بھی ہو، کہیں اِس عاجز کا نام بھی ہو، کہیں عام مسلمان بھائیوں کا نام بھی ہو، کہیں مسلمان بہنوں کا نام بھی ہو جنہوں نے ناموسِ رسالت کے لیے دفاعِ ختم نبوت کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا۔

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کے مقاصد

آپ کی جماعت عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کوئی سیاسی جماعت نہیں، اِس کا کوئی سیاسی ٹاسک نہیں، اِس کا ملکی مروجہ سیاست سے قطعاً کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں۔ زمین اُوپر ہو جائے یا آسمان نیچے، دُنیا اِدھر کی اُدھر ہو اِس کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں، اِس کا تو صرف ایک ہی کام ہے: ذاتِ پیغمبر کی چوکیداری، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دِین کی چوکیداری کا کام ہے۔ ۱۹۴۹ء سے لے کر آج تک ہم کسی سیاسی پارٹی کے حریف نہیں ہیں، ہم نے کبھی بھی کسی

سیاسی پارٹی کے مقابلے میں اپنا امیدوار الیکشن میں نہیں کھڑا کیا۔ ہاں! اِتنا ضرور ہے! اور یہ ہماری ڈیوٹی ہے اگر کوئی بھی سیاسی پارٹی اپنے ٹکٹ پر کسی مرزائی قادیانی کو کھڑا کرے گی تو ہم اُس کا مقابلہ ضرور کریں گے۔ یہ تو ہم نے کرنا ہے، اِس کے لیے اگر کوئی ہمیں رُوکے گا تب بھی نہیں رُکیں گے، ہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چوکیدار ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے لیے پہرا دیتے رہیں گے، سیٹی بجاتے رہیں گے، ڈنڈے سے کھٹکھٹاتے رہیں گے، جاگتے رہنا بھائیو! اِیمان کے ڈاکو، لٹیرے، چور، کتے، بلے، قادیانی مرزائیوں کی شکل میں پھر رہے ہیں، اُن سے بچ کے رہنا۔ ہاں! اگر کوئی پارٹی کسی مرزائی کو ٹکٹ دے کر کھڑا کرے گی تو ہم اُس مرزائی کی مخالفت ہر حال میں کریں گے۔ اِنْ شَآءَ اللہ سارے کریں گے؟ (نعرہ تکبیر: اَللّٰہُ اَکْبَرُ تاج دارِ ختم نبوت: زندہ باد۔)

آپ کی جماعت عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! پورے ملک میں کام کرتی ہے، پوری دُنیا میں کام کرتی ہے، اِس سال سینکڑوں قادیانی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! مسلمان ہوئے ہیں۔ بطور تَحْدِیْثِ نِعْمَت کہتا ہوں، آپ دوست اپنی جس جماعت پر اِعتماد کرتے ہیں میں اُس جماعت کی کارکردگی آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ اللہ ربُّ العزت کے فضل و کرم سے سینکڑوں قادیانی اندرون بیرونِ ملک مسلمان ہو رہے ہیں اور یہ اُن دوستوں کا پیار اور محبت بھرا تعلق ہے جو یہ محفلیں سجاتے ہیں اور آپ دوست یہاں سے ختم نبوت کے کام کو کرنے کا ایک داعیہ اپنے دل میں لے کر جاتے ہیں۔ کیا خیال ہے؟ یہاں پر تشریف لانے والا ہر مَرد و زن ہر بھائی اور بہن ختم نبوت کے کام کے لیے تیار ہے؟ اِنْ شَآءَ اللہ جنہوں نے کام نہیں کرنا، کوئی ہے ایسا؟

تین کام ہر مَرد وعورت کے ذمہ

تین کام میرے اور آپ کے ذمہ ہیں۔ جو اسٹیج پر تشریف فرما ہیں اُن کے ذمے بھی ہیں۔ میں اور آپ تو ہیں اُن کے خادم و نوکر اور کارکن یہ ہمارے بڑے ہیں اِن کے ذمہ بھی اور ہمارے ذمہ بھی تین کام ہیں:

❶ اِس پیغام کو عام کرنا ہے، ہر جگہ، عام اور خاص میں عام کرنا ہے۔ کیا؟ حضور

ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں، حضور ﷺ کے بعد کوئی اور نیا نبی نہیں آئے گا۔

۲ قادیانیت اور مرزائیت کا اِسلام اور پیغمبر اِسلام ﷺ کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں۔ کوئی مسلمان ایک لمحے کے لیے بھی کسی قادیانی بے اِیمان لعنتی چوڑ چمار کے دھوکے میں نہ آئے۔ مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ فرمایا کرتے تھے: جس طرح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت یہ اِیمان ہے ایسے ہی حضور ﷺ کے دشمن کے ساتھ بغض یہ بھی اِیمان ہے۔ ہم اپنے اباجی کے لیے سارا کچھ کرسکتے ہیں ہم حضور ﷺ کے لیے نہیں کرسکتے؟

جب کوئی مسلمان رسول اللہ ﷺ کے دشمن قادیانیوں مرزائیوں سے سلام لیتا ہے، اُس کی دکان سے سودا لیتا ہے ڈوب کر نہیں مرتا یہ مسلمان؟ شیزان پیتا ہے، شیزان بیچتا ہے اُس کو ڈوب کر مرنا چاہیے یا نہیں؟ جو حضور ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ یاری لگاتا ہے۔ میرا آپ کا یہ اِیمان ہے قادیانیت اور مرزائیت کا اِسلام اور پیغمبر اِسلام ﷺ کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں، یہ دوسرا پیغام ہے۔

۳ قادیانی مصنوعات اور قادیانی اِداروں کا بائیکاٹ۔ پاکستان میں قادیانی آٹے میں نمک کے برابر نہیں ہیں۔ یہ میرا چیلنج ہے! ۱۸ کروڑ پاکستان کی عوام ہے، ایک کروڑ کا چوتھا حصہ بھی پاکستان میں قادیانی اور مرزائی نہیں ہیں۔ قادیانیوں کے اِدارے بھی چل رہے ہیں اور فیکٹریاں بھی چل رہی ہیں، اُن کے سارے کاروبار چل رہے ہیں، افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ یہ مسلمان چلا رہے ہیں۔ جو مسلمان قادیانیوں سے سودا لیتا ہے، خریدتا ہے، بیچتا ہے، شیزان پیتا ہے، ذائقہ گھی میں پکوڑے اور سموسے تل کے کھاتا ہے، اسے ذرا خیال نہیں آتا۔ اللہ انہیں سمجھائے۔

اللہ تعالیٰ میرے آپ کے اِس پروگرام کو قبول فرمالے۔ جن دوستوں نے اِہتمام کیا، اِس محفل کو سجانے میں تعاون کیا، اللہ تعالیٰ اِن کو اپنی شایانِ شان بہترین بدلہ نصیب فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

''ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص بعد اسلام اگر یہ دعویٰ کرے کہ مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے اور میری جماعت میں داخل نہ ہونے والا کافر ہے تو وہ شخص کاذب ہے اور واجب القتل۔ مسیلمہ کذاب کو اس بنا پر قتل کیا گیا حالانکہ طبری لکھتا ہے کہ: ''وہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا مصدق تھا اور اس کی اذان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق تھی۔''

قادیانی یہ استدلال کرتے ہیں کہ ہم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے ہیں۔ ہم منکر اور دائرہ اسلام سے خارج کیسے ہوئے؟ مگر واقعہ یہ ہے کہ جب کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مان کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نئے نبی کی نبوت کو تسلیم کر لیا تو اس کا خاتم الانبیاء کا اقرار باطل ہو گیا۔ گویا دائرہ اسلام سے نکلنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ضروری نہیں۔ کسی نئے نبی کا اقرار بھی آدمی کو اسلام کے دائرہ سے باہر نکال دیتا ہے۔''

(اقبال اور قادیانی از نعیم آسی)

''عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام''

حضرت مولانا قاضی اِحسان احمد دامت برکاتہم
(مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

شایان لان، بلوچ کالونی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٥

سُبۡحَانَکَ لَاعِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّامَاعَلَّمۡتَنَاۤ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ اَسۡتَغۡفِرُاللّٰہَ رَبِّیۡ مِنۡ کُلِّ ذَنۡبٍ وَّاَتُوۡبُ اِلَیۡہِ۔اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَنۡزَلَ الۡکِتَابَ وَالۡحِکۡمَۃَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ نَبِیِّ الرَّحۡمَۃِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ اُوۡلِی الۡعَزۡمِ وَالۡھِمَّۃِ یَارَبِّ لَکَ الۡحَمۡدُ لِجَلَالِ وَجۡھِکَ وَعَظِیۡمِ سُلۡطَانِکَ وَاَشۡھَدُ اَنۡ لَّاۤاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَاشَرِیۡکَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ ۔ اَرۡسَلَہٗ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذۡنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیۡرًا۔

اَمَّا بَعۡدُ !فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ٥

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٥

اِذۡ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیۡسٰی اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَھِّرُکَ مِنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَجَاعِلُ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡکَ فَوۡقَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیَامَۃِ ..الخ(الایۃآل عمران)

حضرات علماء کرام، معزز سامعین اور میرے عزیز نو جوانو!

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے اکابرین کے اِرشادات اور فرمودات کی رُوشنی میں اپنے کام کو لے کر دن رات، صبح شام اُمّتِ مسلمہ کے اِیمان کے تحفظ کی آواز لگا رہی ہے۔ آپ حضرات اپنی جماعت کے دَست و بازو ہیں، اِن پروگراموں میں شرکت کے بعد آپ اپنا ایک ذہن لے کر جاتے ہیں، اُس ذہن کے مطابق اگر آپ نے اپنے حلقے میں کام کیا اور اپنے حلقے میں اِس تحفظِ ختم نبوت کے کام کو فروغ دیا تو یقیناً اِن پروگراموں کا ثمرہ ہمیں حاصل ہوگا۔ اگر آپ حضرات نے بات سماعت فرمائی اور پھر آگے اِن باتوں کو دوستوں تک نہ پہنچایا تو یقیناً جس قدر فوائد حاصل ہونے چاہئیں وہ حاصل نہیں ہوسکیں گے۔ تو میں اپنے تمام سامعین ذی وقار سے درخواست

کروں گا کہ آپ حضرات اِن پروگراموں میں شمولیت کے بعد ایک تو باضابطہ جماعت کے کام سے منسلک ہوں، باضابطہ جماعت کے کام سے جڑنے کی کوشش کریں۔

دوسرا اپنے حلقوں میں، اپنے علاقوں میں کام کی ترتیب جو قائم ہے اُس ترتیب میں آکر کام کریں، اُس ترتیب میں جڑ کر کام کرنے کی کوشش اور فکر کریں اِنْ شَآءَ اللهُ اِس کوشش اور فکر سے ہمارے کام میں مزید نکھار پیدا ہوگا، مزید ترقی ہوگی۔ آج کے سیمینار کے اندر اِنْ شَآءَ اللهُ کچھ ہی دیر کے بعد حضرت مولانا حافظ حمد اللہ صاحب ﷾ آپ کے سامنے جلوہ اَفروز ہوں گے۔ شاہینِ ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب ﷾ کا خطاب بھی آپ حضرات سماعت فرمائیں گے۔ دیگر ہمارے اَکابرین بھی اِنْ شَآءَ اللهُ اِس پروگرام میں تشریف لائیں گے۔

کوئی کافر نہیں کہے گا

عام طور پر عقیدۂ ختم نبوت کے متعلق معلومات دوست واَحباب اپنے اپنے ذہن میں رکھتے ہیں۔ تاہم! میں ایک دومنٹ اِس عنوان پر لگانے کے بعد اَگلے عنوان کی طرف آپ حضرات کی توجہ مبذول کرواؤں گا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! ہم سب مسلمان اِس بات پر اِیمان رکھتے ہیں کہ رُوئے زمین پر تشریف لانے والے انبیاء کرام علیہم السلام میں سب سے پہلے نبی جناب سیّدنا آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ سب سے پہلا اُسے کہتے ہیں جس سے پہلے کوئی نہ ہو اور سب سے آخری اُسے کہتے ہیں جس کے بعد کوئی نہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی بھی قسم کا ظلّی، نہ بروزی، نہ اُمتی، نہ غیر تشریعی، نہ ہی تشریعی، کوئی بھی نیا نبی دنیا میں نہیں آئے گا۔

پہلے انکار پھر اقرار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اللہ کے آخری نبی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی بھی قسم کا کوئی اور نیا نبی دنیا میں نہیں آئے گا۔ اِسے عقیدۂ ختم نبوت کہا جاتا ہے۔

یاد رکھیے! یہ عقیدہ ہمارے اِیمان کی بنیاد ہے۔ اِس کے بغیر اِیمان صرف ناقص

ہی نہیں بلکہ سرے سے ایمان ہی نہیں ہے۔ جیسے جسم میں روح ہو اور آدمی بیمار ہو لیکن پھر بھی اُسے کوئی مُردہ نہیں کہتا، شدید بیمار ہو مگر روح کا تعلق جسم کے ساتھ باقی ہے تو اُسے کسی قیمت پر کوئی قبر کے اندر اُتار کر مٹی نہیں ڈالتا۔ چلو پانچ منٹ کے بعد مر ہی جائے گا ایسا کوئی نہیں کرتا، اُسے کوئی مُردہ نہیں کہتا، اُسے کوئی نہیں کہتا کہ: میّت ہے۔ جب تک اُس کے جسم میں روح ہے اُسے کوئی مُردہ نہیں کہتا بلکہ اُسے زندہ ہی کہا جاتا ہے، اسی طرح آپ اَعمال کے اِعتبار سے جتنے بھی بیمار ہوں، گناہوں کی وجہ سے جتنے بھی کمزور ہوں لیکن کوئی کافر نہیں کہے گا۔ خدا نہ کرے! اگر ایمان نہ رہا تو جتنے بھی اَعمال ہوں کوئی مسلمان نہیں کہے گا۔ ایمان کا تعلق، اِسلام کا تعلق عقائد اور نظریات سے ہے اَعمال سے نہیں۔ غور سے جملہ سماعت فرمائیں! ایمان اور اِسلام کا تعلق عقائد سے ہے اَعمال سے نہیں۔ ایک ہندو اسپتال بنائے، ایک عیسائی پانی پلائے، ایک یہودی کھانا کھلائے، ہندو کے اسپتال بنانے سے اُسے کوئی مسلمان نہیں کہے گا، عیسائی کے پانی پلانے سے اُسے کوئی مسلمان نہیں کہے گا، یہودی کے کھانا کھلانے سے اُسے کوئی مسلمان نہیں کہے گا۔ ہاں! یہ ضرور کہے گا کہ ہندو نے اسپتال بنا کر خیر کا کام کیا لوگوں کی خدمت کی، عیسائی نے پانی پلا کر اچھا کام کیا لوگوں کی خدمت کی، یہودی نے کھانا کھلا کر اچھا کام کیا لوگوں کی خدمت کی۔ اُن کے اچھے اَعمال کے باوجود بھی ہندو ہندو ہی رہے گا، عیسائی عیسائی ہی رہے گا، یہودی یہودی ہی رہے گا۔ یہی کام اگر کوئی قادیانی مرزائی کرے تو اِن اَعمال کی وجہ سے اُسے مسلمان نہیں کہا جائے گا۔ اُسے مسلمان تب کہا جائے گا جب وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی اور خَاتَمُ النَّبِیّٖن مانے گا اور مرزا غلام قادیانی کے کِذب اور اُس کے کفر کا اَعلان اور اِقرار کرے گا۔

صرف اقرار کافی نہیں

آپ کسی عام آدمی سے بات کرتے ہیں تو آپ اُسے کہتے ہیں کہ آپ کہیں جی! مرزا غلام قادیانی کذّاب تھا، مرزا غلام قادیانی دجال تھا، مرزا غلام قادیانی لعین تھا تو وہ ایک عام آدمی کہتا ہے کہ جب میں نے یہ کہہ دیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے نبی ہیں اور آخری نبی ہیں تو پھر مرزا قادیانی کو گالیاں نکالنے کا کیا فائدہ ہے؟ مرزا قادیانی کی تکذیب

کی کیا ضرورت ہے؟ مرزا قادیانی کی تکفیر کی کیا ضرورت ہے؟ ذرا آپ اور میں اپنا ایمان، اپنا کلمہ دُہرائیں۔ پڑھیے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ۔ یہ کلمہ ایمان ہے، یہ کلمہ اسلام ہے۔ امیرِ شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ کلمۂ ایمان، کلمۂ اسلام دو اَجزاء پر مشتمل ہے: پہلا جز ہے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ۔ دوسرا ہے: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ۔ اِن دونوں کو ملائیں گے تو کلمۂ ایمان، کلمۂ اسلام مکمل ہوگا۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑی قیمتی بات اِرشاد فرمایا کرتے تھے کہ کلمۂ ایمان دو اجزاء پر مشتمل ہے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ۔ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھنے میں پہلے ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ ماننے میں پہلے ہے۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ کو مانو گے تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ سمجھ میں آئے گا۔ اگر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ کو نہیں مانو گے تو ابوجہل کی طرح لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ سمجھ میں نہیں آئے گا۔ اِلَّا اللہ میں لفظِ اللہ سے پہلے لفظ اِلَّا ہے یعنی اللہ پاک پروردگارِ عالم نے اپنی توحید کا اِقرار بعد میں رکھا جھوٹے معبودانِ باطلہ کا اِنکار پہلے رکھا، پہلے خود سے باطل ختم کرو، اندر جو کفر کی غلاظت ہے، کفر و شرک کی نحوست ہے اُسے نکالو پھر توحید آئے گی۔ اگر بالٹی کے اندر پہلے سے گندگی موجود ہو اُس میں جتنا مرضی پاکیزہ پانی ڈالتے رہو وہ پاکیزہ پانی بھی ناپاک ہوجائے گا چہ جائیکہ جو ناپاک چیز ہو وہ پاک ہو! ایک بالٹی میں گندگی ہے آپ اُس میں پانی نہیں زم زم ڈال دیں تو وہ زم زم بھی ناپاک ہوجائے گا۔ جب اندر کفر کی نحوست موجود ہے، شرک موجود ہے تو توحید وہاں نہیں آئے گی۔ اِس لیے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: پہلے جھوٹے معبودانِ باطلہ کا اِنکار کرو پھر ایک اللہ کو اپنے دل میں بٹھاؤ۔ ہم یہ کہتے ہیں: پہلے مرزا غلام قادیانی کو اندر سے نکالو، مرزا قادیانی کا کفر اندر سے نکالو، اُس کی غلاظت کو اندر سے نکالو پھر محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا طوقِ غلامی پہن کر حلقہ بگوشِ اِسلام ہوگے تو تمہارا ایمان معتبر ہوگا۔

قادیانی کلمہ پڑھتے ہیں۔ یاد رکھیے! میں نے پہلے کہا کہ اعمال کی بنیاد پر کسی کو مسلمان نہیں کہا جاتا، کسی کو مسلمان گردانا ہے تو اِیمان وعقیدے اور نظریے کی بنیاد پر، نماز ایک عمل ہے، روزہ ایک عمل ہے یہ ضرور مسلمانوں کی پہچان اور علامت ہے مگر کوئی عیسائی

نماز پڑھنا شروع کردے، روزہ رکھنا شروع کردے اور اُس کا عقیدہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے، اُس کا عقیدہ یہ ہے کہ: عیسیٰ علیہ السلام خدا تھے، اُس کا نظریہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے تھے تو یاد رکھیے! یہاں نہیں بلکہ مدینہ طیبہ اور بیت اللہ میں جا کر بھی نماز پڑھے تو اُس کی بیت اللہ کی نماز بھی اُسے اِیمان والا نہیں بنا سکتی۔ اگر اُس کا نظریہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا ہیں تو بیت اللہ کی نماز اور روزہ بھی اِسلام کا سرٹیفکیٹ نہیں دے گا۔ یہ اُلٹا ہو کر لٹک جائے، ایک سانس میں ایک لاکھ مرتبہ کلمہ پڑھے تو بھی اِس کا یہ عمل اُس کو اِسلام کا سرٹیفکیٹ نہیں دے سکتا۔ اُسے اِسلام کا سرٹیفکیٹ تب ملے گا جب اُس کے اندر میں یہ عقیدہ ہو گا کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بندے ہیں۔ جیسا کہ: عیسیٰ علیہ السلام نے خود کہا ہے جس کو قرآن نے نقل کیا ہے کہ قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا۔ (سُورۃ مریم:٣٠) میں تو اللہ کا بندہ ہوں۔ ارے بے وقوفو! تم نے مجھے خدا سمجھ لیا، تم نے مجھے خدا کا بیٹا سمجھ لیا، تم نے میری اِس خرقِ عادت پیدائش کو دیکھ کر میرے متعلق اِنتہائی غلط نظریات قائم کر لیے حال آں کہ تمہیں معلوم ہونا چاہیے۔

کلمہ پڑھ کر بھی مسلمان نہیں

دیکھیے! تَخْلِیق کا ایک اَنداز یہ ہے کہ سیّدنا آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بن ماں باپ کے پیدا کیا۔ تَخْلِیق کا دوسرا اَنداز یہ ہے کہ آدم علیہ السلام سے اماں حوا علیہا السلام کو پیدا کیا۔ تَخْلِیق کا ایک تیسرا اَنداز یہ ہے کہ عورت سے مَرد کو پیدا کیا۔ حضرت مریم علیہا السلام سے عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا اور چوتھا نارمل تَخْلِیق کا اَنداز ہے جو آج میں اور آپ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے ہیں کہ مَرد عورت سے اَفزائش نسل ہے۔ یہ چار اَنداز ہیں۔ عورت سے مَرد کا پیدا ہونا یعنی سیّدنا مریم علیہا السلام کے بطن مبارک سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا کوئی ایسی عجیب بات نہیں ہے۔ لیکن تم نے اِس خرقِ عادت پیدائش کو دیکھ کر خدا مان لیا، خدا کا بیٹا مان لیا یہ صحیح نہیں ہے۔ تو یاد رکھیے! ہمارے عام طور پر مسلمان جو قادیانیوں کی باتوں میں آ کر تبصرے کرتے ہیں اُن کو سمجھ لینا چاہیے کہ قادیانی جتنے مَرضی اَچھے اَعمال کرتے رہیں، جتنی مَرضی نماز پڑھتے رہیں اور کلمے کا وِرد کرتے رہیں جب تک وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری

نبی تسلیم نہیں کرتے اور مرزا غلام قادیانی کے جھوٹے دعوے نبوت کا اِنکار نہیں کرتے، عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر موجود نہیں مانتے، اُن کے دُوبارہ دنیا میں تشریف لانے پر اِیمان نہیں رکھتے، اُن کے زمین سے آسمان پر جانے پر اِیمان نہیں رکھتے تو اُس وقت تک اُن کا کوئی بھی خیر کا عمل اُنہیں اِسلام کا سرٹیفکیٹ نہیں دے سکتا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق معروف نظریات

آج کی نشست میں سیّدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق چند باتیں آپ کے ذہن میں ڈالنا چاہتا ہوں، عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق عموماً آپ حضرات باتیں سماعت فرماتے رہتے ہیں۔ اِیمان کا تعلق عقائد اور نظریات سے ہے اور اَعمال اُس کے اُوپر رَنگ ضرور چڑھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے اِیمان اور عقیدے کو رکھا پھر اَعمالِ صالحہ کو رکھا۔ ایک اللہ کو مانو، ایک اللہ کے نبی اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مانو، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتمیت کو مانو اُس کے بعد اَعمالِ صالحہ ہیں۔ سیّدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق اِس وقت دنیا میں تین بڑے نظریات ہیں۔ ❶ یہودیوں کا نظریہ۔ ❷ عیسائیوں کا نظریہ۔ ❸ مسلمانوں کا نظریہ۔

پہلے دو نظریات قرآن اور سنّت کی روشنی میں باطل اور غلط ہیں۔ اور آخری نظریہ جو کہ مسلمانوں کا نظریہ ہے وہ قرآنِ کریم، سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آثارِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تعاملِ اُمّت، چودہ صدیوں کے مجدّدین کے اَقوال کی رُوشنی میں عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق پایا جارہا ہے وہ صحیح اور درست ہے۔ رہے باقی دو نظریات وہ غلط ہیں۔ میں بار بار اِس لیے دہرا رہا ہوں تاکہ بات آپ کے ذہن نشین ہوجائے، یہاں سے اُٹھ کر جانے کے بعد عقیدۂ ختم نبوت بھی ذہنوں میں راسخ ہو۔ سیّدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق بھی اِیمان وعقیدہ مضبوط اور راسخ ہونا چاہیے۔ یہودی اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق کیا نظریہ رکھتے ہیں؟ عیسائیوں نے یہودیوں سے یہ نظریہ لیا کہ: سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام عیسائیوں کے نبی تھے، عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیحِ ہدایت مانتے تھے اور اُنہیں اللہ کا نبی مانتے تھے جب کہ یہودی انبیاء کرام علیہم السلام سے بغض وعناد رکھتے تھے۔ قرآن کریم میں یہودیوں سے متعلق یہ کہا کہ یہ یہودی لعنتی ہیں اُن پر اللہ کی لعنت ہے۔ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَ كُفْرِهِمْ

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ قَتْلِهِمُ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۔(سُوْرَةُ النِّسَآء، ۱۵۵) ان آیاتِ طیبہ میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے موردِ لعنت ہونے کے اَسباب بیان فرمائے ہیں اُن اَسباب میں سے ایک سبب یہ بیان کیا ہے کہ یہ یہودی انبیاء کرام علیہم السلام کو ناحق قتل کرتے تھے۔ اِسی بناء پر یہودیوں نے سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام سے بغض و عداوت رکھی، اِسی بغض و عداوت کی بناء پر یہودیوں نے سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا، اِس پروگرام کی تکمیل کے لیے ایک آدمی کی خدمات حاصل کی گئیں۔ اُس آدمی نے اِن یہودیوں کی سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام تک رسائی کروائی۔ یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا پکا اِرادہ کرلیا تھا لیکن خالقِ کائنات نے اپنی قدرتِ کاملہ سے سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں کی دسترس سے بچانا تھا جب کہ یہودی عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنا چاہتے تھے اور اللہ پاک پروردگارِ عالم بچانا چاہتے تھے۔ قرآنِ کریم یہ کہتا ہے: وَ مَكَرُوْا وَ مَكَرَ اللّٰهُ۔(سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰن، ۵۴) اِسلام کے باغی، اِسلام کے دشمن اللہ کے دین کے متعلق سازشیں کرتے ہیں، اِس کو مٹانے کی تدبیریں کرتے ہیں، اللہ کے نبیوں سے متعلق ناکام اور ناپاک جسارت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو بچانے سے متعلق تدبیر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کی حفاظت سے متعلق تدبیر کرتے ہیں۔ یہودیوں کی تدبیر قتل کرنا ہے، اُس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی تدبیر یہودیوں کے ہاتھوں سے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل ہونے سے بچانا ہے۔ وہ مٹانا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ چمکانا چاہتے ہیں، وہ ختم کرنا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ بچانا چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَ مَكَرُوْا وَ مَكَرَ اللّٰهُ۔(سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰن، ۵۴) تو نتیجہ بھی سنو! اللہ کریم نتیجہ بھی پیش کر رہے ہیں وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۔(سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰن، ۵۴) اللہ ہی کی تدبیر غالب آئے گی۔ تو قرآن کریم فیصلہ دے رہا ہے کہ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۔(سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰن، ۵۴) تدبیر اللہ کی غالب آئے گی۔ کیا معنیٰ؟ یہودی عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کر پائیں گے۔ اب یہودی عیسیٰ علیہ السلام تک پہنچے تو اللہ پاک پروردگارِ عالم نے بِعَیْنِہٖ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے چہرے کی شبیہ اُس مخبر کے چہرے پر ڈال دی۔ جب یہ یہودی وہاں پر پہنچے تو اُنہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ دماغ میں ایک پلاننگ تھی، ایک ہوّا بنا ہوا تھا، دماغ گرم تھا۔ جب آئے تو آتے

ہی جو بندہ سامنے نظر آیا اُس کا چہرہ بِعَیْنِہٖ وہی چہرہ تھا اُسے پکڑا اور قتل کر دیا۔ جب دل و دماغ کا غبار ٹھنڈا ہوا، گرد و غبار بیٹھا، ذہن دل و دماغ اپنی حالت پر آیا تو اب ایک دوسرے سے آنکھوں آنکھوں میں سوال ہو رہے ہیں۔ آدمی تو دو ہونے چاہئیں؟ ایک مسیح اور ایک ہمارا آدمی۔ اگر یہ ہمارا آدمی ہے تو مسیح کہاں ہے؟ اگر یہ مسیح ہے تو ہمارا آدمی کہاں ہے؟ یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو جب قتل کرنے کی ناکام کوشش کی اُس کے بدلے میں اپنے بندے کو مسیح سمجھ کر قتل کر دیا۔ قرآنِ کریم کہہ رہا ہے کہ وَ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ - (سُوْرَةُ النِّسَآء، ۱۵۷) قرآنِ کریم فرما رہا ہے: وَ قَوْلِهِمْ - یہودیوں کی بات ہو رہی ہے۔ یہ یہودی کہہ رہے ہیں، یہ اُن کی اپنی سوچ، اپنی فکر، اپنے منہ کی بات ہے۔ وہ کیا ہے؟ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ - (سُوْرَةُ النِّسَآء، ۱۵۷) یہ یہودی کہتے ہیں: ہم نے مسیح عیسیٰ علیہ السلام جو اللہ کے رسول ہیں اُن کو قتل کر دیا۔

خالقِ عالم نے فوراً اِس کے جواب میں فرمایا: وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ - (سُوْرَةُ النِّسَآء، ۱۵۷) بالکل سو فیصد غلط بات ہے۔ قرآنِ کریم کہہ رہا ہے کہ وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ۔ (سُوْرَةُ النِّسَآء، ۱۵۷) پھر ہوا کیا؟ بندہ تو قتل ہوا۔ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ - اللہ پاک نے عیسیٰ علیہ السلام کا معاملہ اُن یہودیوں پر مشتبہ کر دیا۔ اللہ کریم نے پھر فرمایا کہ: وَ مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا - (سُوْرَةُ النِّسَآء، ۱۵۷) یہ بات یقینی ہے کہ: عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا گیا۔ سوال یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قتل نہیں ہوئے تو پھر کہاں گئے؟ اللہ فرماتے ہیں: بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ - (سُوْرَةُ النِّسَآء، ۱۵۸) اللہ تعالیٰ نے اُنہیں آسمان پر اپنی طرف اُٹھا لیا۔ کیسے اُٹھا لیا؟ آسمان پر جانا کیسے ممکن ہے؟ مرزا غلام قادیانی اپنی کتابوں میں وفاتِ مسیح کا نظریہ گھڑ کے لکھتا ہے کہ کسی جسمِ عنصری کا آسمان پر جانا محال ہے، کُرّہ ناریہ ہے جل جائے گا، گزر نہیں سکتا، ویسے ہی زمہریر ہے برف اور ٹھنڈک ہے جم جائے گا، جا نہیں سکتا، کیسے زمین سے آسمان پر چلے گئے؟ اللہ کریم نے ایک لفظ اِرشاد فرمایا: وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا۔ اللہ کریم غالب ہیں، زبردست ہیں، تم اپنے مہمان کو سنبھال سکتے ہو، تم اُس کی

حفاظت کر سکتے ہو۔ عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہیں، اللہ کے مہمان ہیں، اللہ نے اُنہیں لے جانا ہے
۔وَ کَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا۔ (سُوْرَةُ النِّسَاء، ۱۵۸)

اللہ کریم نے سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق قرآنِ کریم میں فرمایا: اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ۔ (سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰن، ۵۹) تمہیں عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کہ وہ زمین سے آسمان پر کیسے چلے گئے؟ اللہ فرما رہے ہیں: جیسے آدم علیہ السلام آسمان سے زمین پر آ گئے۔ وہ آسمان پر کیا کھاتے ہوں گے؟ جو آدم علیہ السلام کھایا کرتے تھے۔ وہ آسمان میں کیسے رہتے ہوں گے؟ جیسے آدم علیہ السلام رہتے تھے۔ وہ ساری کی ساری چیزیں ملتی جلتی ہیں جب آدم علیہ السلام کے لیے ہو سکتی ہیں تو عیسیٰ علیہ السلام کے لیے بھی ہو سکتی ہیں۔ جو اللہ اپنے نبی کی دعا پر اپنے نبی کے بندوں کے لیے، اُمّت کے لیے آسمان سے پکا پکایا کھانا نازل کر سکتا ہے وہ اللہ اپنے ہاں مہمان کو کھانا نہیں کھلا سکتا؟

یاد رکھیے! سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق یہودیوں نے یہ مؤقف اِختیار کیا کہ: ہم نے اُنہیں قتل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے مؤقف کی نفی فرمائی: وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ۔ نہ قتل کیے گئے، نہ سولی چڑھائے گئے۔ یہ یہودیوں کا نظریہ ہے۔

عیسائیوں کا نظریہ

آگے عیسائیوں کا عقیدہ کہ بے شک! عیسیٰ علیہ السلام مسیح ہدایت ہیں۔ یہودی عیسیٰ علیہ السلام کو (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ) مسیح ضلالت کہتے تھے اور بغض و عناد رکھتے تھے، جب کہ عیسائیوں کا عقیدہ یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام مسیح ہدایت ہیں، ہمارے نبی ہیں۔ مگر یہودیوں سے عیسائیوں نے نظریہ لے لیا کہ: ہمارے نبی کو یہودیوں نے قتل کر دیا، عیسائیوں کا ایک بڑا طبقہ یہی نظریہ رکھتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں نے قتل کر دیا اور اُنہیں سولی چڑھا دیا۔ عیسائی مزید آگے بڑھے اور اُنہوں نے یہ کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا سولی پر چڑھایا جانا عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ بن گیا۔ یاد رکھیے! ربّ کریم نے وَ مَا قَتَلُوْهُ کہہ کر قتل کی تردید کر دی اور وَ مَا صَلَبُوْهُ کہہ کر سولی پر چڑھائے جانے کی تردید کر دی۔ اِدھر عیسائیوں نے نظریہ اِختیار کیا کہ: عیسیٰ علیہ السلام کا سولی پر چڑھایا جانا عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ بن گیا۔ اللہ کریم فرماتے ہیں: وَ

لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ۔ (سورۃ الانعام، ۱۶۴) کوئی کسی کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا۔ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ۔ (سورۃ بنی اسرآءیل، ۷) ''اگر تم نے کوئی بھلائی کی ہے تو اپنے لیے کی ہے، اگر کوئی بُرائی کی ہے تو اپنے لیے کی ہے۔'' اچھائی کرو گے تمہیں اُس اچھائی کا بدلہ ملے گا، بُرائی کرو گے تمہیں اس بُرائی کا بدلہ ملے گا۔

قادیانیوں کا نظریہ

اِن ہی دو غلط نظریات سے قادیانیوں نے نظریہ لیا ہے۔ کیا مرزا غلام قادیانی نے وفاتِ مسیح کا نظریہ گڑھا؟ یاد رکھیے! ایک گٹر لائن جارہی ہے اُس گٹر لائن میں کوئی آدمی ڈرل کر کے پلاسٹک کی بالٹی پانی سے بھر لے، چاندی کی بالٹی پانی سے بھر لے، سونے کی بالٹی پانی سے بھر لے مگر یہ نہیں ہوسکتا کہ گٹر لائن کا پانی پلاسٹک کی بالٹی میں آئے تو ناپاک ہو، چاندی کی بالٹی میں آجائے تو پاک ہو جائے، سونے کی بالٹی میں آجائے تو پاک ہو جائے، گٹر لائن سے لیا ہوا پانی وہ ناپاک ہی رہے گا۔ قادیانیوں نے یہودیوں اور عیسائیوں سے جو وفاتِ مسیح کا نظریہ لیا وہ قرآنِ کریم کے خلاف ہے اور سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی خلاف ہے اور آثارِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف ہے، چودہ صدیوں کے مجددین کے اَقوال کے بھی خلاف ہے۔ یہودیوں کا نظریہ غلط ہے، عیسائیوں کا نظریہ غلط ہے، اسی طرح قادیانیوں کا نظریہ بھی کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے یہ غلط ہے۔ میں نے عرض کیا کہ: تین بنیادی نظریات ہیں:

❶ یہودیوں کا نظریہ۔ ❷ عیسائیوں کا نظریہ۔ ❸ مسلمانوں کا نظریہ۔

پہلے دو نظریات باطل اور غلط ہیں۔ اِن ہی باطل اور غلط نظریات سے قادیانیوں نے نظریہ لیا اِس لیے وہ بھی غلط ہے۔

مسلمانوں کا نظریہ

جناب سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق صحیح نظریہ، صحیح عقیدہ اُمّتِ مسلمہ کا نظریہ وعقیدہ ہے جسے قرآنِ کریم نے بھی بیان کیا، سرکارِ دو عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اَحادیثِ متواترہ میں بیان فرمایا ہے۔ قرآنِ کریم میں اِرشاد ہے کہ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ ۔ (سورۃ

النسآء ۱۵۷) اگلی آیات وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ ۚ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكُوۡنُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيۡدًا ۔ (سورۃ النسآء ۱۵۹)

ایک حدیث شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِرشادفرمایا: قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! عیسیٰ (علیہ السلام) ضرور بالضرور تمہارے اندر دوبارہ نازل ہوں گے۔ تمام اَحادیث کے ذخیرہ میں کہیں بھی وفات مسیح کا باب نہیں ملے گا۔ بڑے بڑے مشائخ علماء تشریف فرما ہیں، کسی ایک محدث نے بھی یہ باب قائم نہیں کیا کہ: عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ اَحادیث کی کتابوں میں سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے متعلق تو اَبواب ملیں گے، اَحادیث ملیں گی مگر کسی ایک حدیث میں آپ کو یہ نہیں ملے گا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ اِس سے متعلق آپ حدیث اِس باب میں پڑھیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِرشادفرمایا:

اِنَّ عِيۡسٰى لَمۡ يَمُتۡ وَاِنَّهٗ رَاجِعٌ اِلَيۡكُمۡ قَبۡلَ يَوۡمِ الۡقِيَامَةِ ۔

اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِرشادفرمایا کہ: اِنَّ عِيۡسٰى لَمۡ يَمُتۡ ۔ یہ طے شدہ بات ہے، قرآنِ کریم کا فیصلہ ہے، محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبانِ مبارک کا فیصلہ ہے کہ لَمۡ يَمُتۡ عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے وَاِنَّهٗ رَاجِعٌ اِلَيۡكُمۡ وہ تمہاری طرف دوبارہ لوٹ کر آئیں گے۔ کب؟ قَبۡلَ يَوۡمِ الۡقِيَامَةِ ۔ قیامت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام تمہاری طرف ضرور لوٹ کر آئیں گے۔

سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

يَنۡزِلُ دِمَشۡق ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِرشادفرمایا: میرے بھائی عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد کے سفید شرقی منارے کے پاس نازل ہوں گے۔ اَحادیث کی کتابوں میں سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق تمام تر نشانیاں اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِرشادفرمائی ہیں۔ وہ نشانیاں یہ ہیں کہ نمازِ فجر کا وقت ہوگا، اَذانِ فجر ہو چکی ہوگی، نمازی مسجد میں آچکے ہوں گے، صفیں بن چکی ہوں گی، اِقامت کہی جا چکی ہوگی، مہدی علیہ الرضوان مصلے پر پہنچ چکے ہوں گے۔ اِس دوران عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، بیچ سے گزرتے ہوئے پہلی صف میں پہنچیں گے،

مہدی علیہ السلام مصلیٰ چھوڑیں گے، سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام سے فرمائیں گے: تَعَال ۔ آیئے! ہمیں نماز پڑھائیے! سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: قَدْ اُقِیْمَتْ لَکَ ۔ اِس نماز کی اِقامت آپ کے لیے کہی جا چکی ہے۔ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ ۔ آج اِمام تم ہی میں سے ہوگا کیوں کہ اِقامت تمہارے لیے کہی گئی ہے۔ اِمام آج اِس اُمّتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے ہی ہوگا۔ اِس اُمّت کا اِعزاز، اِس اُمّت کا اِکرام، اِس اُمّت کی توثیق، اِس اُمّت کی عظمت دنیا دیکھے گی کہ: اللہ تعالیٰ کے ایک نبی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک اُمّتی کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ اِس اُمّت کا اِعزاز ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ پوری اُمّت دیکھے کہ: اللہ کا سابق نبی، سچا نبی اِس اُمّت میں آنے کے بعد بھی اِس اُمّت کے نبی کی پیروی کر رہا ہے۔ اپنے اَحکامات کو پیش کرنے نہیں آیا، اپنی حکومت کو چلانے نہیں آیا بلکہ اِس اُمّت کے آخری نبی کی تابع داری کر کے اِس اُمّت کے آخری دین کے اَحیاء کے لیے آیا ہے۔ اِس اُمّت کا اِعزاز بھی ہے اور اُس نبی کے ذریعے سے اِس دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اَحیاء بھی ہے۔

میرے واجب الاحترام بھائیو بزرگو اور دوستو! میں نے آج کی اِس نشست میں آپ حضرات کے سامنے مختصر عقیدۂ ختم نبوت کو پیش کیا۔ جناب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق میں نے اُمّتِ مسلمہ کا موقف آپ کے سامنے بالتفصیل رکھا۔ عیسیٰ علیہ السلام بن باپ کے، محض اللہ کے حکم سے، نفخۂ جبرائیل علیہ السلام سے سیّدنا مریم علیہا السلام کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے۔ بنی اسرائیل کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے۔ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق یہودیوں نے غلط اور ناپاک عزائم رکھے، اُنہیں قتل کرنا چاہا، اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں کے دسترس سے بچایا، آسمان پر زندہ اُٹھا لیا، قیامت سے پہلے دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ اِن تمام تر تفصیلات کے ساتھ جو قرآن کریم اور اَحادیثِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آثارِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں موجود ہیں۔

زمین اُوپر ہو سکتی ہے آسمان نیچے، آگ پانی اِکٹھے ہو جائیں، قیامت آ سکتی ہے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نیا نبی نہیں آ سکتا۔ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام دوسرے آسمان پر موجود ہیں، قیامت سے پہلے دُوبارہ دُنیا میں تشریف لائیں گے۔ اِسے حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ

اور نظریہ کہتے ہیں۔ بڑے بڑے مشائخ کی موجودگی میں آپ حضرات کے سامنے ایک طالبِ علم کی حیثیت سے عرض کرتا ہوں کہ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا اِنکار، رَفع اور نُزول کا اِنکار ایسا ہی کفر ہے جیسے اللہ کی توحید کا اِنکار کفر ہے۔ توحید کا منکر مسلمان نہیں، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت اور رسالت کا منکر مسلمان نہیں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتمیت کا منکر مسلمان نہیں، سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات، رَفع اور نُزول کا منکر بھی مسلمان نہیں ہے۔ اہلِ سنّت والجماعت کے عقائد میں سے یہ ایک مسلّمہ عقیدہ ہے۔

حضرت مہدی علیہ الرضوان کا صحیح تصور

مختصر یہ کہ ایک بات سیّدنا مہدی علیہ السلام سے متعلق یہ بھی سماعت فرمالیں۔ یہ بات اِس لیے ذکر کر رہا ہوں کیوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی خود مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا تھا، اُس نے نبوّت کا دعویٰ کیا تو میں نے ختم نبوت کا عقیدہ آپ کے سامنے پیش کیا۔ اُس نے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا نظریہ گھڑا تو میں نے عیسیٰ علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ آپ کے سامنے رکھی۔ مرزا قادیانی نے مہدی ہونے کا دعویٰ بھی کیا۔ تو آخری زمانے میں سچے مہدی جو تشریف لائیں گے اُن سے متعلق اہلِ سنّت والجماعت کا عقیدہ و نظریہ اور موقف کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اَحادیثِ مبارکہ میں تفصیل کے ساتھ اپنے حضرت مہدی علیہ الرضوان کا ذکر فرمایا ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی قَدَّسَ اللّٰہُ سِرَّہٗ کا رسالہ خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ الْمَھْدِیْ فِیْ اَحَادِیْثِ الصَّحِیْحَہ ہے۔ آپ کی جماعت عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت نے لاکھوں کی تعداد میں وہ رسالہ شائع کیا ہے اور اُس کے بعد اُسے اِحتسابِ قادیانیت کی جلد نمبر ۱۵ کے اندر شائع کیا ہے۔ سیّدنا مہدی علیہ الرضوان کو عام طور پر ہمارے ہاں امام مہدی علیہ الرضوان کہا جاتا ہے۔ امام ابوبکر رضی اللہ عنہ نہیں کہا جاتا، امام عمر رضی اللہ عنہ نہیں کہا جاتا، امام عثمان رضی اللہ عنہ نہیں کہا جاتا۔ تو میں نے اَلفاظ یہاں وہ اِختیار نہیں کیے جو عام طور پر بولے جاتے ہیں میں نے مہدی علیہ الرضوان کہا ہے۔ تو اَلفاظ بھی اپنا اَثر رکھتے ہیں مہدی علیہ الرضوان کا تصور پیغمبر خدا محمد مصطفی احمد مجتبیٰ امام الانبیاء خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ: قیامت سے پہلے

سچے مہدی آئیں گے اُن کا نام میرے نام پر محمد ہوگا۔

ہمارے بچوں کا قصور نہیں

میری گزارشات، میری باتوں کو اپنے ذہن میں بٹھایئے، یہاں سے سننے والی باتوں کو اپنے بچوں اور بچیوں کو جا کر بتایئے۔ میں نے نائن کلاس کے اسٹوڈنٹ سے سوال کیا کہ: بتاؤ! ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہاں پیدا ہوئے ؟ تو کہتا ہے: پتا نہیں! یہ اُس بچے کا قصور نہیں بلکہ میرے نزدیک اُس بچے کے ماں باپ اور اُس کے ماحول کا قصور ہے۔ ماں باپ نے اُس کے ہاتھ میں میتھامیٹکس پکڑا دی، اُس نے میتھ کے فارمولے سارے یاد کر لیے۔ ماں باپ نے اُس کے ہاتھ میں کیمسٹری پکڑا دی اُس نے کیمسٹری کے سارے فارمولے یاد کر لیے۔ ماں باپ نے اُس کے ہاتھ میں فزکس پکڑائی اُس نے نیوٹن شیوٹن کے سارے قانون یاد کر لیے۔ میں نے نہیں آپ نے بھی بہت سُن رکھا ہے" ہر عمل کا رَدِّ عمل ہوتا ہے۔" اسکول میں، کلاس میں ہمیں یہ پڑھا دیا گیا کہ یہ نیوٹن کا قانون ہے۔ ہر عمل کا رَدِّ عمل ہوتا ہے یا نہیں ؟ آپ کے اَعمال کا بھی رَدِّ عمل ہے، اگر آپ نے اَچھے اَعمال کیے تو اللہ کی طرف سے رَدِّ عمل جنّت کی صورت میں ہے۔ اگر میں نے آپ نے خدانہ کرے بُرے اَعمال کیے تو اللہ کی طرف سے رَدِّ عمل اور ہے۔ کفر اِختیار کیا تو اللہ کی طرف سے رَدِّ عمل جہنم ہے۔ ہر عمل کا رَدِّ عمل ہے۔ جو کام کریں گے، جو عمل کریں گے، وہ رَدِّ عمل لے کر جائیں گے۔ اِسی پر تو علامہ اقبال نے کہا ہے ؎

عمل سے زندگی بنتی ہے جنّت بھی جہنم بھی

آپ کا عمل رَدِّ عمل پیش کرے گا، آپ نے کیکر کے بیج بوئے ہیں تو رِزلٹ میں آم کی توقع مت رکھیے۔ خیر! میں عرض یہ کر رہا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: قیامت سے پہلے جو مہدی آئیں گے اُن کا نام میرے نام پر محمد ہوگا۔ ہم باتیں سنتے نہیں ہیں، مجلسوں میں آتے ہی نہیں! آجائیں تو سنتے نہیں! سُن لیں تو ساتھ لے کر نہیں جاتے! ساتھ لے جاتے ہیں تو کسی کو بتاتے نہیں ہیں۔

سنیے، ساتھ لے کر جایئے، آگے جا کر بتلایئے۔ ہمارے مَرنے کے بعد ہماری

نسلوں کا اِیمان محفوظ رہے گا، ہمارے مَرنے کے بعد اُن کا اِیمان عقیدہ محفوظ رہا تو خدا کی قسم! سب سے بڑی وِراثت یہ ہے اور اگر وراثت میں بڑے بڑے بنگلے چھوڑ گئے پیچھے اِیمان عقیدہ ذرا بھی نہ چھوڑا تو وہ میرے آپ کے کام نہیں آئے گا۔۔۔! اِن بچوں کے کام نہیں آئے گا۔ قیامت سے پہلے جو مہدی تشریف لائیں گے اللہ کے حبیب ﷺ نے اِرشاد فرمایا: اُن کا نام میرے نام پر محمد ہوگا۔ اُن کے والد کا نام میرے والد کے نام پر عبداللہ ہوگا۔ میری بیٹی سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اَولاد سے ہوں گے، آلِ رسول ﷺ سے ہوں گے، سیّد ہوں گے، نجیب طرفین حسنی حسینی ہوں گے۔ اللہ کے حبیب ﷺ نے اِرشاد فرمایا: مدینہ طیبہ میں پیدا ہوں گے، مکہ پاک تشریف لے جائیں گے، طواف کے دوران انہیں پہچانا جائے گا، لوگ اُن کے ہاتھ پر بیعت ہوں گے۔ میں نے پانچ بہت آسان، مکمل، موٹی موٹی علامتیں عرض کیں اِنہیں اپنے ذہن میں بٹھائیے۔

مرزا قادیانی کے تین دور

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی زندگی میں متعدد دعوے کیئے۔ اس نے مہدی ہونے کا بھی دعویٰ کیا تھا۔ ۱۸۸۰ء کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے دعوے کرنے شروع کیے۔ مرزا کی زِندگی کے تین دور ہیں: ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا، ۱۸۴۰ء سے لے کر ۱۸۸۰ء تک مرزا غلام احمد قادیانی کی زِندگی کا پہلا دور ہے۔ ۱۸۸۰ء سے لے کر ۱۹۰۰ء تک دوسرا دور ہے۔ ۱۹۰۱ء سے لے کر ۱۹۰۸ء تک اس کی زندگی کا تیسرا آخری اور فائنل راؤنڈ ہے۔ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل کو مرزا غلام احمد قادیانی مَر گیا اللہ تعالیٰ نے اُس کو اپنے ریمانڈ میں لے لیا۔

خس کم جہاں پاک
پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا غلام قادیانی وَبائی ہیضے کا شکار ہو کر مَر گیا۔ اس کی زندگی کے ادوار کو پھر دھراتا ہوں،

❶ پہلا دَور ۱۸۴۰ء سے لے کر ۱۸۸۰ء تک۔

❷ دوسرا دَور ۱۸۸۱ء سے لے کے سن ۱۹۰۰ء تک۔

❸ تیسرا دَور سن ۱۹۰۱ء سے لے کے سن ۱۹۰۸ء تک۔

پہلے دَور میں مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو مناظر اسلام کی حیثیت سے متعارف کروایا۔ اُس دَور میں وہ تقریباً ٹھیک رہا۔ دوسرا دَور مرزا غلام قادیانی کا کفریہ دَور کا آغاز تھا۔ ۱۸۸۲ میں مرزا غلام قادیانی نے دعوے کرنے شروع کیے۔ اِسی دَوران مرزا غلام قادیانی نے مَامُوْر مِنَ اللّٰہ، مجدد اِس طرح کے دعوے کیے۔ پھر آگے چل کر مرزا غلام قادیانی نے مہدی ہونے کا دعوٰی کیا۔ مثیلِ مسیح اور پھر مسیح ہونے کا دعوٰی کیا۔ مرزا غلام قادیانی اپنی زندگی کے تقریباً پچاس سال حیاتِ مسیح کے عقیدے پر قائم رہا بعد میں اُس نے وفاتِ مسیح کا نظریہ گھڑا۔ اِس کی ضرورت اِس لیے پیش آئی کہ خود مسیح بننا چاہتا تھا۔ مرزا غلام قادیانی کے مسیح بننے کا یہ بھی ایک بہت عجیب وغریب ڈرامہ ہے جو کہ مرزا غلام قادیانی لعین کی کتابوں میں موجود ہے۔ تاہم ۱۸۸۰ سے دعوے شروع کیے۔ مہدی ہونے کا دعوٰی کیا۔ مرزا نے اپنے آپ کو کہا کہ: قیامت سے پہلے ایک مہدی نے آنا ہے وہ مہدی مرزا غلام احمد ہے۔

دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھیے

آیئے چلتے ہیں، دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچے مہدی کی جو علامات بیان کی ہیں وہ کیا ہیں؟

کیا مرزا غلام قادیانی ان نشانیوں پر پورا اترتا ہے؟ ہم نے نام کو دیکھا تو اُس کا نام غلام احمد۔ معلوم ہوا کہ: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو سچے مہدی کا نام بتایا ہے وہ غلام احمد میں نہیں پایا جاتا۔ لہٰذا مرزا غلام قادیانی کا مہدی ہونے کا دعوٰی کرنا یہ غلط ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: اُن کے والد کا نام عبداللہ ہوگا۔ اور مرزا غلام قادیانی کے والد کا نام غلام مرتضٰی ہے۔ نام میں یکسانیت نہیں۔ معلوم ہوا کہ مرزا غلام قادیانی کے مہدی ہونے کا

دعوٰی غلط ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: سچے مہدی جو قیامت سے پہلے آئیں گے وہ میری بیٹی فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی اَولاد سے ہوں گے۔ معلوم ہوا کہ: وہ سیّد ہوں گے، آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہوں گے۔ مرزا غلام قادیانی مغل تھا۔ خاندان سے بھی مناسبت نہیں، یہاں بھی یکسانیت نہیں تو اُس کا یہ دعوٰی سرے سے غلط ہے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ: وہ مدینہ طیبہ میں پیدا ہوں گے۔ مرزا غلام قادیانی گرداسپور قادیان انڈیا میں پیدا ہوا۔ مرزا غلام قادیانی کا مہدی ہونے کا یہ دعوٰی بھی غلط ہے۔ مرزا غلام قادیانی ساری زندگی خواب میں بھی مدینہ نہیں گیا۔ مرزا غلام قادیانی کا مہدی ہونے کا دعوٰی سرے سے غلط ہے۔ مرزا غلام قادیانی کہتا ہے کہ میں مہدی ہوں۔ ہم نے نشانیوں پر غور کیا۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ: وہ مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ تشریف لے کر جائیں گے۔ مرزا غلام قادیانی کو ساری زندگی حرمین شریفین جانے کی سعادت حاصل نہیں ہوسکی، اِس منحوس کو حرمین شریفین کی زمین سے بھی خلاقِ عالم نے دور رکھا۔

میرے واجب الاحترام بھائیو، بزرگو، دوستو!

آج کے اِس تحفظِ ختم نبوت سیمینار کے تین پیغام، تین عقائد کی صورت میں آپ کے سامنے پیش کیے:

۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔

۲ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ کا عقیدہ۔

۳ مہدی علیہ الرضوان سے متعلق اُمّتِ مسلمہ کا عقیدہ ونظریہ۔

یہ تین باتیں میں نے آپ کے سامنے آج کے سیمینار کے توسط سے پیش کیں۔

محافظ ختم نبوت کیا کرے؟

آخری بات! آپ نے یہاں سے جانے کے بعد کرنا کیا ہے؟ آپ نے بیان سماعت فرمایا، بیان سماعت فرمانے کے بعد اب یہاں سے جانے کے بعد میرے وہ تمام

دوست جو اِس پروگرام میں تشریف لائے اُن سے سب سے پہلی درخواست یہ ہے کہ وہ جس بھی حلقے اور علاقے سے آئے ہیں اُس حلقے اور علاقے میں اپنی جماعت عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کے ساتھ باضابطہ کام میں جڑیں۔

دوسری درخواست: ہفت روزہ ختم نبوت، ماہنامہ لولاک یہ دو رَسائل جماعت کے آتے ہیں، اُن رسائل کو اپنے گھروں میں ڈاک کے ذریعے سے قیمتاً منگوائیں، اُن رَسائل کا مطالعہ کریں، اپنے اِیمان، اپنے عقیدے، اپنے نظریے کو محفوظ کریں۔

تیسری درخواست: آپ کی جماعت عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوّت کی طرف سے شائع ہونے والا مفت لٹریچر اُسے منگوائیے، اُس کا مطالعہ کیجیے، اُسے آگے بڑھائیے، اُسے پڑھیے اور آگے اُوروں کو پڑھنے کے لیے دیجیے۔

چوتھی درخواست: اِس کے بعد اگلا کام آپ دوستوں کا یہ ہے کہ اپنے علاقے کے اِمامِ مسجد، خطیب صاحب سے تحفظ ختم نبوت کی نسبت سے تعلق قائم کیجیے، رابطہ قائم کیجیے۔ دفتر ختم نبوت سے لٹریچر رَسائل لیں، اُن تک لٹریچر اور رَسائل پہنچائیں، اُن کی خدمت میں درخواست کریں کہ: کم اَزکم مہینے کا ایک جمعہ تحفظِ ختم نبوت کے عنوان پر پڑھائیں۔ ہفتہ وار دَرس اگر آپ کے ہاں ہوتا ہے تو ایک دن تحفظِ ختم نبوت کے عنوان پر دَرس دیں۔ اپنے حلقے اَحباب کی ذہن سازی کریں، اُن کے اِیمان عقیدے اور نظریے پر پہرا دیں، اُنہیں کھرا مال متعارف کروائیں، اُنہیں ایک نمبر مال کا تعارف کروائیں۔ جب کھرا مال عقیدے کی صورت میں، ختم نبوت کی صورت میں، حیاتِ مسیح علیہ السلام کی صورت میں، مہدی علیہ الرضوان کی صورت میں مسلمانوں کے ذہنوں میں ایک نمبر مال بیٹھ جائے گا تو دُنیا کے کسی بھی کونے میں دو نمبر اور کھوٹا مال اُن کے سامنے آئے گا تو وہ پہچان لیں گے، وہ اپنے اِیمان کو محفوظ کرلیں گے۔ اگر میں نے اپنے کھرے مال کا تعارف نہیں کروایا، ایک نمبر مال اپنے مسلمانوں کو نہیں دکھایا تو دُنیا میں کہیں بھی کھوٹے مال کو کھرا مال کہہ کر، دو نمبر مال کو ایک نمبر مال کہہ کر اُنہیں دے دیا گیا تو یہ خالی الذہن کھرے اور کھوٹے کو پہچانتے نہیں، ایک اور دو نمبر کو پہچانتے نہیں، وہ اِس دو نمبر کو ایک نمبر سمجھ کر، کھوٹے کو کھرا سمجھ کر لے کر اپنے

اِیمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ میں درخواست کروں گا کہ آپ اِن تمام رَضاکاروں سے، اپنے اَکابر علمائے کرام سے، اپنی جماعت عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کے ساتھ اپنی اِن دیرینہ محبتوں کے ساتھ مزید زیادہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ میں دل کی گہرائیوں سے شکرگزار ہوں اپنے تمام مہمانانِ گرامی کا جو ہماری حوصلہ اَفزائی کے لیے تشریف لائے۔

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

دیگر تالیفات

Printed By: Shafaq 0321-2250577